

رَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهُ عَلَيْكُمْ اَهْلَ الْاِيْمَانِ

۱۹۹۴ء

جامع شریعت و طریقت، مرکز عقیدہ و محبت، شیخ المشائخ حضرت مولانا

سید محمد مختار اشرف اشرفی جیلانی  
رحمۃ اللہ تعالیٰ

سنگار گلان، چوہدری مقلد سید

مختصر

ذکرہ حبیب

تحریر و ترتیب

مبلغ اسلام حضرت مولانا محمد ایوب اشرفی، سنبھلی خطیب نور الاسلام  
الحاج علامہ مولانا محمد ایوب ہمدانی بولٹن-یو۔ کے

بشمول

اشرفی جامع مسجد

3464/1

اشرفی چوک ٹریڈ کے، شیخوپورہ، پاکستان



رَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهُ عَلَيْكُمْ اَهْلَ الْبَيْتِ

۱۹۹۶ء

جامع شریعت و طریقت، مرکز عقیدت و محبت، شیخ المشائخ حضرت مولانا

سید محمد مختار اشرف اشرفی جیلانی  
رحمۃ اللہ تعالیٰ

۳۱۶۴/۱  
سنگار گلان، چوہدری مقلد سید

مختصر  
تذکرہ حیات

تحریر و ترتیب

مبلغ اسلام حضرت محمد اشرفی، سنبھلی خطیب نور اسلام  
الحاج علامہ مولانا محمد ایوب، ہنسی بولٹن - یو۔ کے

نشر

اشرفی برادران اشرفی جامع مسجد اشرفی چوک مریدکے، شیخوپورہ پاکستان

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

~~86656~~

86656

نام کتاب: حضرت سرکار کلاں کا مختصر تذکرہ حیات  
مصنف: مبلغ اسلام حضرت علامہ محمد ایوب اشرفی شمش مدظلہ  
نظر ثانی: حضرت مولانا الحاج محمد منشاء تابلش قصوری  
بار اول: ذوالقعدہ مبارکہ ۱۴۲۳ھ جنوری ۲۰۰۳ء  
ناشر: اشرفی برادران مرید کے (پاکستان)  
ہدیہ: دعائے خیر بحق مصنف، ناظر، ناشر  
ملنے کا پتہ: جامع مسجد نور اسلام بولٹن (یو۔ کے)  
مکتبہ اشرفیہ مرید کے ضلع شیخوپورہ (پاکستان)

## آئینہ مضامین

۵	مخدوم العالم حضرت سید اشرف جہانگیر سمنانی رحمہ اللہ تعالیٰ	کلام اشرف
۶	اعلیٰ حضرت اشرفی میاں رحمہ اللہ تعالیٰ	کلام اشرفی
۷	حضرت محدث اعظم ہند علیہ الرحمۃ	اشرفی ترانہ
۸	محمد منشا تابش قصوری	منقبت اشرفی
۹	محمد منشا تابش قصوری	نشان منزل
۱۷	حضرت مخدوم سمنانی کی سو سالہ حیات مقدسہ پر ایک نظر:	
۱۹	محدث اعظم ہند علیہ الرحمۃ	لفظ اشرفی کا تاریخی پس منظر
۲۰		محبوب ربانی اشرفی میاں علیہ الرحمۃ
۲۲		محدث اعظم ہند علیہ الرحمۃ
۳۱	آغاز کتاب از مصنف و مرتب	سرکار کلاں پر ایک نظر
۳۲		مشہور خلفاء
۳۳		وہ سرکار کلاں
۳۹		سرکار کلاں کے طرز حیات کی کچھ جھلکیاں
۴۲		نمونہ حیات
۵۱		سرکار کلاں کی وصف خوردہ نوازی
۵۷		سرکار کی برطانیہ آمد
۶۵		سرکار کلاں کا خطبہ، صدارت آل انڈیا تعلیمی کنونشن کچھوچھ شریف
۷۴		چہلم سرکار کلاں: آنکھوں دیکھا حال: بدر اشرفیت ڈاکٹر سید محمد مظاہر اشرف الاشرافی الجیلانی مدظلہ
۸۶		آہ آفتاب اشرفیت سرکار کلاں ۴: بدر اشرفیت ڈاکٹر سید محمد مظاہر اشرف الاشرافی الجیلانی مدظلہ
۱۰۱		آہ آفتاب اشرفیت بھی وصال فرما گئے ادارہ ماہنامہ نور الجیب بصیر پور
۱۰۵		موت العالم، موت العالم جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور میں تعزیتی جلسہ
۱۰۶		تعزیت نامہ شیخ الحدیث جامعہ علامہ شرف قادری صاحب مدظلہ
۱۰۷		چہلم شریف پر شیخ الاسلام حضرت مدنی میاں مدظلہ کی ایک جامع تقریر
۱۲۶		اولیائے اشرفیہ سمنانیہ کا ایک عاشق صادق الحاج محمد منظور احمد اشرفی علیہ الرحمۃ
	محمد منشا تابش قصوری	منقبت بخسور سرکار کلاں

## منقبت

بکھنور سرکارِ کلاں سید محمد مختار اشرف الاشرافی جیلانی رحمہ اللہ تعالیٰ

ہیں حبیب احمد مختار سرکارِ کلاں

اہل حق کے قافلہ سالار سرکارِ کلاں

اعلیٰ حضرت اشرفی کے فیض کا بحرِ عظیم

سید عالی نسب، سردار سرکارِ کلاں

عارفِ حق، عالمِ دیں، نازش اہل یقین

خوب صورت اور خوش گفتار سرکارِ کلاں

آپ کے در پر ہزاروں حاضری دیتے رہے

وقت کے ابرار اور اختیار سرکارِ کلاں

ہے جہانِ معرفت میں آپ کا سکہ رواں

مرج البحرین ہیں سرکار، سرکارِ کلاں

آپ کے فضل و کمال و شانِ استقلال کا

کر نہیں سکتا کوئی انکار سرکارِ کلاں

ملتِ اسلامیہ کی رہنمائی کے لیے

کارگر ہیں آپ کے افکار سرکارِ کلاں

حضرت مدنی میاں اور ہاشمی شہزادگان

بانٹتے ہیں آپ کے انوار سرکارِ کلاں

قطبِ ربانی، پیارے شاہِ سمنانی کی یاد

ہیں مظاہر اشرفی دلدار سرکارِ کلاں

حضرت ایوب شمسی کی سعادت دیکھئے

لائے ہیں زیرِ قلم اسرار، سرکارِ کلاں

حضرت مختار اشرف کا یہ تذکارِ جمیل

اہل حق کے حاصل افکار، سرکارِ کلاں

ہیں قسم بادۂ عرفان تابش اُن کے بعد

شیخِ اعظم حضرت اظہار، سرکارِ کلاں

رشحات عقیدت: محمد منشا تابش قصوری

# کلام الاشرف اشرف الکلام

ذیل میں حضرت محبوب یزدانی مخدوم سلطان سید اشرف جہانگیر سمنانی رضی اللہ عنہ المتوفی ۸۰۸ھ کا عارفانہ کلام جو حضرت مخدوم کے ملفوظات ”لطائف اشرفی سے ماخوذ ہے، پیش کرنے کی سعادت حاصل کی جاتی ہے۔ عام سہولت کے خیال سے حضرت کے فارسی کلام کے ساتھ اس کا اردو منظوم ترجمہ بھی نذر ناظرین ہے جسے علامہ حکیم سید نذر اشرف فاضل علیہ الرحمۃ نے ۱۳۲۲ھ میں زیب قرطاس فرمایا تھا ترجمہ کی شمولیت سے امید ہے کہ کلام مخدومی کی شعری حلاوت خیال کی تازگی، نظر کی پاکیزگی، بحر کی نغمگی اور دفور جذبات کے ساتھ بصیرت افروزیوں ولدادگان شعر و ادب کو متوجہ کریں گی۔

وصل تو چوں دست داد، ملک جہان گو مباح	وصل تو چوں دست داد، ملک جہان گو مباح
(وصل تیرا جب ہوا ملک جہاں گو نہ ہو	(وصل تیرا جب ہوا ملک جہاں گو نہ ہو
آیت حسن ترا، حاجت تفسیر نیست	آیت حسن ترا، حاجت تفسیر نیست
(مصحف رخ کو نہیں حاجت تفسیر ہے	(مصحف رخ کو نہیں حاجت تفسیر ہے
صف شکن عاشقان، فتنہ آخر زماں	صف شکن عاشقان، فتنہ آخر زماں
صف شکن عاشقان، فتنہ آخر زماں	صف شکن عاشقان، فتنہ آخر زماں
عاشق روئے تو نیست، طالب دنیا و دیں	عاشق روئے تو نیست، طالب دنیا و دیں
(ہاں ترا عاشق نہیں، طالب دنیا و دیں	(ہاں ترا عاشق نہیں، طالب دنیا و دیں
گردش گردوں اگر، قطع شود گو بشو	گردش گردوں اگر، قطع شود گو بشو
(گردش گردوں اگر ختم ہو تو کہہ دے ہو	(گردش گردوں اگر ختم ہو تو کہہ دے ہو
آتش عشق از بسوخت حرمن ناگو بسوز	آتش عشق از بسوخت حرمن ناگو بسوز
آتش عشق گر جلائے مجھ کو تو کہہ دے جا	آتش عشق گر جلائے مجھ کو تو کہہ دے جا
لعل تو چوں حاصل است، گوہر جاں گو مباح	لعل تو چوں حاصل است، گوہر جاں گو مباح
لعل لب ہے رونما گوہر جاں گو نہ ہو	لعل لب ہے رونما گوہر جاں گو نہ ہو
صورت خورشید را شرح و بیاں گو مباح	صورت خورشید را شرح و بیاں گو مباح
صورت خورشید کی شرح و بیاں گو نہ ہو	صورت خورشید کی شرح و بیاں گو نہ ہو
غمزہ ابروئے تست، تیرو کماں گو مباح	غمزہ ابروئے تست، تیرو کماں گو مباح
غمزہ ابرو ترا تیر کماں گو نہ ہو	غمزہ ابرو ترا تیر کماں گو نہ ہو
آرزوئے جاں، توئی کون مکاں گو مباح	آرزوئے جاں، توئی کون مکاں گو مباح
آرزوئے جاں ہے تو کون و مکاں گو نہ ہو	آرزوئے جاں ہے تو کون و مکاں گو نہ ہو
حاصل فطرت توئی دور زماں گو مباح	حاصل فطرت توئی دور زماں گو مباح
حاصل فطرت ہے تو دور زماں گو نہ ہو	حاصل فطرت ہے تو دور زماں گو نہ ہو
اشرف شوریدہ را، نام و نشاں گو مباح	اشرف شوریدہ را، نام و نشاں گو مباح
اشرف شوریدہ کا نام و نشاں گو نہ ہو	اشرف شوریدہ کا نام و نشاں گو نہ ہو

# کلامِ اعلیٰ حضرت اشرفی میاں

مثال مصطفیٰ کوئی پیمبر ہو نہیں سکتا

ستارہ لاکھ چمکے مہر انور ہو نہیں سکتا

عرب میں سب سے پہلے کس نے تصدیق رسالت کی

صداقت میں کوئی صدیق اکبر ہو نہیں سکتا

حبیبِ کبریا کے جانشین فاروق و عثمان ہیں

کوئی ان خواجگانِ حق کا ہمسر ہو نہیں سکتا

نبی کے یار اور انصار سب افضل ہیں عالم میں

مگر مثلِ علی کوئی برادر ہو نہیں سکتا

چڑھایا ان کو کاندھے پر رسول اللہ نے اکثر

کوئی ہم مرتبہ شبیر و شہر ہو نہیں سکتا

کوئی ہو متقی اور عالم و زاہد زمانے میں

مگر آلِ محمد ﷺ کے برابر ہو نہیں سکتا

ہوا تو اشرفی مداح سلطانِ دو عالم کا

نصیبے کا کوئی ایسا سکندر ہو نہیں سکتا



# اشرفی ترانہ

## حضور محدث اعظم ہند

اس عرضِ حال کو حضور محدثِ اعظم ہند علیہ الرحمۃ نے بارگاہِ مخدومِ سمنانی میں نذرانہء عقیدت کے طور پر پیش کیا ہے۔ جسے آل انڈیا الجمیۃ الاشرفیہ کچھوچھو شریف نے اشرفی ترانہ کا نام دے کر اپنا سرکاری ترانہ تسلیم کیا ہے۔

(۲)

(۱)

خرمتِ روحِ پیمبر یک نظر کن سوئے ما  
قبہء بیضا فلکِ رفعت ہے اور محرابِ ماہ  
دیکھتے ہیں ٹوپیاں تھامے اسے محتاج و شاہ  
آستانہ قصرِ جنت سے فزوں رکھتا ہے جاہ  
ہاں دکھا دے جلوہء زیبا بھی اب مہرِ الہ  
سرورہ شاہا کریمہ دستگیرا اشرفا

(۴)

سرورہ شاہا کریمہ دستگیرا اشرفا  
اے شہِ سمنان و غوثِ عالم و پیرِ ہدی  
صاحبِ فضل و عطا سرچشمہء جو رو سخا  
تیرے در پر تیرا منگتا ہے کھڑا  
لاج رکھ لے میرے داتا میرے خالی ہاتھ کا  
سرورہ شاہا کریمہ دستگیرا اشرفا

(۳)

اک طریقے پر نہیں رہتا کبھی دنیا کا حال  
ہر کمالے را زوالے ہر زوالے را کمال  
کٹ گئیں فرقت کی راتیں اب تو ہو روز وصال  
ہاں نکل اے آفتابِ حسن اے مہرِ جمال  
سرورہ شاہا کریمہ دستگیرا اشرفا

(۵)

شہر یار اولیاء اے صاحبِ عزو وقار  
اے گلِ باغِ ولایت دونوں عالم کی بہار  
ہوں خزاں غم کے ہاتھوں آج کل زار زار  
تیری چوکھٹ پر کھڑا ہوں ہاتھ ماندھے اشکبار  
سرورہ شاہا کریمہ دستگیرا اشرفا

آگئے ہیں اب عداوت پر بہت اہلِ زمن  
ایک میں ہوں ناتواں اور لاکھوں ہیں رنج و محن  
سیدِ محتاج کی سن لے برائے نچتین!  
بول بالا ہو تیرا آباد تیری انجمن  
سرورہ شاہا کریمہ دستگیرا اشرفا  
خرمتِ روحِ پیمبر یک نظر کن سوئے ما



## بکھنور اعلیٰ حضرت اشرفی میاں رحمۃ اللہ علیہ

جمال اشرفی ظل جمال شاہ سمنانی سراپا مظہر شان کمال شاہ سمنانی  
 کچھوچھا کو بنایا آپ نے فیضان کا مرکز مثال نیر و بدر و ہلال شاہ سمنانی  
 وجود باکرامت غوثِ جیلانی کی صورت تھا رخ پر نور سے ظاہر جلال شاہ سمنانی  
 خدا نے یوں نوازا خلعتِ ارفع و اعلیٰ سے کہ فطرت نے رکھے ان میں خصال شاہ سمنانی  
 مرقع دین حق کے وہ، کلام حق، بیان ان کا مترجم گویا وہ، قیل و مقال شاہ سمنانی  
 ولایت میں یگانہ وہ، زمانہ ان کا طالب تھا رہیں منت جو دو نوال شاہ سمنانی  
 میرے پیش نظر ہر دم ہے صورت اعلیٰ حضرت کی عکس دل گش، جبین و خد و خال شاہ سمنانی  
 پچشم سر مشرف ہوں نبی کی وہ زیارت سے تھی شان مظہر اوج خیال شاہ سمنانی  
 نہیں محتاج کوئی اشرفی دینار و درہم کا ہمارے جب ہیں تابش اشرفی نکسال شاہ سمنانی

نذر گزار

محمد منشاء تابلش قصوری اشرفی چشتی سیالوی (پاکستان)

## نشان منزل

محمد منشا تابش قصوری (لاہور پاکستان)



### اکابر اسلام کا مظہر جمیل

علامہ محمد ایوب اشرفی مدظلہ



حضرت رب العزت علام الغیوب جل وعلیٰ کا بے حد شکر ہے جس کی ذات اقدس نے اپنے حبیب کریم روف رحیم جناب احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وصحبہ وسلم کے صدقے میرے قلم کو قبولیت کا ثمرہ مرحمت فرمایا۔ قرآن و حدیث، سیر و تاریخ، اصلاح و تعمیر اور خدمت دین حنیف کے لیے خاص کیا اور دنیائے سعادت کے معروف اہل علم و قلم میں میرے مقالات کو خوب پذیرائی بخشی۔

میرے مضامین نظم و نثر پاک و ہند کے اکثر سنی رسائل و جرائد کی زینت بنے، مشائخ عظام و علمائے کرام نے گرانقدر آراء اور مکتوبات دلربا سے حوصلہ افزائی فرمائی، مصنفین و مؤلفین نے اپنی تصانیف و تالیفات کی تائید و توثیق کے لیے آواز دی، بلا مبالغہ دو صد سے زائد کتب و رسائل پر نشان منزل لکھنے کی سعادت حاصل کر چکا ہوں۔ یہ فضلِ ربی نہیں تو اور کیا ہے۔ نیز اس پر طرہ یہ کہ بیشتر علمائے کرام سے میرے غائبانہ مراسم قائم ہوئے اور پھر ربط و تعلق کا یہ سلسلہ مستحکم ہوتا چلا گیا راقم اگر ان بلند مرتبت شخصیات کے صرف اسمائے گرامی ہی ضبط تحریر میں لائے تو ایک اچھی خاصی فہرست تیار ہو جائے۔

اس غائبانہ سلسلہ کی ایک جاذبِ روح و قلب کڑی، اکابر اسلام کا نقشِ جمیل،

فاضل جلیل، عالم نبیل، مبلغ اسلام، رفیع الشام، محترم المقام حضرت علامہ مولانا الحاج محمد ایوب اشرفی شمشیں سنبھلی دامت برکاتہم العالیہ کی ذات حمیدہ بھی ہے۔ جن سے حال ہی میں غائبانہ تعلقات پیدا ہوئے۔ خط و کتابت سے بات بڑھتی بڑھتی یہاں تک پہنچی کہ آج میرے قلم نے اپنی پیاس بجھانے کے لیے اس چشمہء صافی سے سیراب ہونے کی طرح ڈالی ہے اللہ کرے سہیت کا یہ صاف و شفاف چشمہ ہمیشہ جاری و ساری رہے اور مسلک حق اہل سنت و جماعت کی خشک کھیتی پر ابر بہاری کی طرح برق رفتاری سے آبیاری کرتا رہے۔ امید ہے عنقریب وہ روز سعید آئے گا جب آپ کی بالمشافہ زیارت و ملاقات کا شرف حاصل ہوگا

انشاء اللہ العزیز

ذیل میں رسمی طور پر مختصر سا تعارفی خاکہ پیش کرنے کی جسارت کرتا ہوں حالانکہ آپ کی مبارک اور نازک طبع اس کی متحمل نہیں فون پر جب آپ اپنی نہایت عمدہ اور روح پرور آواز سے نوازتے ہیں تو جملوں میں سمندر ایسا سکوت اور برف جیسی ٹھنڈک محسوس ہوتی ہے جب کہ جو اباراقم ہوا کی طرح آگے بڑھنے کی کوشش کرتا ہے۔ آپ دھیمے دھیمے گفتگو فرماتے ہیں، ٹھہر ٹھہر کر باتوں کا لطف ہی کچھ اور ہوتا ہے۔ حالانکہ میرا دل چاہتا ہے کہ ذرا تیزی کا مظاہرہ فرمائیں تاکہ میرے پاس آپ کے ایمان افروز نکات اور پر نور باتوں کا کچھ تو ذخیرہ بنے، تاہم کئی بار فون پر قدرے وقت خاصا عنایت فرماتے ہیں، مگر وقت کو ضائع نہیں ہونے دیتے وقت کی بے حد قدر کرتے ہیں۔ بات دراصل یہ ہے کہ آپ ملت اسلامیہ کی عظیم المرتبت اور عظیم الشان شخصیت امام العلوم والعلماء استاذ الاساتذہ سید المحدثین، رأس المدرسین، شیخ المحققین صدر العلماء حضرت علامہ مولانا سیدنا غلام جیلانی اشرفی میرٹھی رحمہ اللہ تعالیٰ صاحب بشیر القاری شرح الصحیح البخاری، شارح علوم صرفیہ و نحویہ کی ضخیم ترین سوانح حیات شائع کیا چاہتے ہیں، جن کے تلامذہ میں اس دور کی بلند مرتبت اور عظیم ہستیوں کا نام آتا ہے، مگر ہماری روایتی کمزوری یا فطری تسامع سمجھنے کے حضرت صدر العلماء کو قلم سے دور رکھا گیا، کیوں؟ اس کا جواب خود تلاش کیجئے۔

حضرت مولانا علامہ الحاج محمد ایوب اشرفی مدظلہ نے حضرت سید میرٹھی علیہ الرحمۃ کے حالات زندگی جلد سے جلد قوم کی خدمت میں پیش کرنے کی طرح ڈالی ہے آپ دیکھیں گے کہ اس گئے گزرے دور میں بھی صاحبانِ درد و سوز پائے جاتے جو چلو تم ادھر کو ہوا ہو جدھر کی پر عمل پیرا نہیں بلکہ ہوا کا رخ موڑنے کی صلاحیتوں سے بہرہ مند ہیں، میری فیروز بختی کہ اس تاریخی کارنامے کو سرانجام دیتے ہوئے موصوف نے مجھے بھی اپنے ہمراہ شامل فرمایا۔ آپ کا تفصیلی تعارف تو حیاتِ صدر العلماء علیہ الرحمۃ کی تقدیم میں ملاحظہ فرمائیں گے، یہاں صرف ہلکا سا خاکہ پیش کر دیتا ہوں، ملاحظہ ہو۔

آپ کے سوانح نگار جناب خالد اطہر صاحب یوں رقم طراز ہیں

”علامہ مفتی محمد ایوب اشرفی شمش کا شمار ان مقتدر و مستند علماء کرام میں ہوتا ہے جنہوں نے اپنی زندگی علم دین کے حصول اور اسلام کی تبلیغ و تدریس کے لیے وقف کر رکھی ہے۔ طویل عرصے تک انڈیا کے مختلف شہروں میں بلند پایہ دینی اداروں سے وابستگی کے ساتھ ساتھ اسلامی تعلیمات اور مسلک اہل سنت کے فروغ و ترویج کے لیے کوششیں کرنے کے بعد آپ چند سال قبل برطانیہ تشریف لائے اور ان دنوں مسجد نور الاسلام بولٹن سے وابستہ ہیں، وہ علامہ مفتی محمد معین الدین صاحب اشرفی کے شاگرد اور سرکار کلاں سید محمد مختار اشرف اشرفی جیلانی کچھوچھوی رحمہ اللہ تعالیٰ کے مرید و خلیفہ ہیں“

حضرت علامہ مفتی محمد ایوب خان اشرفی ابن جناب عبد الحفیظ خان اشرفی ابن الحاج جناب عبدالرشید خان اشرفی اپنے علاقے کے ایک بڑے زمیندار گھرانے سے تعلق رکھتے ہیں۔ یکم اگست 1966ء کو بھارت کے مشہور شہر سنبھل ضلع مراد آباد (یو۔ پی) کے معروف علاقے کوٹور میں پیدا ہوئے، یہ علاقہ دینی و دنیوی علوم و فنون کے ماہر افراد کے باعث خاصی شہرت کا حامل ہے۔

حضرت علامہ الحاج محمد ایوب اشرفی مدظلہ نے نویں کلاس کے بعد سکول کو خیر آباد کہہ کر علوم دینیہ کی طرف رجوع کیا، جو والد ماجد کی دینی فطرت کا تقاضا تھا۔ استاذ گرامی حضرت مولانا پیر محمد صاحب داغستانی کے ارشاد پر آپ نے مدرسہ اشرفیہ شمس العلوم سنبھل، داخلہ لیا اور حضرت مولانا علامہ مفتی حافظ قاری محمد معین الدین اشرفی (تلمیذ رشید حضرت علامہ قاضی شمس الدین جوہپوری مصنف قانون شریعت (علیہ الرحمۃ) و مرید و خلیفہ شیخ الاسلام مولانا علامہ مفتی سید محمد مدنی میاں اشرفی جیلانی کچھوچھوی ابن محدث اعظم ہند علیہ الرحمۃ) سے جملہ علوم عقلیہ و نقلیہ کی تحصیل میں مشغول ہوئے اور کئی سال تک ان کے خدمت میں رہ کر برکات علمیہ سمیٹے رہے۔ یہاں تک کہ انہیں کے زیر ظل عاطفت 5 مئی 1985ء کو دارالعلوم اہل سنت جبل پور سے پہلی سند فراغت اور دستارِ فضیلت کی نعمت عظمیٰ سے شاد کام ہوئے۔

آپ نے جبل پور سے دوبارہ مدرسہ اشرفیہ شمس العلوم سنبھل میں مراجعت فرمائی اور یہاں علوم شرقیہ و فاضل درسیات کی اسناد حاصل کیں یہی پر آپ افتاء کی مشق بھی کرتے رہے۔ حتیٰ کہ تیس سال کی عمر تھی کہ آپ نے 1990ء میں ساٹھ ستر ہزار کے عظیم اجتماع میں جہاں ملک بھر کے مقتدر علماء و مشائخ کا جم غفیر تھا، فاضل درسیات اور افتاء کی دستارِ عظمت سے نوازے گئے۔

عوام و خواص اور علمائے کرام مشائخ عظام کے اس کثیر مجمع میں بطور ہدیہ تشکر و خیر مقدم آپ نے فصیح و بلیغ عربی میں نصف گھنٹے تک تقریر فرمائی، جس سے جملہ اہل علم و زبان بے حد متاثر ہوئے۔ علمائے و مشائخ عظام نے خوب خوب تحسین فرمائی۔ اس تقریر کی پذیرائی کا یہ عالم تھا کہ حضرت سید تنویر میاں مہتمم دارالعلوم اہل سنت جبل پور نے اپنے مدرسہ کے لیے آپ کی خدمات حاصل کیں چنانچہ آپ نے حضرت شیخ الاسلام مدنی میاں اور استاذ گرامی مولانا مفتی معین الدین اشرفی کے ارشاد پر وہاں جانا قبول کیا 6 جولائی 1991ء کو آپ کی دارالعلوم اہل سنت جبل پور میں نائب شیخ الحدیث کے منصب پر تقرری عمل میں آئی۔ حضرت مولانا محمد ایوب اشرفی سنبھل مدظلہ کی عمر اس وقت پچیس سال تھی کہ اس عہدہ جلیلہ پر فائز ہوئے۔ ذلک فضل اللہ یؤتہ من یشاء واللہ ذو

الفضل العظیم . چنانچہ چھ سال تک وہاں باحسن وجوہ مسند حدیث کو شرف بخشا آج بھی زمانہ انہیں یاد کرتا ہے۔ دو سال تک آپ نے دارالعلوم نور محمد گجرات میں صدر المدرسین کی حیثیت سے خدمات سرانجام دیں۔

ازدواجی زندگی

حضرت مولانا محمد ایوب اشرفی مدظلہ کی شادی صدر العلماء امام النحو حضرت علامہ مولانا سید شاہ غلام جیلانی میرٹھی رحمہ اللہ تعالیٰ کی صاحبزادی سے 26 اپریل 1995ء کو ہوئی۔ تقریب عقد و نکاح میں غازی ملت حضرت علامہ مولانا الحاج سید محمد ہاشمی میاں اشرفی کچھوچھوی اور حضرت علامہ سید محبوب میاں اشرفی کچھوچھوی ایسی شہرہ آفاق شخصیات موجود تھیں۔ الحمد للہ علی منہ وکرمہ اب صاحب اولاد ہیں۔

شرف بیعت و خلافت

یوں تو حضرت علامہ محمد ایوب اشرفی شمسی مدظلہ کو حضرت شیخ المشائخ علامہ مولانا مفتی الحاج پیر سید ابوالمسعود محمد مختار اشرف الاشرفی البجیلانی رحمہ اللہ تعالیٰ المعروف سرکار کلاں سے بیعت کا شرف بچپن میں ہی حاصل ہو گیا تھا، اس پر طرہ یہ کہ یکم اپریل 1993ء کو حضرت سرکار کلاں عالیہ الرحمۃ نے اپنے گھرانے کی وہ خاص سند حدیث بھی مرحمت فرمائی جسے صدر الافاضل فخر الامثل مولانا علامہ الحاج الحافظ القاری المفتی سید محمد نعیم الدین مراد آبادی اشرفی رحمہ اللہ تعالیٰ نے حضرت سرکار کلاں کو عطا فرمائی تھی چنانچہ اس نعمت عظمیٰ کے حصول کے لیے حضرت علامہ شمسی صاحب خصوصی طور پر آپ کے کا شانہ اقدس کچھوچھو شریف حاضر ہوئے اور اس تاریخی سند مبارک کو وصول کیا خیال رہے، آپ کو سرکار کلاں عالیہ الرحمۃ کے ساتھ ساتھ حضرت شیخ الاسلام مدنی میاں دامت برکاتہم سے بھی خلافت و اجازت حاصل ہے۔ جبکہ حضرت شیخ الاسلام از خود بھی حضرت سرکار کلاں کے مرید و خلیفہ اور مجاز ہیں۔ میری خوش بختی کہ مجھے حضرت محدث اعظم ہند عالیہ الرحمۃ کے مذکور بالا دونوں شہزادوں سے زیارت و ملاقت کا شرف حاصل ہے۔

## اور اب برطانیہ میں

حضرت علامہ شمشعی صاحب کا بیان ہے کہ یہ میرے برادر نسبتی حضرت مولانا علامہ الحاج الحافظ القاری المفتی السید محمد عرفان میاں مدظلہ شہزادہ امام النحو صدر العلماء حضرت علامہ مولانا سید غلام جیلانی میرٹھی کے ایماء پر 17 دسمبر 1997ء کو برطانیہ آنے کا موقع ملا انتظامیہ مسجد نور الاسلام بولٹن میری اصلاح و فلاح پر مبنی تبلیغی و تعمیری خدمات سے اتنی متاثر ہوئی کہ پہلے سے موجود امام و خطیب کے مجھے بھی بصد اصرار مقرر کر لیا۔ اور اس وقت سے یہاں اپنی دینی و تعلیمی و تدریسی ذمہ داریوں سے عہدہ برآ ہو رہا ہوں۔ اللہ تعالیٰ جل و علانی علامہ شمشعی صاحب کو ان گنت خوبیوں سے مرصع فرمانے کے ساتھ ساتھ اولاد امجاد کی نعمت سے بھی نوازا ہے۔ خدمت خلق آپ کا شیوہ ہے جو طریقت کی معراج ہے۔

طریقت بجز خدمت خلق نیست  
بہ تسبیح و سجادہ و دلق نیست

(سعدی شیرازی علیہ الرحمۃ)

آپ کے تفصیلی حالات دیکھئے: برطانیہ کے علمائے اہل سنت و مشائخ

از قلم جناب خالد اطہر صاحب

## مختصر تذکرہ حیات سرکار کلاں

اہل علم نے قلم کو بڑی اہمیت دی ہے اور ایک ثقہ عالم کی خوبیوں میں یہ تین وصف بنیادی اہمیت رکھتے ہیں۔ مدرس ہو مصنف اور مقرر ہو، بعض کو تینوں پر ملکہ حاصل ہوتا ہے اور بعض ایک یا دو پر اکتفاء کر لیتے ہیں بجزہ تعالیٰ علامہ شمشعی صاحب میں یہ تینوں اوصاف بدرجہ اتم پائے جاتے ہیں تدریسی جھلک تو آپ پڑھ چکے ہیں کہ تیس سال کی عمر میں نائب شیخ الحدیث کے منصب سے سرفراز ہوئے تقریر کی کیفیت بھی ملاحظہ کر چکے ہیں کہ علماء و مشائخ کے عظیم اجتماع میں فصاحت و بلاغت سے بھرپور عربی میں خطاب فرمایا رہا تصنیف کا معاملہ تو اس میں بھی آپ قدم بڑھا چکے ہیں انشاء اللہ العزیز عنقرب اچھی سے اچھی کتابیں آپ کے قلم کا شاہکار ثابت ہوں گی۔



زیر نظر تصنیف ”شیخ المشائخ حضرت سرکار کلاں علیہ الرحمۃ“ پر ایک جامع مقالہ کی صورت میں اہل علم و قلم اور صاحبان عقیدت و ارادت کی خدمت میں پیش کی جا رہی ہے جس میں آپ نے شیخ طریقت کے احوال و آثار کو نہایت عمدہ پیرائے میں جمع کیا ہے۔ اولیائے اشرفیہ خصوصاً سرکار کلاں رحمہ اللہ تعالیٰ سے نسبت رکھنے والوں سے آپ کی گزارش ہے کہ آپ میرے ساتھ قدم بڑھائیے اور جو کچھ بھی اس سلسلہ میں آپ لوگوں کے پاس ہے عنایت فرمائیے تاکہ کچھوچھ مقدسہ کی دور جدید کے تقاضوں کے مطابق نہایت مفصل تاریخ شائع کی جائے۔

دعا ہے اللہ تعالیٰ حضرت شمسی صاحب مدظلہ کے قلم کو برق رفتار جولانیاں مرحمت فرمائے اور آپ حسب معمول بیش از بیش دینی، ملی، تعلیمی، تدریسی، تبلیغی، اصلاحی فلاحی اسلامی قلمی خدمات سرانجام دیتے رہیں۔

### سرکار کلاں کی مرید کے تشریف آوری

دنیاۓ اسلام خصوصاً پاک و ہند میں اولیائے اشرفیہ کے دینی و روحانی فیوض و برکات مسلمہ ہیں سیاحی ان کی فطرت ثانیہ رہی حضرت اشرفی میاں، حضرت محدث اعظم ہند علیہما الرحمۃ کے نقش قدم پر چلتے ہوئے حضرت سرکار کلاں سید محمد مختار اشرف الاشرفی البجیلانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے بھی روحانیت کی آبیاری کے لیے مختلف ممالک کا سفر اختیار کیا۔ پاکستان کو بھی قدم میمنت لزوم سے سرفراز فرمایا 1994ء میں جب آپ سرزمین پاک پر تشریف لائے تو حضرت الحاج منظور احمد اشرفی بانی جامعہ مسجد اشرفیہ غوثیہ کی دعوت پر مرید کے میں بھی قدم رنجہ فرمایا۔

راقم الحروف پہلی بار آپ کی فیض بار شخصیت کی زیارت و ملاقات سے مستفیض ہوا آپ نے حاجی صاحب مرحوم کی گزارش پر جامع مسجد اشرفیہ میں ”السلام علیک ایہا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ“ پر ایک گھنٹہ ایمان افروز روح پرور خطاب فرمایا، نکات کا ایک سیل

رواں تھارحتوں کی پھوپھوتھی کلمات کیا روحانیت کے پھول برسائے جارہے تھے الحاج منظور احمد اشرفی مرحوم کا سارا خاندان اسی آستانہ اشرفیہ کچھوچھو مقدسہ سے شرف بیعت سے بہرہ مند ہے خصوصاً آپ کے چاروں صاحبزادے جناب ناصر منظور اشرفی، حسن منظور اشرفی، امیر منظور اشرفی، غالب منظور اشرفی، زید مجدہم سرکار کلاں سے بیعت ہیں۔ ان کی عقیدت و ارادت کا یہ عالم ہے کہ ماہ رمضان المبارک ۱۳۲۳ھ میں علامہ شمسی صاحب کی اس تصنیف کے متعلق بتایا تو صاحبزادگان نے اپنی گبرہ سے اشاعت و طباعت کی خواہش کا اظہار فرمایا چنانچہ اس کتاب کی اولین طباعت کا شرف اشرفی برادر مرید کے کو حاصل ہو رہا ہے۔ ہاں سرکار کلاں نے جب مرید کے سے لاہور مراجعت فرمائی تو احقر کو اپنی معیت میں رکھا حضرت داتا گنج بخش علیہ الرحمۃ کے مزار شریف پر حاضری کے بعد اجازت طلب کی تو آپ نے خصوصی دعا سے نواز بندہ حقیر سا نذرانہ پیش کرتے ہوئے جامعہ نظامیہ رضویہ پہنچا آپ کے جلو میں میرا یہ مختصر سا سفر یادگار بن گیا۔

دعا ہے اللہ تعالیٰ اپنے کرم سے اولیائے اشرفیہ چشتیہ قادر یہ کے فیوض و برکات کو ہمیشہ ہمیشہ اسلام و سنت کے لیے جاری رکھے۔ آمین ثم آمین، بجاہ طہ و یس صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیٰ آلہ و صحبہ و بارک و سلم۔

طالب دعا

محمد منشا تابش قصوری

مدرس جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور، پاکستان

## حضرت مخدوم سمنانی علیہ الرحمۃ

کی سو سالہ حیات مقدسہ پر ایک نظر

(حضرت سید ثنیٰ انور نے سرکار مخدوم سمنانی کی سو سالہ زندگی کا اجمالی خاکہ مرتب کیا ہے جس میں حضرت کے انقلابی روحانی مشن کی اجمالی نشاندہی ہو جاتی ہے۔ انور صاحب کے شکریہ کے ساتھ ہم اس خاکہ کو قارئین کیلئے شائع کر رہے ہیں۔) (ماہنامہ المیزان تعلیمی کنونشن نمبر دسمبر ۱۹۷۸ء)

پیدائش (شہر سمنان) جو ایران کے دارالسلطنت تہران کے قریب واقع ہے (۵۰۸ھ)

۵۲۲ھ (۱۴ سال کی عمر میں)

تکمیل علوم و فنون

۵۲۳ھ (بعد وفات پدر بزرگوار)

تحت نشینی

۵۳۳ھ (مدت خلافت دس سال)

ترک سلطنت

۵۳۵ھ (سمنان سے پنڈوہ کا فاصلہ دو-۲ سال میں طے ہوا)

بیعت و خلافت

۵۳۵ھ تا ۵۴۱ھ (۶ سال)

پہلا قیام پنڈوہ شریف

۵۴۲ھ

روانگی از پنڈوہ شریف

۵۴۲، ۴۳ھ

جو نیور میں پہلی آمد

یہاں سے حضرت غوث العالم نے عتبات عالیہ کی سیاحت کا پرگرام بنایا اور ایک عرصہ تک بلاد شرقیہ ممالک اسلامیہ کی سیر فرماتے رہے۔ جزیرۃ العرب کے علاوہ مصر، روم، عراق اور آستان کے مختلف علاقوں اور شہروں میں بھی آپ کا گزر ہوا اور اس وقت کے جملہ مشائخ عظام اور اولیاء کبار سے آپ نے فیوض و برکات حاصل کئے۔

۱۵۰ھ میں حضرت حاجی نظام یمنی مولف لطائف اشرفی حضرت غوث العالم کی ارادت میں داخل ہوئے۔ جو حضرت کے سفر و حضر میں آخر دم دم ساتھ رہے۔

ہندوستان کو واپسی: ۱۵۸ھ (ممالک شرقیہ کی پہلی سیاحت کا زمانہ پندرہ سال قیاس کیا گیا ہے۔ بلا شرقیہ کی واپسی کے بعد حضرت غوث العالم نے دوسری بار سفر پنڈوہ شریف اختیار فرمایا اور چار سال تک اپنے مرشد کے فیوض و برکات حاصل فرما کر حرمین شریف کی دوبارہ زیارت کا قصد کیا۔ اس سفر میں آپ اپنی خالہ زاد بہن کی ملاقات کیلئے گیلان پہنچے اور بھانجے سید عبدالرزاق نور العین کو اپنی فرزندگی میں قبول فرمایا۔ یہ ۶۵-۶۴ھ کا واقعہ ہے۔

ہندوستان کو واپسی (دوبارہ) ۶۸ھ ممالک شرقیہ کی دوسری سیاحت منصب

غوثیت پر فائز ہوئے۔ غالباً دس سال پر مشتمل ہے

منصب غوثیت پر فائز ہوئے ۷۰ھ (بمقام گلبرگہ شریف)

محبوب یزدانی کا خطاب ملا۔ ۷۲ھ (بمقام روح آباد، کچھوچھہ شریف)

اسی سن میں حضرت غوث العالم نے تیسری بار اپنے مرشد کا نیاز حاصل کرنے کی غرض سے پنڈوہ شریف کا سفر کیا جب آپ قصبہ بہار شریف پہنچے تو حضرت شیخ شرف الدین تکی کا انتقال ہو چکا تھا۔ آپ نے حضرت شیخ کی وصیت کے مطابق نماز پڑھائی اور حضرت شیخ کے فیوض سے مالا مال ہو کر پنڈوہ شریف کی طرف تیز گام ہوئے۔

تعمیر آستانہ عالیہ اشرفیہ۔ ۹۳ھ (ماہ و تاریخ عرش اکبر ہے)

پنڈوہ شریف میں آخری بار حاضری اور قیام ۹۹ھ تا ۸۰۳ھ

بعد وفات پیرو مرشد اور بوقت جانشینی، پیرزادہ حضرت نور قطب عالم کی پنڈوہ جوینور میں آمد

۸۰۳-۸۰۵ھ (در عہد سلطان ابراہیم شرقی)

مستقل قیام روح آباد (کچھوچھہ شریف) وفات شریف ۸۰۵-۸۰۸ھ

## لفظ ”اشرفی“ کا تاریخی پس منظر

اگر ایام ماضیہ میں لفظ ”اشرفی“ کی بنیادی تاریخ معلوم کرنا چاہیں اور ہر دن صرف ایک ورق کام دے تو ہم کو دو (۲) لاکھ سے زائد اوراق پلٹنے پڑیں گے۔ اور ہجرت کی ساتویں صدی کے واقعات پیش نظر ہو جائیں گے۔

کیا آنکھ والے نہیں دیکھتے سمنان کے مطلع سے وہ آفتاب غوثیت طلوع ہوا اور دیکھتے ہی دیکھتے اس کی نورانی کرنوں اور شعاعوں سے عرب و عجم چمک اٹھا اور جس سعادت مند نے اس روشنی سے نفع حاصل کیا اس کے سر پر زریں تاج رکھ دیا گیا۔ جس پر جلی حرفوں سے لفظ ”اشرفی“ لکھا ہوا ہے۔

تاریخی صفحات ہم کو بتاتے ہیں کہ اس صدی میں ایشیاء اور افریقہ کے گوشہ گوشہ میں اشرفی پرچم بلند ہو گیا تھا اور صرف ملک چین میں تیس (۳۰) اشرفی خانقاہیں آباد ہو چکی تھیں شہزادگان روم اور علمائے حجاز و یمن سے لیکر فقراء اور درویشان عجم محتاجان ہند تک اشرفی جھنڈے کے نیچے جوق در جوق آگئے تھے اور لوائے اشرفی کا سایہ ان کی تربیت فرما رہا تھا۔ ان کا ناز تھا کہ وہ تصوف کے ٹکسال میں ڈھل کر ”اشرفی“ کا لقب پاتے تھے جو تمام سکوں میں قیمتی ہوتا ہے۔ وہ محسوس کرتے تھے ایک ”اشرفی“ بگڑ کر بھی سونا اور قیمتی رہتا ہے۔ ان کے اشرفی سکہ کے دائمی رواج پر وثوق تھا اور ان کے اطمینان کا آج ہم خود مشاہدہ کر رہے ہیں

تبرکات: مخدوم ملت حضور محدث اعظم ہند علیہ الرحمۃ

مطبوعہ ماہنامہ اشرفی بابت ماہ جنوری ۱۹۲۳ء (ماخوذ ماہنامہ المیزان کچھوچھو شریف بابت ماہ اکتوبر

# محبوبِ ربّانی حضرت اشرفی میاں علیہ الرحمۃ

ہرگز نمیردا آنکہ دلش زندہ شد بعشق

ثبت است بر جریدہ عالم دوام ما

حضرت سید الشاہ ابو احمد المدعو شیبہ غوث الثقلین محمد علی حسین الاشرافی البجیلانی

کچھوچھوی قدس سرہ العزیز

## المعروف اشرفی میاں

نے ۲۲ ربیع الثانی ۱۲۶۶ھ بروز پیر بوقت صبح صادق سرزمین کچھوچھو کوزینت بخشی۔ دن اور وقت حضور سرور کونین ﷺ کا۔ شیبہ مبارک اور مہینہ حضور غوث الثقلین کا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا۔

۱۶ سال کی عمر میں تمام علوم ظاہری کی تکمیل کر کے اپنے برادر معظم الحاج الحرمین حضرت مولینا شاہ سید ابو محمد اشرف حسین صاحب سے بیعت کر کے خلافت و اجازت حاصل کی آپ نے کامل ایک سال آستانہ عالیہ اشرفیہ پر حسب ارشاد مشائخ کرام تارک الدنیا ہو کر چلہ کشی فرمائی، اور تمام منازل عرفان اس طرح طے فرمائے کہ آپ کی ذات بابرکات سے آثارِ جہانگیری نمودار ہونے لگے۔ محبوب یزدانی مخدوم سلطان سید اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہ العزیز کی دعا اور نظرِ کرم سے اس خاندان میں بڑے بڑے جلیل القدر بزرگ پیدا ہوئے۔ لیکن ایسا آفتاب رشد و ہدایت طلوع نہیں ہوا۔ جس نے سلسلہ اشرفیہ کا نام اتنا روشن کیا ہو، اعلیٰ حضرت اشرفی میاں کو بلاشبہ سلسلہ عالیہ اشرفیہ کا مجدد اعظم کہا جاسکتا ہے۔ پاکستان و ہندوستان میں ہی نہیں، بلاد اسلامیہ (عرب، شام، عراق، مصر، حلب وغیرہ) کے طویل سفر طے فرما کر سلسلہ عالیہ اشرفیہ کی اشاعت فرمائی بے شمار افراد سلسلہ ارادت میں منسلک ہوئے۔

آپ سے کوئی شرعی لغزش نہیں ہوئی، اربابِ حاجت کی حاجت رفع کرنا آپ کا جبلی شعار تھا، کوئی سائل آپ کے در سے محروم نہیں گیا۔ آپ کا دسترخوان ہمیشہ وسیع رہا، آپ نے کبھی

کسی کے دل کو آزار نہیں پہنچایا۔ اعلیٰ حضرت اشرفی میاں کی ہر بات کرامت تھی۔ آپ ہم شکل محبوب سبحانی تھے۔ برکات باطنیہ کے علاوہ جمال صورت کو دیکھ کر مخالف بھی معتقد ہو جاتے تھے۔ آپ نے چارج کئے، ۹۰ سال عمر پائی۔

۱۱ رجب المرجب ۱۳۵۵ھ کو ہزاروں حاضرین آپ کے ساتھ ذکرِ جہر میں شریک تھے کہ آپ نے کلمہ طیبہ کا ورد کرتے ہوئے جانِ جانِ آفریں کے حوالے کر دی۔ وصال کے وقت آپ کے ۲۳ لاکھ مریدین اور ساڑھے تیرہ سو خلفاء تھے۔ مزار مبارک کچھوچھو ضلع فیض آباد میں ہے۔

اشرفی اے رخت آئینہ حسنِ خوباں

اے نظر کردہ و پروردہ سہ ۳ محبوباں

”امام احمد رضا خاں بریلوی علیہ الرحمۃ

آپ کے نامزد سجادہ نشین حضرت ابوالمسعود شاہ سید محمد مختار اشرف الاشرفی البیلانی

مسندِ سجادگی پر متمکن ہوئے

## حضرت مولانا سید محمد المعروف محدث اعظم کچھوچھوی رحمۃ اللہ علیہ

غالباً ۱۹۵۵ء کی رات تھی۔ لاہور میں بعد نمازِ عشاء حضرت محدث اعظم کچھوچھوی رحمۃ اللہ علیہ نے تقریر کرنی تھی۔ میرے لڑکپن کا زمانہ تھا۔ لیکن حضرت محدث اعظم کا نام نامی میرے لئے نیا نہیں تھا۔ تحریک پاکستان کے حوالے سے ہم ان کا نام اکثر سنتے رہتے تھے۔ حضرت کی زیارت اور ان کی تقریر سننے کا شوق ہمیں کشاں کشاں جلسہ گاہ لے گیا۔ حضرت تشریف لائے تو مولانا غلام محمد ترنم مرحوم نے اپنی افتتاحی تقریر میں بطور خاص تحریک پاکستان کے حوالے سے حضرت کی عظیم الشان خدمات کا ذکر کیا۔ حضرت کی تقریر کے بارے میں تو اب کچھ زیادہ یاد نہیں ہاں اتنا یاد ہے کہ شبِ برات کے بارے میں ان کی انتہائی موثر اور دل میں اتر جانے والی باتیں سن کر ہم سب دوست رات بھر جاگے تھے۔ یا پھر تصور میں یہ محفوظ ہے کہ ہم نے اس رات ایک بے حد خوبصورت اور انتہائی قیمتی اور دلکش لباس والے بزرگ کی زیارت کی تھی۔

تقریب کے اختتام پر ہم حضرت صاحب سے مصافحہ کے لئے سٹیج کی طرف بڑھے وہاں بے پناہ رش تھا۔ خدا خدا کر کے ہماری باری آئی۔ مصافحہ کے ساتھ ہی میں نے دست بوسی کا شرف بھی حاصل کیا۔ میں نے اپنی زندگی میں بڑے بڑے بزرگوں اور لیڈروں کو دیکھا ہے لیکن بہت کم بزرگ ایسے ہوں گے کہ میں نے مصافحہ کے وقت ان کی دست بوسی بھی کی ہو۔ لیکن حضرت کی صورت ایسی موہنی تھی کہ ان کو دیکھ کر مصافحہ کرنے کو جی چاہا اور جب یہ کافی معلوم نہ ہوا تو جی دست بوسی کیلئے چاہا۔ الحمد للہ اس شرف پر آج بھی فخر محسوس ہوتا ہے۔

تحریک پاکستان کا ذکر آئے۔ تو ذہن میں بنارس سنی کانفرنس کی یاد تازہ ہونے لگتی ہے جس کا ذکر ہم بچپن میں اکثر سنتے تھے۔ اس کانفرنس میں جن علمائے کرام نے تحریک پاکستان کی کھل کر حمایت کی تھی ان میں حضرت محدث اعظم کا اسم گرامی بہت نمایاں ہے۔ اس زمانے میں آپ نے تحریک پاکستان کے سلسلے میں متحدہ ہندوستان کے طوفانی دورے کئے تھے۔ اور جگہ جگہ

86656



جا کر لوگوں کو پاکستان کے قیام کا مقصد سمجھایا تھا۔ نیز مسلمانوں کو تلقین کی کہ وہ ہندوؤں سے نبرد آزما کیلئے (جس کا مستقبل میں بہت امکان تھا) خود کو تیار کریں یہ تلقین حضرت نے بنارس سنی کانفرنس (منعقد ۲۷-۳۰ اپریل ۱۹۴۶ء) میں بھی کی تھی۔ آپ نے اپنے خطاب میں فرمایا:-

”حضرات! ہم کو مدارس اور خانقاہوں کے ساتھ اکھاڑوں کی شدید ضرورت ہے ہمارے پہلے بزرگوں نے اکھاڑوں کو جوانوں کی عبادت گاہ فرمایا ہے۔ جسمانی صحت و تندرستی کیلئے تو یہ بہت ہی ضروری ہیں۔ کبھی یہ چیز صرف مسلمانوں کیلئے مخصوص تھی۔ غواصی، تیراکی، شہسواری، اور لکڑی چلانا، داؤ پیچ سیکھنا ہمارا مشغلہ تھا۔ جس میں ہمارا کوئی ثانی نہیں تھا ہماری تندرستی ضرب المثل تھی۔ ہمارے جوانوں کو ضیغ نرا اور صف شکن کہا جاتا تھا۔ مگر آج تندرستی کھو دینے سے بزدلی، تن آسانی، کاہلی چہروں پر بے رونقی آگئی ہے۔ تعلیم کو عملی جامہ پہنانے کے لئے اکھاڑہ ایک مستقل ادارہ ہے۔ جس کو زیادہ سے زیادہ ملک میں پھیلایا جائے اور ایک نظام میں ”بنیان مرصوص“ کی طرح قومی حفاظت کا قلعہ بنانا ہے۔ ورنہ کمزور افراد کی نسل اور بھی کمزور ہوگی اور کمزوری وہ بلا ہے کہ جس کے بعد چاروں طرف سے بلائیں آنے لگتی ہیں۔

اب تو اکھاڑوں کا رواج ختم ہو گیا۔ لیکن اس زمانے میں اکھاڑہ اس جگہ کو کہا جاتا ہے جہاں تلوار چلانے کی تربیت دی جاتی تھی۔ تلوار چلانے کے ماہرین مسلمان نو جوانوں کو مشق کراتے اور تلوار چلانے کی تربیت دیتے تھے۔ ۱۹۴۶ء میں حضرت محدث اعظم کا مسلمانوں کو بطور خاص اکھاڑے قائم کرنے کا مشورہ دینا یہ ظاہر کرتا ہے کہ وہ آئندہ پیش آنے والے ہندو مسلم فسادات کو اپنی چشم بصیرت سے صاف دیکھ رہے تھے، جب اگست ۱۹۴۷ء ہندوؤں اور سکھوں نے پنجاب اور یوپی کے دیہات میں لاکھوں نہتے مسلمانوں کو نہایت بے دردی اور سفاکی کے ساتھ شہید کر دیا تھا۔

اس زمانے میں پاکستان کے بارے میں سب مسلمانوں کے ذہن میں ایک ہی تصور تھا کہ ایک ایسی سرزمین کا حصول جہاں قرآن و سنت کا نظام نافذ ہوگا۔ بنارس سنی کانفرنس میں تصور

پاکستان کی وضاحت کرتے ہوئے آپ نے فرمایا:-

”ہم کیسا پاکستان بنائیں گے، اس بارے میں کسی بحث کی گنجائش نہیں۔ عہد صدیقی کو دیکھ لیا جائے دور، فاروقی کی سیر کر لی جائے۔ شوکت عثمانی کو نظر میں لایا جائے۔ خلافت مرتضوی کا دیدار کر لیا جائے، ہم اسی قسم کا پاکستان بنائیں گے۔“

لیکن افسوس صد افسوس پاکستان بننے کے بعد قائد اعظم مرحوم کی زندگی نے وفانہ کی اور ان آنکھیں بند ہوتے ہی جاگیردار طبقہ جو نک کی طرح اقتدار سے چمٹ گیا۔ نتیجہ پاکستان کا اصل مقصد غر بود ہو گیا، اور آج جو حال اپنا ہم دیکھ رہے ہیں وہ سب انہی کی بدولت ہے۔

حضرت کچھوچھوی اپنی چشم بصیرت سے ان بدلتے ہوئے حالات کو بڑے دکھے دل کے ساتھ دیکھ رہے تھے۔ ۱۹۵۵ء میں جب وہ آخری مرتبہ پاکستان آئے، تو ایک شخص نے ان سے کہا، حضرت! آپ ہجرت کر کے پاکستان کیوں نہیں آجاتے۔ تو انہوں نے آبدیدہ ہو کر فرمایا: مولوی صاحب! ہندوستان میں مجھے اپنی جان کا خطرہ ہے، لیکن پاکستان کے حالات بتا رہے ہیں کہ یہاں ایمان کو خطرہ ہے۔

ذرا دل پر ہاتھ رکھ کر بتائیے۔ کیا بعد کے حالات نے ان کے اندیشے کو صحیح ثابت نہیں کیا؟ اسلام کے نام پر قائم ہونے والے اس ملک کے ساتھ ہم نے کیا سلوک روا رکھا ہے! قیام پاکستان کے لئے شب و روز انتھک محنت کرنے والے یہ بے بدل و بنظیر عالم ربانی حضرت مولانا سید محمد ۱۵ ذیقعد ۱۳۱۱ھ مطابق ۲۰ مئی ۱۸۹۴ء کو متحدہ ہندوستان کے شہر جالس (ضلع رائے بریلی۔ یوپی) میں پیدا ہوئے۔

والد گرامی حکیم سید نذر اشرف رحمۃ اللہ علیہ نے ”محمد“ نام رکھا۔ آپ کا شجرہ نسب اس طرح ہے۔ سید محمد بن نذر اشرف بن فضل حسین بن منصب علی بن قلندر بخش بن تراب اشرف بن محمد نواز بن محمد غوث بن جمال الدین بن عزیز الرحمان بن محمد عثمان بن ابوالفتح بن سید محمد بن اشرف بن حسن بن عبدالرزاق نور العین بن عبدالغفور حسن بن احمد بن بدر الدین حسن بن علاء الدین علی

بخش شمس الدین بن سید الدین بن تکھی حموی بن ابالفرح محمد بن ابوصالح عماد الدین بن تاج الدین ابو بکر عبدالرزاق بن میراں محی الدین شیخ سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ بن سید ابوصالح موسیٰ بن عبداللہ بن تکھی زاہد بن سید محمد بن سید داؤد بن موسیٰ ثانی بن سید عبداللہ ثانی بن موسیٰ جون بن عبداللہ محض بن حسن ثنیٰ بن سیدنا امیر المومنین حضرت امام حسن بن مولائے کائنات امیر المومنین سیدنا علی کرم اللہ وجہہ۔

چار سال چار ماہ اور چار دن کے ہوئے آپ کی رسم تسمیہ خوانی ادا کی گئی۔ قائدہ بغدادی اور پارہ عم والدہ محترمہ سے پڑھے۔ اس کے بعد آپ نے ۲۹ دن میں بقیہ ۲۹ پارے ختم کئے۔ یعنی ۵ سال کی عمر میں آپ نے ناظرہ قرآن پاک ختم کر لیا۔ پھر اپنے والد ماجد حکیم سید نذر اشرف سے فارسی کی کتابیں، آمد نامہ، مصدر فیوض، دستور الصبیان، بہار عجم، گلستان، بوستان، انور سہیلی، قصید عرفی اور سہ نثر ظہوری وغیرہ اور عربی کتب میزان، شعب، پنج گنج ذبذہ دستور المبتدی، صرف کبیر، علم الصیغہ، نحو میر شرح مایۃ عامل، ہدایت النحو اور کافیہ وغیرہ پڑھے۔

پھر مدرسہ نظامیہ فرنگی محل لکھنؤء میں داخل ہوئے اور سند فضیلت حاصل کی پھر پہلی بھیت میں مولانا وصی احمد محدث صورتی کے حلقہء درس میں شامل ہوئے اور صحاح ستہ کے علاوہ مؤطا اور معانی الآثار وغیرہ کتابیں سبقاً سبقاً پڑھیں اور سند حاصل کی۔ اس کے بعد آپ فتاویٰ نویسی کے سلسلے میں بریلی تشریف لے گئے۔ اور حضرت مولانا احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت اختیار فرمائی اور فتاویٰ نویسی کا شغل جاری رکھا۔ فتاویٰ نویسی میں کمال حاصل کرنے بعد آپ بدایوں میں مولانا مطیع الرسول قادی کے حلقہء درس میں شامل ہوئے اور سند حدیث حاصل کی۔ مولانا مطیع الرسول نے سند کے ساتھ آپ کو محدث اعظم کا لقب بھی عطا فرمایا۔ اس وقت آپ کی عمر ابرس کی تھی۔

فارغ التحصیل ہونے کے بعد آپ دہلی تشریف لائے اور سید محمد میر کے مدرسہ میں حدیث کا درس دینا شروع کیا۔ اس کے ساتھ ہی تصنیف و تالیف اور مناظروں کا سلسلہ بھی شروع کیا اور کئی مفید

رسائل مرتب فرمائے۔

اسی زمانے میں باطنی جذبات نے منازل عرفاں طے کرنے کی طرف ابھارا اور کچھوچھو شریف میں حضرت سید شاہ احمد اشرف اشرفی الجیلانی سے بیعت ہوئے اور مرشد کامل کے ایما پر چلہ کشی میں مشغول ہوئے۔ تین سال اس راہ میں سخت ریاضت و محنت کی اور اس بقول حضرت مولانا سید مظاہر اشرف مدظلہ العالی اسم ذات اور اسم صفات کے ورد سے آپ میں آثار جہانگیری نمایاں ہو گئے، بعد ازاں مرشد کامل نے خلافت کے ساتھ دعائے سیفی کی اجازت سے بھی نوازا۔

## ایک دہریہ سے مناظرہ:-

حضرت زبردست مناظر تھے۔ ایک مرتبہ بنگال کے تبلیغی دورے پر تھے۔ مالوہ کے قریب ایک گاؤں میں ایک دہریہ سے آپ کا مناظرہ ہوا۔ دوران مناظرہ دہریہ نے سوال کیا کہ اللہ خالق ہے یا مخلوق؟ اس سلسلے میں اس نے قرآن و حدیث سننے اور ماننے سے انکار کر دیا۔ یہ دہریہ اس سے قبل ۲۵ علمائے دین سے مناظرہ کر چکا تھا گاؤں کے دیہاتیوں نے کہا کہ اگر آپ ہمارے مہنت صاحب کو قائل کر لیں تو ہم سب اسلام قبول کر لیں گے۔ یہ سن کر حضرت محدث اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو قائل کرنے کیلئے ایک بڑے کاغذ پر ایک لکیر کھینچی اور دہریہ سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ تو جانتا ہے کہ لکیر بہت سے لفظوں کا مجموعہ ہے۔ یعنی برابر برابر نقطے لگاؤ اور سب کو جوڑ دو تو لکیر بن جاتی ہے۔ وہ بولا۔ ہاں، یہ سب تو ٹھیک ہے۔ یہ سن کر حضرت نے اس لکیر کو تقسیم کرنا شروع کیا، تمام نقطے بٹ گئے اور آخر میں صرف ایک نقطہ باقی رہ گیا، آپ نے فرمایا اب اس کو بھی تقسیم کرو۔ وہ بولا: یہ نقطہ ناقابل تقسیم ہے۔ اس میں اضافہ ہو سکتا ہے۔ اس کی تقسیم ممکن نہیں، دہریہ کا یہ جواب سن کر آپ نے فرمایا: بالکل اسی طرح جیسے نقطہ اضافے کا باعث ہے یعنی تمام نقاط کا خالق ہے۔ مگر یہ خود مخلوق نہیں۔ کیونکہ اگر یہ نقطہ ہی نہ ہو تو اضافہ کیسے ہوگا، لکیر کیسے

بنے گی۔ بس یہی دلیل ہے کہ اللہ خالق ہے، ایک ہے، واحد ہے، اور سب اسی کے نور سے پیدا ہوئے۔ وہ کسی کے نور سے پیدا نہیں ہوا۔ وہ مہنت ریاضی دان بھی تھا۔ یہ دلیل اس کی سمجھ میں آگئی۔ فوراً کلمہ شہادت پڑھ کر مسلمان ہو گیا اور اس کے ساتھ ہی گاؤں کے تمام لوگ (جنکی تعداد ۵۰۰ خاندان پر مشتمل تھی) مسلمان ہو گئے۔

حضرت محدث اعظم کی تمام عمر تبلیغ اسلام میں گزری۔ آپ کے تبلیغی دوروں کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ آپ سال میں صرف ایک ماہ رمضان المبارک میں اپنے گھر میں قیام فرماتے تھے۔ مصروفیات کا یہ حال تھا کہ تصنیف و تالیف میں مشغول رہتے فتاویٰ تحریر فرماتے۔ مناظرے کرتے۔ تعویذات لکھ کر دیتے۔ بیعت فرماتے اور روزانہ سینکڑوں کی تعداد میں ملنے والے خطوط کا جواب لکھتے۔

## معلومات:

تہجد سے اشراق تک عبادت میں مشغول رہتے بعد نماز اشراق آرام فرماتے دن کو بارہ بجے کے بعد اکثر لوگوں کے ہاں مدعو ہوتے۔ جہاں تشریف لیجاتے حاضرین کو روحانی فیوض و برکات سے نوازتے۔ نماز ظہر کے بعد خطوط کے جواب لکھتے یا لکھواتے۔ بعد عصر فتاویٰ تحریر فرماتے۔ مغرب کے بعد دعائے سینفی کا وظیفہ پڑھتے جو عشاء تک جاری رہتا۔ عشاء کے بعد کھانا تناول کرتے اور پھر لوگوں سے عام ملاقات کا سلسلہ شروع ہوتا۔ رات ساڑھے دس گیارہ بجے جلسہ گاہ میں تشریف لیجاتے تقریباً بارہ بجے آپ کی تقریر شروع ہوتی جو عام طور پر دو گھنٹے جاری رہتی۔ خطاب کے بعد سینکڑوں لوگ آپ سے بیعت کا شرف حاصل کرتے۔

## ذوق و لباس اور حلیہ:

حضرت محبوب سبحانی سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی کے حالات طیبات میں ہے کہ آپ

وقت کا بہترین لباس زیب تن فرماتے تھے، حضرت محدث اعظم بھی انہی کی اولادِ پاک سے تھے۔ ان کے لباس کو دیکھ کر بھی حضرت غوثؒ کی یاد تازہ ہوتی تھی بہترین کپڑے کی عبا، قیمتی کپڑے کی صدری جس میں خوبصورت عمدہ قسم کے بٹن ہوتے زیب تن فرماتے ہاتھ میں نقرئی دستہ کا عصا اور سر پر چودہ گز کا زرد یا سرخ صندلی رنگ کا عمامہ ہوتا۔ رعب اس قدر کہ کسی دنیا دار کو آپ کے سامنے بات کرنے کی ہمت نہ ہوتی۔

آپ کا رنگ گندمی، چہرہ گول اور آنکھیں بڑی بڑی اور سرخی مائل تھیں۔ جسم فرہ۔ اور قد تقریباً پانچ فٹ دس انچ داڑھی مبارک سفید تھی۔

حضرت کو شعر گوئی کا بھی شوق تھا۔ آپ کے دیوان ”فرش پر عرش“ کی یہ نعت مجھے بہت پسند ہے۔ اور کبھی نہیں بھولتی۔

نسیم پر، نہ صبا پر، نہ باد صرصر پر  
میں اڑ رہا ہوں تو زور ہوئے دلبر پر  
نہ بیگناہی، نہ کچھ نیکیوں کے دفتر پر  
ہمارا تکیہ ہے اپنے شفیع، محشر پر  
نہ سلسبیل، نہ تسنیم پر، نہ کوثر پر  
میری نگاہ ہے خمار پرور پر  
وہ اقتدار کہ بیٹھ آئے عرش اکبر پر  
یہ شان فقر کہ لیٹے نہ نرم بستر پر  
کسی کو چیر دیا تو کسی کو پھیر دیا ہے  
یہ دبدبہ ہے ترا ماہ و مہر و خاور پر  
ہر ایک زخم جگر کہہ رہا ہے یہ سید  
میں ان کے تیر کے صدقے، نثار خنجر پر

میں نے مضمون کے آغاز میں تحریک پاکستان کے حوالے سے محدثِ اعظم کی خدمات کا ذکر کیا تھا، جی چاہتا ہے کہ اختتام پر بنارس سنی کانفرنس میں آپ کا ارشاد فرمودہ ایک آدھ جملہ مزید سنادوں، فرمایا:

ہم جس یقین پر (پاکستان کے) اس مسئلے میں مسلم لیگ کی تائید کرتے ہیں، وہ صرف اس قدر ہے کہ ہندوستان کے ایک حصہ پر اسلام کی، قرآن کی آزاد حکومت ہو جس میں غیر مسلم ذمیوں کی جان و مال، عزت و آبرو کو حسب حکم شرع امان دی گئی ہو۔۔۔۔۔ اگر ہماری اس سمجھی تعریف کے علاوہ مسلم لیگ نے کوئی دوسرا راستہ اختیار کیا، تو کوئی سنی قبول نہیں کرے گا۔

میں نے اوپر لکھا ہے کہ حضرت قائدِ اعظم کی وفات کے بعد حضرت محدثِ اعظم نے محسوس کر لیا تھا کہ پاکستان میں نفاذِ اسلامی کی بجائے جاگیرداروں اور سرمایہ داروں کا تسلط قائم ہو رہا ہے، تو آپ کے ایماء پر یہاں جمعیتِ علمائے پاکستان قائم کی گئی، جس کا مقصد وحید صرف اور صرف پاکستان میں نظامِ مصطفیٰ کا قیام تھا۔ اپنے قیام پاکستان کے دنوں میں آپ نے جلسوں میں عوام اور حکمرانوں کو قیام پاکستان کا مقصد یاد دلایا تو آپ کو ایک سرکاری حکم کے ذریعے ”سیاسی تقریریں“ کرنے سے روک دیا گیا افسوس یہ سلوک اس عظیم ہستی کے ساتھ روا رکھا گیا، جس کے شب و روز قیام پاکستان کیلئے وقف تھے اور جنہیں ہم پاکستان کے بانیوں میں شمار کر سکتے ہیں کاش مقصد پاکستان کے سلسلے میں حضرت محدثِ اعظم کی آرزو جلد پوری ہو۔ اور ہم سب پاکستان میں ثمراتِ اسلام سے بیش از بیش لبرہ ور ہوں کہ پاکستان کا مطلب ہے

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔

محترم المقام حضرت خواجہ عابد نظامی مدظلہ مدیر ماہنامہ ”درویش“ لاہور کی شاندار کتاب ”اولیاء اللہ“ سے اقتباس۔ (۱۲ منہ غفرلہ)

جامع شریعت و طریقت، مرکز عقیدہ و محبت، شیخ المشائخ حضرت علامہ  
 سید محمد مختار اشرف اشرفی جیلانی  
 رحمہ اللہ تعالیٰ

سنگار گلار، چوہی مقدسین

کام مختصراً  
 تذکرہ حیات



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

## حضرت سرکار کلاں ایک نظر میں

تاریخی نام: محمد مختار ۱۳۱۳ محمد مختار اشرف ۱۹۱۴ء

لقب: سرکار کلاں

والد گرامی: سراج الحقین، سلطان الواعظین حضرت علامہ مولانا ابو محمود سید شاہ احمد اشرف اشرفی جیلانی علیہ الرحمۃ

جد امجد: قدوة السالکین، زبدة العارفين، اشرف المشائخ علی حضرت سید شاہ علی حسین اشرفی میاں اشرفی جیلانی علیہ الرحمۃ

پیر و مرشد: قدوة السالکین، زبدة العارفين، اشرف المشائخ علی حضرت سید شاہ علی حسین اشرفی میاں اشرفی جیلانی

ارادت و خلافت: جمادی الاولیٰ ۱۳۲۷ھ

اساتذہ کرام: ۱- حضرت مولانا عماد الدین صاحب اشرفی سنہلی (برادر گرامی حضرت مفتی اجمل شاہ صاحب سنہلی)

۲- حضرت علامہ مولانا مفتی عبدالرشید خان صاحب اشرفی فتحپوری ثم ناگ پوری علیہ الرحمۃ

۳- امام المفسرین حضرت علامہ حضرت علامہ مولانا صدر الافاضل سید محمد نعیم مراد آبادی اشرفی علیہ الرحمۃ

اولاد امجاد: پہلی اہلیہ سے

۱- حضرت علامہ مولانا پیر سید محمد اظہار میاں صاحب قبلہ اشرفی جیلانی (بانی و مہتمم جامعہ اشرف کچھوچھو مقدسہ)

۲- حضرت مولانا پیر سید محمد احمد میاں صاحب اشرفی جیلانی

۳- حضرت اعلیٰ مرتبت والاد درجات سید محمد علی میاں صاحب اشرفی جیلانی

دوسری اہلیہ محترمہ سے

۱- حضرت مولانا پیر سید محمد انوار میاں صاحب اشرفی جیلانی

۲- حضرت عزت مآب عالی جناب سید محمد حسن میاں صاحب اشرفی جیلانی

(اور تین بیٹیاں)

تبلیغی دورے: ہندوستان کے اکثر مشہور صوبہ جات مثلاً یوپی، ایم پی، کرناٹک، مہاراشٹر، گجرات،

بنگال، بہار، راجستھان وغیرہ۔ نیز مملکت پاکستان، نیپال، سری لنکا، دبئی، مارشیش، ہالینڈ انگلینڈ۔

## مشہور خطباء

(۱) رئیس المحققین، شیخ اکامیلین، حضرت علامہ مولانا شیخ الاسلام سید محمد مدنی میاں صاحب اشرفی جیلانی مدظلہ العالی شہزادہء وجانشین حضور مخدوم الملت محدث اعظم ہند (علیہ الرحمۃ)

(۲) مفکر، ملت ماہر شعرو سخن حضرت پیر طریقت سید محمد حسن مثنیٰ انور اشرفی جیلانی مدظلہ العالی شہزادہء حضور محدث اعظم ہند۔

(۳) غازی، ملت شہنشاہ خطابت حضرت علامہ مولانا سید محمد ہاشمی میاں صاحب اشرفی جیلانی مدظلہ العالی شہزادہء حضور محدث اعظم۔

(دیگر سادات خاندان)

(۴) فقیہ ملت حضرت علامہ مولانا مفتی سید شمس الضحیٰ صاحب قبلہ اشرفی جیلانی (بلیکیرن۔ یو۔ کے۔)

(۵) فخر الامثال حضرت علامہ مولانا مفتی حافظ وقاری محمد معین الدین صاحب اشرفی، شمسی، سنبھلی مدظلہ العالی۔

(۶) رئیس العلماء حضرت علامہ مولانا مفتی غلام مجتبیٰ صاحب اشرفی، اعلیٰ الرحمۃ شیخ الحدیث والتفسیر دارالعلوم منظر اسلام بریلی شریف۔

(۷) استاذ العلماء حضرت علامہ مولانا مفتی عبدالجلیل صاحب اشرفی شیخ الحدیث والتفسیر دارالعلوم اہلسنت

جبل پور ایم۔ پی۔ حضرت الحاج الحافظ علامہ ڈاکٹر پیر سید محمد مظاہر اشرف الاشرفی ابھیانی

ان کے علاوہ بہت سے علماء کرام اور پیران عظام کو حضرت سے خلافت حاصل ہے۔ مگر یقینی علم نہ ہونے کی وجہ سے ان کے اندراج کو موقوف رکھا جاتا ہے۔

۱۔ ابھی حضرت کا نام لکھے ہوئے صرف دو دن ۲ ہوئے تھے کہ حضرت علامہ پیر سید محمد ابوالحسن میاں صاحب اشرفی جیلانی نے فون پر حضرت مفتی صاحب کے وصال کی خبر دی انا اللہ وانا الیہ راجعون۔ موصوف افضل العلماء حضرت علامہ مفتی سید افضل حسین صاحب علیہ الرحمۃ والرضوان کے نامور شاگردوں میں سے تھے گذشتہ سال فقیر خدمت میں حاضر ہوا تو بڑی شفقت فرمائی اور اپنی تصنیف لطیف ”شرح بخاری شریف“ جو اس وقت نامکمل تھی کا جتہ جتہ پڑھ کر اس کی گہرائی کو بتاتے رہے۔ جس سے آپکی تعمق نظر اور ندرت فکر و نظر کا اندازہ ہوتا تھا سنا ہے کہ وصال سے پہلے اس کو مکمل فرما دیا ہے۔ منظر اسلام بریلی شریف سے بغرض علاج دہلی تشریف لائے اور وہیں داعی، اجل کو لبیک کہا جس طرح سے مشاہیر اساتذہ کے شاگرد تھے، اسی طرح مشہور زمانہ حضرات کے استاد بھی تھے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

## (سرکارِ کلاں)

مرنے سے اپنے پہلے مر کر ہوا جو واصل حاصل ہوا اسی کو پیارے وصال تیرا (عارف اشرفی کچھوچھوئی)

موت کے ہاتھوں سے اگر مٹ سکتا نقشِ حیات عام یوں اس کو نہ کر دیتا نظامِ کائنات (اقبال)

۲۱ نومبر ۱۹۵۶ء کی رات کا وہ تصور شاید میں کبھی فراموش نہ کر سکوں جب کہ میں

دارالعلوم اہل سنت جبل پور سے ایک ضروری کام کے پیش نظر آلہ آباد (یو۔ پی) آیا ہوا تھا رات

کے تقریباً ساڑھے دس بجے تھے ایک کمرہ اور اس میں چند بے تکلف رفقاء وہمنا کہ مدت دراز کے

بعد جن سے ملاقاتیں ہوئی تھیں، ماضی کی کچھ یادیں تھیں اور حال کی بھی کچھ باتیں اور پھر ان پر

تبصرے اور کچھ مسکراہٹیں مستقبل کے بارے میں خوش گن عزائم اور اس پر مسرتیں اور فرحتیں کبھی

کسی کی شوخی کا ذکر تو کسی کی سنجیدگی کا تذکرہ کسی کے جہدِ مسلسل پر رشک تو کسی کے کسل پر تبصرہ۔

باہر کے حالات سے بالکل بے خبر بس یونہی محفل جمی ہوئی تھی۔ کہ اچانک ایک شناسا سانس پھولا

اداس سا چہرہ لئے کمرے میں داخل ہوا اور بمشکل یہ جملہ ادا کر پایا

”حضرت سرکارِ کلاں“ کا وصال ہو گیا۔ یہ خبر تھی کہ بجلی جو خرمن فرح و سرور کو یکلخت

خاکستر کر گئی محفل کی تبسم ریزیاں یک دم سرد پڑ گئیں فرحتیں مسرتیں رنج و الم میں تہذیل ہو گئیں۔ دم

بخورد، لب خاموش اور آنکھیں پھٹی کی پھٹی لمحہ بھر آنے والے کا منہ تکتی رہیں۔ گویا ابتدا یقین سا نہ آیا

آنے والے سے خبر کی تصدیق چاہی کچھ دیر بعد تصدیق بھی ہو گئی۔ اس خبر کا اثر کچھ دیر کیلئے کیا ہوا

اس کے بیان کا نہ اس قلم میں دم نہ الفاظ میں یا را کہ منظر کشی کر سکیں۔ پھر کیا تھا بس اپنے اس کام کو

ادھورا چھوڑا اور کچھوچھو مقہ سہ کی طرف اسی وقت رختِ سفر باندھا۔ راستے بھرائی یادیں اور انکی

باتیں ذہن و فکر پر جلوہ گر رہیں۔ دل کو افسوس تھا تو اس بات کا کہ آہ! وہ سرکارِ کلاں اب اس دنیا سے

رخصت ہوئے، جن کے پر وقار و پر نور یا سمین و نسترن کی طرح کھلتے چہرہ نے نہ جانے کتنے پڑ مردہ

رُخوں کو تازگی بخشی تھی یعنی وہ سرکارِ کلاں کہ۔

شبِ زندہ داری کے نور سے منور جن کا رخِ زیبا بے شمار لوگوں کو اطاعتِ الہی کا شعور دیتا۔

وہ سرکارِ کلاں کہ جو ایسے ظلِ الہی ثابت ہوئے کہ جس کے سائے میں آکر اور تو اور خود خاندانِ اشرفیہ کی مایہ ناز ہستیاں بھی سکون و اطمینان کا سانس لیا کرتیں تھیں۔

وہ سرکارِ کلاں جو نہ صرف مرجع عوام تھے بلکہ علمائے اعلام اور مشائخِ عظام بھی اپنی انتہائے نظر انہی کو سمجھا کرتے تھے۔

وہ سرکارِ کلاں جن کے بے مثال حُسن کردار، اخلاق و ایثار کا اقرار خود اِغیار بھی کیا کرتے

وہ سرکارِ کلاں کہ یادِ حق، تذکرہء اسلاف، حُشیتِ الہی کا ذکر، واقعاتِ صالحین اور پھر ان پر مسکراتے مسکراتے عالمانہ اور تصوّفانہ نکات اور پند و نصائح نیز پاسِ انفاس کا احساس جنکی مجالس و محافل کا طرہء امتیاز تھا۔

وہ سرکارِ کلاں کہ جنکی زندگی پر صداقت، صدیقی کی چھاپ اور عدالتِ فاروقی کا اثر تھا۔

وہ سرکارِ کلاں کہ جن کا نمونہء حیات گویا حیائے عثمانی کا پیکر اور قلبِ اطہر فیضِ بابِ العلم سے منور تھا۔ سرکارِ کلاں یعنی قبلہء اُمّال و آمانی، موردِ الطافِ محبوبِ یزدانی، مظہرِ شوکتِ سلیمانی، مجمعِ علومِ روحانی، حضرتِ ظلِ سبحانی، طریقتِ شعار، حقیقتِ اثار مرے مرشدِ برحق کہ جن کی بارگاہ میں جا کر ایمان کو تازگی اور روح کو بالیدگی ملی وہ آج ہم سے رخصت ہوئے۔

غلغلوں سے جس کے لذت گیر اب تک گوش ہے

کیا وہ تکبیر اب ہمیشہ کیلئے خاموش ہے

وہ جو اُن کی باتیں سنی تھیں یاد آنے لگیں۔ جامعہ نعیمیہ مراد آباد (یوپی) ہے اور حضور

صدر الافاضل حضرت سید نعیم الدین مراد آبادی علیہ الرحمۃ والرضوان کا حجرہ خاص۔ علماء موجود

ہیں اور ان کے بیچ مسند پر جلوہ گر حضرت سرکارِ کلاں! منظر ایسا ہے کہ جیسے چمکتے ستاروں کے

درمیان چمکتا چاند۔ اپنے خادم سے فرما رہے ہیں کہ لاؤ ان سارے علماء کرام کو چائے پیش کرو

دیکھو علماء کرام کا خاص خیال رکھا کرو یہ سب ہمارے دست و بازو ہیں۔

اکثر لوگ تشریف لے جا چکے ہیں مگر استاذ مکرم فخر الاماثل حضرت علامہ مولانا مفتی محمد معین الدین صاحب قبلہ اشرفی سٹمسی سنبھلی مدظلہ العالی ابھی تشریف فرما ہیں۔ مسکرا کر حضرت قبلہ سے دریافت فرماتے ہیں ”بتائیے“ قم باذنی بڑا یا قم باذن اللہ بڑا اور حضرت مفتی صاحب قبلہ کی عادت کریمہ ہے کہ علوم و عرفان کا بحر عمیق! ہونے کے باوجود بھی اپنے مشائخ کی بارگاہوں میں خاموش رہ کر سنتے ہی رہنے کو ترجیح دیتے ہیں چنانچہ سکوت اختیار فرمایا۔ تو پھر خود ہی اپنے انداز میں ارشاد فرمایا ۲ کہ قم باذنی بڑا ہے۔ یہی زیادہ طاقتور و بااثر ہے کیونکہ کبھی ایسا ہوا ہے کہ ”قم باذن اللہ“ کا ظہور خدا کے کسی نیک بندے کی زبان سے ہوا اور مردہ نہ اٹھا اور جب قم باذنی کہا وہ اٹھ کھڑا ہوا۔ بات یہ ہے کہ جب تک قم باذن اللہ کا ظہور تھا وہ زبان بھی

۱۔ ”بحر عمیق“ کہنا یہ فقط ایک شاگرد کی عقیدت اپنے استاذ کیلئے نہیں بلکہ اس بات کا اعتراف تو خورد و کلاں اپنے اور دوسرے سبھی کرتے ہیں۔ حضرت مفکر ملت، پیر طریقت سید محمد حسن مثنیٰ انور اشرفی جیلانی شہزادہ حضور محدث اعظم ہند کچھو چھوی کو میں نے بہت ہی کم دیکھا کہ علماء معاصرین میں سے کسی کے علم و فضل، تقویٰ و طہارت سے متاثر ہو کر اپنی مجالس میں اس کا ذکر بھی کرتے ہوں مگر حضرت مفتی صاحب قبلہ کے لئے بار بار فرماتے ہوئے سنا ”ہمارے مفتی صاحب کی مثال تو اس زمانہ میں کوئی چرخ لیکر ڈھونڈے تو وہ نہ ملے وہ تقویٰ، وہ طہارت، وہ توکل وہ قناعت، وہ صبر و رضا، وہ علم و فضل، تحقیق و تدقیق اور پھر ایسی سادگی۔ اللہ اللہ! خاموش بیٹھے ہوں تو اجنبی سمجھ نہ سکے کہ کوئی عظیم مفتی بیٹھا ہے۔ مگر ذرا سا کوئی مسئلہ چھیڑ دیجئے یا کبھی تھوڑا سا کرید ڈالئے تو بھلا پھر بال ہے کسی کی کہ بول سکے۔ بس ایک سمندر ہے جو جوش کھا رہا ہے اور موتی لٹا رہا ہے۔ مزید فرمایا کہ حضرت سرکار کلاں علیہ الرحمۃ الرضوان تو ہمارے مفتی صاحب کو بہت چاہتے تھے۔ جہاں گھر میں کوئی نئی چیز تیار ہوئی بس مفتی صاحب کو یاد فرمایا۔ عموماً فرمایا کرتے ہمارے مفتی صاحب اسلاف کے نمونہ ہیں۔ حضرت مفتی صاحب قبلہ کو شمس العلماء بدر لفضلاء حضرت علامہ مفتی قاضی شمس الدین جو نیوری علیہ الرحمۃ (مصنف قانون شریعت وغیرہ) سے خصوصی شرف تلمذ حاصل ہے بلا شک آپ حضور شمس العلماء کے علمی فیضان کے کامل مظہر ہیں اور حضور ہی کی طرف نسبت سے آپ اپنے کو شمس لکھتے ہیں۔ اس وقت آستانہ عالیہ حضور محدث اعظم ہند میں دارالافتاء

والقضاء کی مسند

بندے کی تھی اور قول بھی بندے کا اور جب بندہ کی زبان سے معرفت و حقیقت کے سمندر میں ڈوب کر اور فنا فی اللہ و بقا باللہ کی منزلوں سے ہمکنار ہو کر قم باذنی کا ظہور ہو تو گویا وہ شجر موسیٰ کی اعلیٰ مثال بن گیا یعنی زبان اس کی تھی اور قول خدا کا۔ چنانچہ مردہ اٹھ کھڑا ہوا کہ ظاہر ہے قول خدا قول عبد سے اعلیٰ تر اور قوی تر ہے۔

راقم الحروف جب یکم اپریل ۱۹۹۳ء مطابق ۷ شوال المکرم ۱۴۱۳ھ کو اپنے استاذ مکرم کے ساتھ آپکے در اقدس پر اس غرض سے حاضر ہوا کہ شرف ارادت تو پہلے ہی حاصل ہے لاؤ شرف تلمذ بھی حاصل کر کے اپنے کو اس سند حصول سے بھی مشرف کر لیا جائے کہ جس کی اجازت حضرت سرکارِ کلاں کو انکے استاذ مکرم حضور صدر الافاضل سید محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ الرحمۃ نے فرمائی تھی۔ اور آپ مجاز تھے اپنے استاذ گرامی امام العلماء سند الکبراء حجۃ الاسلام، شیخ الكل حضرت علامہ صدارت پر رونق افروز ہیں۔ اور عوام و خاص سب کو اپنے فیضان علم سے بہرہ ور فرما رہے ہیں۔ (تفصیلی حالات انشاء اللہ تعالیٰ بعد میں)

۱۔ حضرت کے فرمان کو فقیر راقم الحروف نے اپنے الفاظ میں تحریر کیا ہے۔ اچھا خاصا وقت گذر گیا اس لئے بعینہ وہی الفاظ متحضر نہ رہ سکے۔ (اشرفی غفر اللہ)

نمبر ۱۔ یہ فقیر اشرفی ربہ القوی دارالعلوم اہلسنت جبل پور مدھیہ پردیش میں خدمت تدریس پر مامور تھا۔ حضرت علامہ مفتی محمد قمر عالم صاحب قبلہ رفاقتی اشرفی شیخ الحدیث کے عہدہ پر جلوہ گر تھے اور یہ حقیر نیابت میں رہ کر خدمت درس انجام دیا کرتا تھا۔ (۱۲ منہ غفر اللہ)

نمبر ۲۔ حضرت صدر الافاضل سید محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ الرحمۃ والرضوان یعنی صاحب تفسیر ”خزان العرفان“ بر حاشیہ کنز الایمان اور مصنف الطیب البیان فی رد تقویۃ الایمان وغیرہما کی ولادت باسعادت ۲۱ صفر اور بقول دیگر ۱۲ صفر ۱۳۰۰ھ مطابق ۲۳ دسمبر ۱۸۸۲ء بروز یکشنبہ یو۔ پی (انڈیا) کے مشہور شہر مراد آباد میں ہوئی۔ (مقدمہ الطیب البیان صفحہ ۱۲۳-۱۲۷) ۴ سال کی عمر میں رسم بسم اللہ خوانی ادا کی گئی۔ ۸ سال کی مختصر عمر میں حفظ قرآن پاک فرمایا اور بیس سال کی عمر مبارک میں جملہ علوم عقلیہ و نقلیہ کی تکمیل اور فتویٰ نویسی کی مشق فرمائی ۱۳۲۰ھ میں دستارِ فضیلت سے نوازا گیا اس مبارک موقع پر آپکے والد گرامی حضرت علامہ معین الدین نزہت مراد آبادی علیہ الرحمۃ نے یہ تاریخی قطعہ ارشاد فرمایا۔

گل محمد خاں افغانی ثم مراد آبادی کی طرف سے اور آپ مجاز تھے اپنے استاذ گرامی خاتم المحققین،  
 رأس المتقین صدر الشریعہ حضرت علامہ سید محمد علی خلواتی خطیب و مدرس مسجد حرام (مکہ مکرمہ زادہا  
 اللہ شرفاً) کی طرف سے اور آپ مجاز تھے والد گرامی صدر المحققین، تاج الشریعہ حضرت علامہ سید  
 محمد کتبی خطیب و امام و مدرس مسجد حرام (مکہ مکرمہ زادہا اللہ شرفاً) کی طرف سے۔

اور وہ مجاز تھے اپنے والد گرامی رء اس الافقیہاء العلماء سند الاتقیاء حضرت علامہ سید محمد بن حسین کتبی  
 مفتی ء احناف مکہ مکرمہ کی طرف سے اور وہ مجاز تھے اپنے استاذ گرامی امام الفقہاء خاتم المحققین  
 حضرت امام سید احمد طحاوی محشی در مختار و مراقی الفلاح کی طرف سے رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین  
 اور حضرت امام طحاوی کی سند کتب جلیلہ رفیعہ میں مرقوم و مذکور ہے۔

چنانچہ یہ فقیر اشرفی بارگاہ پیرو مرشد میں حاضر ہوا حضرت سرکار کلاں نے پہلے تو  
 بخاری شریف کی پہلی حدیث کا درس دیا جس میں تسمیہ اور حدیث انما الاعمال بالنیات سے متعلق وہ  
 عالمانہ اور صوفیانہ نکات بیان فرمائے کہ جن سے ”العلم فی الصدور لانی السطور“ کی تصدیق ہو رہی  
 تھی اور پھر آخری حدیث کو اپنے ساتھ ساتھ پڑھوا کر اس پر سیر حاصل گفتگو فرمائی بعد ازیں فاتحہ  
 ہوئی اور شیرینی تقسیم کی گئی اور پھر حضرت مفتی صاحب قبلہ کی وساطت سے سند حدیث عطا فرمائی۔

ہے میرے پسر کو طلباء پر وہی تفصیل ستاروں میں رکھتا ہے جو مرخ فضیلت

نزہت نعیم الدین کو یہ کہہ کے سنادے دستار فضیلت کی ہے تاریخ فضیلت

بیعت و ارادت اور مثالی خلافت حضرت قدوة السالکین زہدة العارفين اشرف المشائخ اعلیٰ حضرت سید علی حسین  
 کچھوچھوی اشرفی جیلانی سے حاصل تھی۔ نیز تمام اہلسنت مجدد دین و ملت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی  
 سے بھی شرف خلافت حاصل تھا۔ ۱۸ ذی الحجہ ۱۳۶۷ھ یعنی سڑھسٹھ ۶۷ سال کی عمر شریف میں داعی اجل کو لبیک  
 کہا آفاقی شہرتوں کا حامل آج کا جامعہ نعیمیہ جو کبھی اس دور میں مدرسہ انجمن اہلسنت کہا جاتا تھا آپ کی یاد کو روز تازہ  
 کرتا رہتا ہے۔ صحن مدرسہ ہی کی ایک جانب کو آپ کا مزار پر انوار فیض رساں خاص و عام ہے۔ حکیم الامت مفتی  
 احمد یار خان صاحب محدث اعظم پاکستان سردار احمد خان صاحب، صدر العلماء سید غلام جیلانی میرٹھی، مجاہد ملت  
 حضرت حبیب الرحمان صاحب، ضیاء الامت پیر کرم شاہ الازہری صاحب جیسے نامور شاگردوں کی ایک لمبی  
 فہرست ہے۔ خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طہیت را

وہ سارے تصورات ذہن و فکر پر تازہ ہو گئے۔ وہ مسکرا کر کبھی پوچھنا یاد آنے لگا کہ بتائیے کہ بسم اللہ کی ”با“ کو کھینچ کر کیوں لکھتے ہیں جبکہ پند و غیرہ کی ”با“ کو اس طرح نہیں لکھا جاتا؟ اور جواب میں کچھ یوں ارشاد فرمانا کہ ”بسم اللہ“ کی ”با“ گویا زبان حال سے کہہ رہی ہے کہ دیکھا میں تو پست قد ہی تھی مگر ”اسم اللہ“ کے دامن سے لپٹنے کا یہ صلہ ملا کہ پستی بلندی سے تبدیل ہو گئی۔ بھلا میں بلند تھی کہاں؟ یہ تو ”اسم اللہ“ سے وابستگی کا صدقہ ہے کہ سر بلندی ملی۔ تو اس دنیا کے پست مرتبہ اور بے قدر و بے وقار لوگوں کو اگر تم بھی سرنامی اور رفعت و بلندی چاہتے ہو تو اسی سے وابستہ ہو جاؤ کہ جس سے میں ہوئی پھر نتیجہ میں جو فیضان مجھے ملا تمہیں بھی ملے گا۔ وغیرہ، وغیرہ۔

اس طرح کی کتنی یادداشتیں تھیں جو اس وقت ذہن و فکر پر چھائی تھیں۔ یہ بات نہیں کہ پیر و مرشد کے وصال کا اثر صرف فقیر ہی کے قلب و جگر پر تھا۔ نہیں بلکہ جتنے بھی شرکائے سفر تھے سب کے چہروں پر کچھ ایسا ہی اثر نظر آ رہا تھا نہیں نہیں! ایک میں کیا؟ میرے رفقاء سفر کیا نہ معلوم کتنے با عظمت دل ہونگے جو ان کی یاد میں مغموم۔ نہ معلوم کتنی آنکھیں ہوں گی جو ان کیلئے اشکبار اور بالخصوص لاکھوں وہ اہل ارادت و اہل عقیدت کہ جو ان کے دامن کرم سے وابستہ تھے ان کو تو یہ ضرور آہ! بھر کے یہ کہنے کا حق حاصل ہے

درد و غم حیات کا درماں چلا گیا

وہ خضر عصر عارف دوراں چلا گیا



## حضرت سرکارِ کلاں کے طرز حیات کی کچھ جھلکیاں

مت سہل انہیں جانو پھرتا ہے فلک برسوں تب خاک کے پردے سے انسان نکلتے ہیں  
 ہو اگر خود نگر و خود گر و خود گیر خودی یہ بھی ممکن ہے کہ تو موت سے بھی مرنہ سکے  
 عام ہیں اس کے تو الطاف شہیدی سب پر تجھ سے کیا ضد تھی اگر کسی قابل ہوتا

اللہ رب العزت اپنے مبارک کلام بلاغت نظام میں ارشاد فرماتا ہے۔ اِنَّ فِي خَلْقِ  
 السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاِخْتِلَافِ الْيَلِّ وَالنَّهَارِ لَآيٰتٍ لِّاُولِي الْاَلْبَابِ ج الَّذِيْنَ  
 يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ قِيَامًا وَقُعُوْدًا وَّعَلٰى جُنُوْبِهِمْ وَيَتَفَكَّرُوْنَ فِي خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ  
 ج رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا ج سُبْحٰنَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ. (ال عمران نمبر ۱۹۱)  
 ترجمہ: بیشک آسمانوں اور زمین کی پیدائش اور رات اور دن کی باہم بدلیوں میں نشانیاں ہیں  
 عقلمندوں کیلئے جو اللہ کی یاد کرتے ہیں کھڑے اور بیٹھے اور کروٹ پر لیٹے اور آسمان اور زمین کی  
 پیدائش میں غور کرتے ہیں۔ اے رب ہمارے تو نے یہ بیکار نہ بنایا۔ پاکی ہے تجھے تو ہمیں دوزخ  
 کے عذاب سے بچالے۔ (کنز الایمان)

قبل اس کے کہ اپنے مطلب و موضوع کی طرف آئے ذرا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ  
 آیت کریمہ کے تعلق سے کچھ عرض کر دیا جائے اسی آیت کریمہ کے تحت حضرت شیخ اسماعیل حقی  
 علیہ الرحمۃ والرضوان نے اپنی کتاب تفسیر روح البیان جلد نمبر ۴ صفحہ نمبر ۱۴۵ پر جو بیان فرمایا ہے  
 اس کے مفہوم کو اپنے الفاظ میں بیان کیا جاتا ہے۔ حضرت عطاء ابن ابی رباح کا فرمانا ہے کہ میں  
 حضرت عبد اللہ بن عمر اور حضرت عبید اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے ہمراہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی  
 اللہ تعالیٰ عنہا کی بارگاہ میں حاضر ہوا سلام اذن پیش کیا فرمایا کون لوگ ہیں؟ عرض کیا عبید اللہ بن  
 عمر! فرمایا خوش آمدید! خوش آمدید! عبید اللہ کیا بات ہے آنا جانا کم کر دیا ہے؟ عرض کیا ”زُرْغَبًا  
 تَزُدُّ حُبًّا“ (یہ حدیث رسول ﷺ بھی ہے مطلب یہ تھا کہ اے ام المومنین ناغہ کر کے

آنے میں محبت زیادہ ہو جاتی ہے۔) ابھی یہی گفتگو ہو رہی تھی کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ ہم لوگ فی الحال کوئی اور بات پوچھنے آئے ہیں۔ اے حضرت ام المؤمنین رسول اللہ ﷺ کی جو بات آپ کو عجیب تر لگی ہو برائے مہربانی وہ ہم سے بیان فرمادیجئے۔ ”فبکت بُکاءً شَدِيداً“ یہ سنکر بہت روئیں۔ پھر فرمایا اے ابن عمر! تو اپنے آقا ﷺ کے دو ایک کام کو ہی تعجب خیز شمار کرتا ہے ارے ”كُلُّ امْرءٍ عَجِيبٌ“ ان کی تو ہر ادا انرالی اور ہر بات انوکھی تھی۔ سنو! ایک شب میرے ہاں جلوہ افروز تھے کہ اچانک فرمانے لگے ”يا عائشة اتاء ذنين لى ان اتعبد لسرى“ عائشہ! کیا تمہاری اجازت ہے کہ میں اپنے رب کے حضور عبادت کر لوں؟ عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! قسم اللہ کی دل تو یہی چاہتا ہے کہ بس آپ کا قرب رہے مگر جو آپ کی پسند وہی ہماری پسند ہے۔ بطیب خاطر آپ کو میری طرف سے اجازت ہے یہ سن کر پانی کی ایک مشک کے پاس تشریف لے گئے وضو فرمایا پھر قیام فرمایا اور کھڑے کھڑے رونے لگے اتاروئے اتاروئے کہ اشک مبارک سینہ تک جا پہنچے حتیٰ کہ آپ نے دہنی کروٹ پر ٹیک لگائی اور اپنے داہنے دست مبارک کو اپنے رخسار مبارک کے نیچے رکھا پھر رو دیئے یہاں تک کہ اشک مبارک کی لڑیاں زمین پر گرنے لگیں رات یونہی گذری حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ اذان فجر کہنے کے بعد بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے تو انہوں نے آپ کو اشک بہاتے دیکھا عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ! آپ کیوں آنسو بہاتے ہیں؟ جبکہ آپ کے اللہ نے تو آپ کے سبب آپ کے اگلے پچھلوں کے گناہوں کو معاف فرمادیا ہے ارشاد فرمایا ”يا بلال افلا اكون عبداً شكوراً و مالی لا ابكى وقد انزلت على اليلة ان فى خلق السموات والارض..... فقنا عذاب النار و لمن قرأها ولم يتفكر فيها.“

بلال! کیا میں شکر گزار بندہ نہ بنوں؟ اور میں (اس شکرانہ میں) کیوں نہ روؤں جبکہ مجھ

پر آج کی رات یہ آیت کریمہ نازل ہوئی ہے اور پھر آپ نے آیت کریمہ کو آخر تک تلاوت کر کے فرمایا ہلاکت ہے اس کیلئے کہ جو اس کو پڑھے اور اس میں غور نہ کرے ۱۲۔

اشکباری، مڑگاں پہ برسے درود سلک ڈر شفاعت پہ لاکھوں سلام

خندہ صبح عشرت پہ فوری درود گریہ، ابر رحمت پہ لاکھوں سلام

اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ آیت کریمہ کے اندر ”یذکرون“ کے ضمن میں جو ”ذکر“ کا تذکرہ ہے اس سے مراد کیا ہے؟ آیا ذکر خاص یا ذکر عام اس کے متعلق سید المفسرین حضرت ابن عباس کی بیان کردہ تفسیر سے تو یہی ظاہر ہوتا ہے کہ آپ کے نزدیک اس سے مراد ذکر خاص یعنی ”نماز“ ہے۔ مطلب یہ ہے کہ ترتیب مذکور کے اعتبار سے نماز ادا کریں جب تک حالت قیام پر قدرت و طاقت رہے تو کھڑے ہو کر ورنہ بیٹھ کر اور اگر بیٹھ کر بھی نہ پڑھ سکیں تو لیٹ کر اور یہاں ان تین حالتوں کا ذکر فقط انسان کے غالب احوال کے پیش نظر ہے ورنہ مراد یہ ہے کہ ہر حالت میں جیسے اس مراد کی طرف اشارہ حضرت علامہ جلال الدین سیوطی نے ”ای فی کل حال“ سے تفسیر فرما کر کیا ہے۔ بہر حال نماز مرد مسلم عاقل بالغ سے کسی بھی حالت میں کبھی بھی ساقط نہیں۔

یا پھر آیت کریمہ میں ”ذکر“ سے مراد ذکر عام ہے خواہ وہ تلاوت، قرآن کی شکل میں ہو یا دیگر اوراد و وظائف کی صورت میں۔ نیز پھر وہ ذکر باللسان ہو ذکر ۲ بالجنان یا ذکر بالارکان یعنی زبان سے ہو یا دل سے یا دیگر اعضائے جسمانیہ سے۔ خواہ اعلانیہ ہو یا خفیہ، برسر مجلس ہو یا گوشہء تنہائی میں سب کو شامل ہے۔ ہاں ہمارے اسلاف نے ان اقسام میں سے ہر قسم پر عمل کر کے دکھایا ہے۔

ہر جگہ ذکر ہے اے واحد و یکتا تیرا کون سی بزم میں روشن نہیں اٹکا تیرا

ہر سحر نغمہ، مرغانِ نوح کا شور گونجتا ہے ترے اوصاف سے صحرا تیرا

سچ ہے انسان کو کچھ کھو کے ملا کرتا ہے آپ کو کھو کے تجھے پائے گا جو یا تیرا

ہیں تیرے نام سے آبادی و صحرا آباد شہر میں ذکر تیرا دشت میں چرچا تیرا

(حضرت حسن بریلوی)

## نمونہء حیات

اب ہم ذکر کریں گے کہ اس آیت کریمہ کے فیضِ نور سے کس طرح حضرت سرکارِ کلاں کی حیاتِ مبارکہ نے فیض پایا تھا اور اس ضمن میں ان کی زندگی کے چشم دیدہ اور شنیدہ صرف دو ایک گوشوں کا ہی ذکر کیا جائے گا تاکہ ان کی حیاتِ مبارکہ کا ایک نمونہ بھی سامنے آجائے اور بات زیادہ لمبی بھی نہ ہونے پائے۔ یہ خیال رہے کہ ذکرِ خدا اور رسول ﷺ بصدقِ دل کسی بھی نہج کا ہو بہر حال دنیاوی مصائب و آلام، جملہ تکالیف سے نجات دلانے کا اثر رکھتا ہے اور سکونِ قلب میسر کرنے کی صلاحیت بھی چاہے ذکر کرنے والے کا دل بالکلہ دنیوی آلائشوں سے ابھی پاک بھی نہ ہو مگر وہ عظیم المرتبت حضرات کہ جنکی عقلیں دنیا کی تمام تر غفلتوں اور کدورتوں سے پاک اور خیالاتِ فاسدہ اور تصوراتِ بیہودہ سے بالکل صاف شفاف ہوا کرتی ہیں اور جن کے قلوبِ خشیتِ الہی سے پُر اور عرفانِ الہی سے معمور ہوا کرتے ہیں تو پھر اس ذکر میں مزا اور اس عبادت کی لذت کیا ہوتی ہے؟ اس کو تو حقیقتاً وہی بتا سکتے ہے جو خود مقرب بارگاہِ پروردگار پر وقار مگر دشوار گزارانِ راہوں کے مسافر ہوں، ہم جیسے دنیا کے پھندوں میں پھنسے ہوئے لوگوں کی رسائی تو اس راہ کے غبار کے کسی ذرہ تک بھی متصور نہیں۔ ہاں مگر انہیں کے واقعات اور انہیں کی حکایات سے اس لذت کا اندازہ ضرور لگایا جاسکتا ہے۔ وہ ایسی ہی لذتِ عبادت کی اثر آفرینی تو تھی کہ شیرِ خدا حضرت علی رضی اللہ عنہ کی ران میں پیوست تیر جھٹکے سے نکال دیا گیا۔ اور آپ نے جنبش تک نہ کی۔ اس سرمستی و وارفتگی کو بھلا لذتِ عبادت کی عنایت نہ کہیں تو کیا کہیں؟ کہ صحابی رسول ﷺ میدانِ جنگ میں بوقتِ شب نماز پڑھتے پڑھتے کسی دشمن کی طرف سے سنسناتے تیروں کو پے در پے برداشت تو کرتے رہے مگر نماز کو توڑنا پسند نہ فرمایا۔ اور حضرت رابعہ بصریہ کے آنکھ کے ڈھیلے میں بحالتِ نماز ایک خطرناک کانٹا چبھا اور اسے سخت زخمی کر دیا مگر آپ کو اس وقت ذرہ برابر احساس تک نہ ہوا۔ آخر وہ عبادت کی لذتوں کی شرابِ طہور ہی کا تو اثر تھا کہ جس سے سرشار ہو کر حضورِ

غوثِ اعظم دستگیر اور حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما پوری پوری راتیں بحالت قیام ذکرِ خدا میں گزار دیتے اور دن کو بھی نہ کوئی تھکن اور نہ اکتاہٹ نہ سستی نہ ہی کساہٹ۔

ہاں مگر اتنی بات تو یہ بھی تسلیم کرنی پڑے گی کہ لذتِ عبادت اور خشوع و خضوع کے بھی مراتب ہیں۔ جس کا عرفان خداوندی جس منزل کا اس کا خضوع خشوع بھی اسی اعتبار سے۔ جو قربِ خداوندی کے جن درجات پر متمکن لذاتِ عبادت بھی اسی اعتبار سے۔ بس اس طرح فرق مراتب کا بھرپور لحاظ و پاس کرتے ہوئے فقیر عرض یہ کرنا چاہتا ہے حضرت سرکارِ کلاں کے حالات سے بھی پتہ چلتا ہے کہ وہ بھی ذوقِ اطاعت و عبادت اور لذتِ ذکر و فکر کے آشنا تھے۔

ذرا خیال تو کیجئے لکھنوء کی سرزمین ہے اور حضرت وہاں کسی ہسپتال میں زیرِ علاج، نقاہت کا عالم، ڈاکٹر کی طرف سے ہلنے جلنے کی بالکل ممانعت مگر قربان جائیے اس ذوقِ عبادت پہ کہ اللہ کے اس نیک بندے نے نماز با طریقہء احسن وہاں بھی ادا فرمائی۔ وہ ڈاکٹر کا حق تھا جو اس نے ادا کر دیا اور یہ حضرت کے اعتماد و یقین کی قوت تھی ایسی نازک حالت میں بھی یہ ثابت کر دکھایا کہ صحت یاب کرنا نہ کرنا یہ تو رب قادر و قیوم کے دستِ قدرت میں ہے مگر خدائے بزرگ و برتر کے فرض کردہ اس اہم فریضہ کو تو ہرگز نہ ترک کیا جائے گا۔ یہی نہیں بلکہ دیکھنے والوں نے بتایا کہ حتی المقدور اور ادو وظائف بھی بجالائے۔

اور یہ تو اس فقیرِ غفرہ القدر کا چشم دیدہ ہے کہ جب یہ حقیر ماہِ رمضان ۱۴۱۶ھ کی تعطیلات میں اپنے استاذِ مکرم، فقیہ ملت، یادگارِ سلف، فخر الاماثل حضرت علامہ مولانا حافظ وقاری مفتی معین الدین صاحب قبلہ اشرفی سنبھلی مدظلہ العالی کی خدمت بابرکت میں بغرض استفادہء مزید ۲۰-۲۲ دن حاضر رہا تو اس موقع پر سب سے زیادہ حضرت سرکارِ کلاں کی مجالس مقدسہ میں بیٹھنے کا موقع ملا اور کبھی کبھی حضرت کی اقتداء میں نماز ادا کرنے کا بھی شرف حاصل ہوا اس وقت حضرت کو گھٹنے کے دزد کی سخت تکلیف تھی اوپر سے جسمانی کمزوری جیسا کہ اس عمر کا تقاضا ہوتا ہے۔ بالکل صاف ظاہر تھی طبیب کے علاوہ اہل خاندان کے مشورے گھر ہی رہ کر یا پھر مسجد جا کر یا

پھر بیٹھ کر نماز پڑھنے سے متعلق تھے۔ مگر جب تک یہ فقیر رہا اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ اس ناسازگی، طبیعت اور اس جسمانی نقاہت اور درد کی حالت شدت میں بھی نماز کو مسجد میں آکر جماعت ادا فرمایا اور حالت قیام کو ترک بھی نہیں فرمایا۔ نیز اوراد و وظائف و معمولات میں سرمو فرق بھی نہ آیا۔ گویا کہ انکا ”انجذاب الی اللہ اور عشق رسول ﷺ سے بھرپور وجود سرور کیف و مستی میں یوں گنگنا تا نظر آتا ہے۔

درد سے جو بھری نہ ہو زندگی زندگی نہیں حرص بلا خصوص کی بندگی بندگی نہیں

جسم اگر چہ تھک گیا روح کا زور بڑھ گیا راہ تلاش یار کی ماندگی ماندگی نہیں

وہ بھی کیا پر کیف منظر تھا اور کیسا روحانی سماں! آج بھی جب خیال آتا ہے تو روح جھوم اٹھتی ہے اور اس حسین نظارہ کی خوشبوئے تصور مشامِ جاں کو معطر کر جاتی ہے۔ اس منظر کو تصور نے لا کر اتنا قریب کر دیا ہے کہ گویا وہ سب ابھی ہو رہا ہے۔ اسے دیکھ رہا ہوں اور اس طرح لکھ رہا ہوں کہ اسی رمضان ۱۴۱۶ھ کی ایک رات ہے عشاء کا وقت ہے اور مسجد کچھوچھ مقدسہ یعنی ”مختار المساجد“ نمازیوں سے بھری ہے۔ صفِ اول میں یہ بالکل امام کے پیچھے گویا اس کی پشت پناہی کرتے ہوئے تشریف فرما ہیں حضور سرکارِ کلاں۔ اور آپ کے بالکل برابر میں آپ ہی کے اشارہ پر فرض عشاء پڑھا کر کھڑے ہو چکے ہیں۔ حضرت مفتی صاحب قبلہ اشرف سنبھلی سنت و نفل سے فراغت کے بعد اب نماز تراویح میں قرآن مجید سنانے کو آگے بڑھے ہیں شہزادہ، غازی، ملت یعنی حافظ وقاری مولانا سید محمد نورانی میاں۔ جن کا سامع بھی کوئی ایسا ویسا نہیں بلکہ اپنے دور کا مشہور فقیہ حضرت مفتی صاحب قبلہ سنبھلی ہیں اور ان کے علاوہ مسجد میں موجود دیگر مقتدیان؟ ان کے بارے میں تو بس پوچھتا رہے کوئی! لگتا ہے کہ جیسے اسلام کے بحرِ ذخار نے جوش مارا ہے اور اپنے سینے میں چھپے کچھ لعل طرح دار اور گوہر ابرار نکال نکال کر سفینہء مسجد میں بکھیر دئے ہیں اور پھر گویا مسجد کی اولین دو صفوں کی دولڑیوں میں بڑی خوبصورتی سے پرودے گئے ہیں۔ یہ دو صفیں کیا ہیں؟ کیا کہوں! گویا ریشکِ ثریا اور فخرِ ثوابت، حسن در مختار جن سے ہویدا اور رونق اقمار جن سے

آشکار۔ اور کیوں نہ ہو کہ باغ رسالت کے ارغوانی پھولوں پر مشتمل یہ انجمن جس کو رشک چمن کہوں تو کم، فخر جن کہوں تو کم۔ اور ان میں بعض کی مہک تو اتنی پر اثر کہ ہمووم و شجن ہوں تو کافور۔ محن و فتن ہوں تو پرے کے پرے دور۔ انہیں میں سے ایک وہ بالکل سامنے تشریف فرمائیں رئیس المحققین شیخ الاسلام والمسلمین حضرت سید محمد مدنی میں صاحب قبلہ اشرفی جیلانی جانشین حضور محدث اعظم ہند علیہ الرحمۃ والرضوان۔ اور اسی صف میں تشریف فرمائیں یہ خلف اکبر حضور سرکار کلاں شیخ طریقت و شریعت حضرت علامہ سید محمد اظہار میاں صاحب قبلہ اشرفی جیلانی اور ادھر بالکل صف کے آخر میں تشریف فرمائیں مفکر ملت ماہر شعر و سخن حضرت پیر طریقت سید محمد حسن مثنوی انور قبلہ اشرفی جیلانی۔ اگرچہ حضرت کو بھی کچھ گھٹنے کے درد کی شکایت ہے مگر پھر اپنی ہمت سے جماعت میں شامل ہیں اور یہ بالکل ان کے قریب حضرت پیر طریقت حکیم سید قطب میاں صاحب قبلہ اشرفی جیلانی اور وہیں کہیں غازی، ملت شہنشاہ خطابت حضرت ہاشمی میاں صاحب قبلہ اشرفی جیلانی اور اس فقیر کاتب حروف کی دہنی طرف تشریف فرمائیں سبحان الہند فاضل جلیل حضرت علامہ سید محمد راشد میاں صاحب قبلہ اشرفی جیلانی نبیرہ، حضور محدث اعظم ہند اور بس کچھ ہی دوری پر یہ پیر طریقت حضرت علامہ مولانا سید محمد انوار میں صاحب قبلہ اشرفی جیلانی فرزند دلہند حضور سرکار کلاں اور ان کے کچھ ہی بعد یہ تشریف فرمائیں سرکار کلاں کے ایک اور چہیتے فرزند حضرت پیر طریقت سید محمد احمد میں صاحب قبلہ اشرفی جیلانی (والد گرامی حضرت علامہ سید محمد احسن میں صاحب قبلہ بلیکبرن یو۔ کے) حضرت پیر طریقت سید محمد محمود میاں صاحب قبلہ اشرفی جیلانی نبیرہ، حضور سرکار کلاں ہوں یا ان کے اور برادران یا خاندان کے دیگر سادات کرام سب کے تو نام بھی یاد نہیں مگر اور بہت ہیں جو تشریف فرمائیں۔

تراویح شروع ہوئیں اور ختم بھی ہو گئیں مگر پتہ بھی نہ چلا۔ اب ختم تراویح کے بعد اگر سرکار کلاں سب حاضرین سے یہ فرمادیں کہ تمہکان بہت زیادہ ہو گئی ہے اب آپ لوگ کل ملاقات کیجئے گا تو بات کوئی بیجا نہیں بلکہ حالت کے بالکل مطابق ہو جاتی مگر نہیں چہرے پر وہی بشارت کہ

تھکان کا ذرہ برابر احساس نہیں ہوتا بلکہ اپنی نشست گاہ پر جا کر بعض مخصوص حضرات کی چائے سے ضیافت خود اپنے ہی دست مبارک سے فرمائیں گے۔ یہ سب ہو جانے کے بعد ماہ رمضان مبارک کے کچھ مخصوص اوراد و وظائف ہیں ان کا ورد بھی باقی ہے۔ اور ورد کے بعد بھی بستر استراحت پر تشریف لیجانے میں ایک نیت یہ ہے کہ کچھ نیند آجائے تو نماز تہجد کا جواز پیدا ہو جائے وہی نماز تہجد کہ جو سید المرسلین و اولیائے کاملین کا معمول رہی اور جو رب کی طرف قربت کا ذریعہ بھی ہے گناہوں کو مٹانے والی بھی نیز آئندہ گناہوں سے بچانے والی بھی۔ اللہ کے رسول ﷺ نے اسی نماز پر ابھارتے ہوئے ارشاد فرمایا تھا۔

عَلَيْكُمْ بِقِيَامِ اللَّيْلِ فَإِنَّهُ دَاءُ بُ الصَّالِحِينَ قَبْلَكُمْ وَهُوَ قُرْبَةٌ لَكُمْ إِلَى رَبِّكُمْ وَمُكْفِرَةٌ لِلْسَيِّئَاتِ وَمُنْهَاقَةٌ عَنِ الْإِثْمِ

ترجمہ: قیام اللیل کو اپنے اوپر لازم کر لوں کہ یہ اگلے نیک لوگوں کا طریقہ ہے اور تمہارے رب کی طرف قربت کا ذریعہ اور سیئات کا مٹانے والا اور گناہوں سے روکنے والا (مشکوٰۃ)

قرآن کریم میں نوافل و تہجد پڑھنے والوں کا تذکرہ فرمایا گیا ہے اکیسویں پارہ میں صورت سجدہ کے دوسرے رکوع میں اس طرح ذکر فرمایا

تَتَجَا فَيُجْنُبُهُمُ عَنِ الْمَضَاجِعِ يَدْعُونَ رَبَّهُمْ خَوْفًا وَ طَمَعًا

ترجمہ: یعنی شب میں ان کے پہلو بستروں سے علیحدہ ہو جاتے ہیں۔ ناراضگی کے خوف اور رحمت کی طمع میں اپنے رب کی عبادت کرتے ہیں (نظام شریعت صفحہ ۲۳)

اور ایک جگہ یوں ارشاد ہے۔ وَالَّذِينَ يَبْتَغُونَ لِرَبِّهِمْ سُجْدًا وَ قِيَامًا

یعنی اور جو رات گزاریں اپنے پروردگار کیلئے سجدہ کرتے قیام کرتے (معارف القرآن)

اسی نماز تہجد کے فضائل بیان کرنے کے بعد اس کے پانے کی شرطوں کا ذکر فرماتے

آقائی و مولائی امام انجو صدر العلماء علامہ سید محمد غلام جیلانی میرٹھی علیہ الرحمۃ اپنی کتاب نظام



شریعت میں رقم فرماتے ہیں شب میں بیدار ہو کر عبادت میں مشغول ہونا بہت دشوار ہے مگر جو لوگوں مندرجہ ذیل شرائط کے پابند ہوتے ہیں۔ انکو ہر شب یہ دولت حاصل ہوتی ہے اس کے اصول کے واسطے چار شرطیں ظاہری ہیں اور چار باطنی۔ ظاہری یہ ہیں (۱) کم کھانا کہ زیادہ کھانے سے پانی زیادہ پیا جائے گا جس سے نیند غالب ہو جائے گی اور شب میں اٹھنا گراں ہوگا (۲) دن میں اس قدر شاق کام نہ کرے جس سے اعضاء میں ماندگی اور اعصاب میں کمزوری پیدا ہو جائے اس لئے کہ اس سے بھی نیند کا غلبہ ہوتا ہے (۳) دن میں قیلولہ ترک نہ کرے کہ قیام شب میں مدد پہنچانے کے واسطے مسنون ہے (۴) تمام شرطوں سے اہم شرط یہ ہے کہ گناہوں کا ارتکاب نہ کرے کہ اس سے قلب میں قساوت پیدا ہوتی ہے جو بندے اور اسباب رحمت کے درمیان حائل ہو جاتی ہے امام نووی رحمۃ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں ایک گناہ کے باعث پانچ مہینے تک قیام شب سے محروم رہا لوگوں نے دریافت کیا کہ وہ گناہ کیا ہے؟ فرمایا کہ میں نے ایک شخص کو روتے دیکھ کر اپنے دل میں کہا کہ یہ ریاکار ہے، باطنی شرطیں یہ ہیں (۱) قلب کو کینہء مسلم سے پاک اور فضول افکار دنیوی سے صاف رکھے ورنہ بیداری نصیب ہوئی تو بحالت نماز یہی خیالات قلب میں آئیں گے (۲) قلب میں خوف الہی کے ساتھ آرزوں کی کمی ہو (۳) آیات قرآنی و احادیث نبوی اور اسلاف کے مقالات سے قیام شب کی فضیلت معلوم کرے تاکہ رغبت مستحکم ہو جائے، حب الہی اور یہ اعتقاد رکھے کہ میں اپنے رب سے مناجات کر رہا ہوں اور وہ میرے احوال پر مطلع ہے یہ باطنی شرطوں میں سے سب سے اہم شرط ہے (نظام شریعت صفحہ ۴۹)

مندرجہ بالا شرائط میں سے جو ظاہری شرطیں ہیں ان کے بارے میں یہ فقیر اپنی محدود معلومات کی روشنی میں عرض کرتا ہے کہ بلاشک حضرت سرکار کلاں مذکورہ بالا تمام تر شرائط ظاہری کے جامع تو تھے ہی اب رہی بات صنف ثانی یعنی شرائط باطنی کی تو ظاہر ہے کہ ظاہر باطن کا آمینہ دار ہوتا ہے، *الاناء یتروشح بما فیہ* کی روشنی میں احوال ظاہری سے بھی احوال باطنی کا پتہ اچھی طرح لگایا جاسکتا ہے۔ چنانچہ فقیر کو جن مجالس و محافل دیدیہ میں بیٹھنے کا موقع ملا ان میں سے

حضرت سرکارِ کلاں کی محفل ایک امتیازی شان کی حامل ہو کر اب تک نظروں میں سماتی ہے۔ جب جائے اور جب تک رہیے بس یا تو واقعات صالحین سنتے رہیے کہ جن سے خوفِ خدا، توجہ الی اللہ کا سبق ملتا یا پھر مسکراتے مسکراتے علمی لطائف کبھی بھی کسی مردِ مسلم کی غیبت و برائی تو کیا اسکی طرف اشارہ بھی دیکھنے یا سننے میں نہیں آیا جس سے پتہ چلتا تھا کہ قلب کینہء مسلم سے پاک ہے۔ محفل میں۔۔۔ کوئی ایسا تذکرہ کہ فلاں نے ایسا گھر تعمیر کیا ہے۔ ہم کو بھی کرانا ہے فلاں نے اتنی زمین خرید لی ہے ہمکو بھی خریدنی ہے کبھی بھی سماعت میں نہیں آیا جس سے پتہ چلتا تھا کہ فضول افکار دنیویہ سے دل صاف ہے وغیرہ وغیرہ چنانچہ حضور صدر العلماء میرٹھی علیہ الرحمۃ والرضوان کے بیان کی روشنی میں یہ بات بڑے وثوق سے کہی جاسکتی ہے کہ حضرت سرکارِ کلاں نہ صرف رات کو بیدار ہی ہوتے بلکہ شب بیداری کی لذتوں سے لطف اندوز بھی ہوا کرتے تھے۔ اسکا ایک ظاہری ثبوت انکاروشن و منور چہرہ بھی تھا۔

**برسبیل تذکرہ:** یہاں یہ بات ذکر کرنے کو بھی دل چاہتا ہے کہ نظام شریعت کے مندرجہ بالا بیان کو پڑھ کر اس فقیر راقم الحروف کے دل میں یہ جستجو پیدا ہوئی کہ صاحب تصنیف حضور صدر العلماء میرٹھی علیہ الرحمۃ والرضوان کی تدریسی، تصنیفی، تنظیمی اہم ذمہ داریوں کے علاوہ آپکے اوراد و وظائف نیز دیگر مشاغل کے تعلق سے کچھ تو علم ہے کہ لیل و نهار کی اکثر ساعات اسی میں صرف ہو جاتی بایں ہمہ آپکی نماز تہجد کے بارے میں بھی قدرے معلومات حاصل کر لی جائے۔ بات چونکہ گھر والوں سے متعلق تھی اسی لئے ان کے بیان کو معتبر جان کر سب سے پہلے ان کی صاحبزادی اور اپنی شریک حیات صانحہ اللہ تبارک و تعالیٰ عن جمیع الآفات والبلیات سے دریافت کیا تو کہا! کہ ہاں! اتنا تو ہمیں اچھی طرح یاد ہے کہ اکثر رات میں کسی کے رونے اور گڑگڑانے سے اچانک آنکھ کھل جاتی ذرا سی توجہ دینے سے پتہ چل جاتا کی آواز ابا جان کی ہے۔ اپنے کچھ قریب ہی آرام فرما والدہ ماجدہ کو ہلا کر پوچھتے کہ ابا جان کیوں رورہے ہیں؟ وہ اس کے

جواب میں خاموش رہ کر سو جانے کو آہستہ سے فرماتیں اور اکثر ایسا ہوا کرتا بلکہ کبھی کبھی تو ان کی زیادہ گڑگڑاہٹ سے ڈر سا بھی لگنے لگتا۔ فقیر نے اس کی تصدیق انکے اور اپنے برادر اکبر حضرت مفکر ملت علامہ و مولانا حافظ وقاری سید محمد یزدانی میاں صاحب قبلہ مقیم حال امریکہ سے چاہی تو فرمایا کہ بات صحیح ہے۔ مگر اس بارے میں میرے پاس بھی جو علم ہے وہ والدہ ماجدہ ہی کا بیان کردہ ہے کیونکہ ہم جملہ برادران سوائے سید محمد عرفان میاں سلمہ کے ابا حضور کے وصال مبارک تک نیچے مدرسہ ہی میں رات کو سویا کرتے تھے۔ لہذا اس آہ سحر گاہی اور آوازہ شب زندہ داری کو سننے سے محرومی رہی۔ اگر آپ اس کی تصدیق خود والدہ ماجدہ ہی سے کر لیں تو انب و اولیٰ رہے گا۔ مگر اتنا تو میں بالیقین کہوں گا کہ ابا حضور علیہ الرحمۃ نماز تہجد کو کبھی سفر میں بھی ترک نہ فرماتے۔ میں کیونکہ اکثر حالات سفر میں حضرت کی معیت میں رہتا میں نے بارہا دیکھا کہ قیام گاہ تو قیام گاہ آپ نے کبھی نماز تہجد کو ٹرین کے اندر بھی ترک نہیں فرمایا۔ دیکھا گیا کہ ٹرین چل رہی ہے لوگ سو رہے ہیں اور حضرت نماز تہجد چلتی ٹرین میں ادا فرما رہے ہیں۔ تو ظاہر ہے جب وہ بحالت سفر جس میں بعض فرائض کو بھی قصر کر کے پڑھنے کا حکم ہے۔ نماز تہجد کا اتنا اہتمام فرمایا کرتے تو جب وہ حالت حضر ہوتے ہوئے تو کیسی دل جمعی خشوع و خضوع اور تضرع کے ساتھ ادا فرماتے ہوئے۔

ابتداء ذکر کردہ بیان کی تائید و توثیق کرتے ہوئے انکی والدہ ماجدہ مخدومہ معظمہ افاضنا اللہ تبارک و تعالیٰ بطول حیاتھانے ارشاد فرمایا کہ موسم سرما میں کیونکہ انکے ابا جان دالان کے قریب ہی چھوٹے کمرہ میں آرام فرمایا کرتے تھے اس لئے بوقت تہجد خدا کی بارگاہ میں ان کے رونے کی

نمبر ۱: خیال رہے کہ سنت فجر کے علاوہ جملہ سنن و نوافل کو چلتی ٹرین میں ادا کرنا جائز و درست ہے۔ مگر فرض و واجب اور سنت فجر کو چلتی ٹرین میں ادا کرنا بعض اکابرین علمائے اہلسنت کے نزدیک درست نہیں۔ جبکہ بعض مفتیان اہل سنت ہی نے اس کے جواز کا بھی فتویٰ دیا ہے ان مجوزین میں ایک نام فقیہ اسلام مفتی اعظم پاکستان حضرت علامہ و مولانا مفتی ابوالخیر محمد نور اللہ صاحب نعیمی قادری اشرفی بصیر پوری علیہ الرحمۃ والرضوان کا بھی ہے۔ تفصیلی تحقیق کیلئے دیکھئے فتاویٰ نوریہ (۱۲ منہ غفرلہ)

آواز سے کبھی کبھی یہ بچے اٹھ جایا کرتے تھے مگر موسم گرما میں آرام کیلئے رات کو چھت پر تشریف لے جاتے اسی لئے ان ایام میں تہجد کے وقت کی کیفیت کا علم ہم میں سے کسی کو نہیں ہاں! اتنا ضرور ہے کہ جانے سے پہلے پانی سے بھری ہوئی ایک بالٹی اور پانی سے بھرا ہوا ایک بڑا سا لوٹا چھت پر رکھ دیا جاتا جو استنجے اور وضو کے کام آتا۔ صبح کو یہ برتن خالی ملتے۔ فجر کی اذان سے پہلے نیچے تشریف لاتے نیز اہل خانہ اور جملہ طلبائے مدرسہ کو اپنی کڑک دار آواز اور بوقت ضرورت اپنی پینت (چھڑی) کی گھن گرج سے اٹھایا کرتے۔

قارئین کرام! حضور صدر العلماء میرٹھی علیہ الرحمۃ والرضوان کی پاکیزہ زندگی کے پاکیزہ حالت یوں تو بے شمار ہیں جن کو انشاء اللہ المولیٰ القدر آپ حضرات ان کے گوشہائے حیات پر مشتمل ایک ضخیم کتاب ”حضور صدر العلماء میرٹھی علیہ الرحمۃ حقائق و معارف کی روشنی میں“ کے اندر عنقریب ملاحظہ فرمائیں گے۔

یہ تو ایک ضمنی تذکرہ تھا جو بیان تہجد کے تحت اس غرض سے بیان کر دیا کہ دیگر افادات کے علاوہ کم از کم یہ اشارہ بھی اس سے مل جائے کہ ہمارے اسلاف متقدمین کی طرح ہمارے اکابرین متاخرین بھی قیام الیل کا پابندی سے اہتمام فرمایا کرتے تھے۔ اللہ رب العزت ہم مسکینوں کو بھی اپنے پسندیدہ بندوں کے طریقہء کار پر چلنے کی توفیق رفیق اور اس دولت بے بہا سے بہرہ مند ہونے کی سعادت ابدی نصیب فرمائے (امین بجاہ سید المرسلین ﷺ)

اپنا کیا حال۔ ہے اسلاف کی حالت کیا تھی

اپنی توقیر ہے کیا ان کی وجاہت کیا تھی

## سرکار کلاں اور وصف خوردہ نوازی

خوردہ نوازی بھی ایک بڑا عجیب و غریب وصف ہے۔ جو تالیفِ قلب کی صورت میں تسخیرِ قلب گرویدگی و لگاؤ، الفت و محبت کا سبب بننے کے علاوہ راءفت و عطوت، شفقت و رحمت، صلہ رحمی اور وسعتِ قلبی جیسی دسیوں خوبیوں کو اپنے دامن میں سمیٹے ہوئے ہے۔ بلاشک متمم مکارم اخلاق، معلم کائنات، فخر موجودات یعنی نبی اکرم احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ کے اسوہء حسنہ میں اس وصفِ حسن کی جھلکیاں جا بجا دکھائی دیتی ہیں۔ سیرتِ نبوی کے مطالعہ سے اپنے درِ دل کا مداوا کرنے والے حضرات مذکورہ بات کی تصدیق اچھی طرح کر سکتے ہیں۔

علماء و مشائخ کی بارگاہ کا یہ ادنیٰ خادم اپنے ناقص خیال سے عرض کرتا ہے کہ خوردہ نوازی نہ صرف یہ کہ اصاغر کے اندر آگے بڑھنے کا ہی عزم و حوصلہ پیدا کرتی ہے بلکہ ان کے وجود میں یہ قوی تاثر بھی ودیعت کر دیتی ہے کہ وہ خود بھی اپنے چھوٹوں پر ویسے ہی کشادہ دلی کا اظہار کریں کہ جیسے ان کے بڑوں نے ان پر کیا تھا زمانہء تربیت میں عموماً جن چیزوں سے کوئی شخص دوچار ہو جاتا ہے وہ دل و دماغ پر اپنا اثر چھوڑتی ہیں۔ انڈیا میں ایک پختہ کار حافظ صاحب کو دیکھا کہ انہوں نے ایک طالب علم کو پکڑ کر سبق یاد نہ کرنے کی پاداش میں اس کی جی بھر کر دھنائی کر دی جب تک تھک نہ گئے ہاتھ چلتا ہی رہا۔ طالب علم کے چلے جانے کے بعد ان سے کہا گیا کہ یوں تو آپ کا مارنا بلاشک خیر خواہی اور بھلائی سے خالی نہ ہوگا مگر اتنا کہ آپ خود بھی نڈھال ہو گئے۔ فرمایا! ارے صاحب ہم نے تو اس سے بھی زیادہ مار کھائی ہے تب کہیں جا کر حافظ ہوئے ہیں۔ حالانکہ وہ خود یا ان کے استاذ نہ ہر طالب علم کی ہمیشہ سرزنش کرتے ہوں گے اور نہ ہر طالب علم کو ہمیشہ پیار بھری نظر سے دیکھتے ہوں گے۔ یہ تو طالب علم کی ذکاوت و غباوت ہے۔ ہوشیاری و کند ذہنی یا توجہ و عدم توجہی پر موقوف ہے۔ مگر ایک بات جو زمانہء تربیت میں انکو درپیش ہو چکی تھی وہ مسند تدریس پر بیٹھنے کے بعد یاد رہی کیونکہ مربی کا اثر اختیاری یا غیر اختیاری طور پر قبول کر لیا جاتا ہے

اگر ایک بیٹا ہے تو اس کے باپ کے اخلاق و آداب کا اثر، اگر ایک شاگرد ہے تو اس کے استاذ کے اخلاق و آداب کا اثر، اگر ایک خدمت میں رہنے والا مرید ہے تو اس کے مرشد کے اخلاق و آداب کا اثر عموماً ان کے اخلاق و آداب پر ہو جانا قرین قیاس ہے۔ حضرت سرکارِ کلاں کی تربیت کیسے پاکیزہ ماحول میں ہوئی اور کون کون سے عظیم مربیان کی زیر نگرانی ہوئی اگر سب کا ذکر کیا جائے تو ایک کتاب بن جائے مگر یہاں خاص طور سے فقط دو مربیوں کا ہی ذکر کیا جاتا ہے۔ ایک تو آپ کے حقیقی جد امجد یعنی قدوۃ السالکین، زہدۃ العارفین، پیشوائے اربابِ طریقت، شہباز میدانِ حقیقت، مجمعِ علومِ شریعت و طریقت، مرجعِ علماء و صوفیائے ملت، عارفِ نورانی، محبوبِ رحمانی، شیخ المشائخ حضرت سید شاہ ابوالاحمد محمد علی حسین اشرفی جیلانی قدس سرۃ النورانی ہیں۔ واقعات کی روشنی میں اگر آپ کی حیات کا جائزہ لینا ہو تو حضرت مولانا مفتی محمود احمد صاحب قادری رفاقتی اشرفی کی ترتیب دادہ کتاب ”مخدوم الاولیاء محبوب ربانی“ سے لیا جاسکتا ہے۔ اور اگر دو چار سطروں میں سب کچھ ملاحظہ فرمانا چاہیں تو حضرت صدر العلماء میرٹھی علیہ الرحمۃ کی تصنیف لطیف بشیر القاری شرح بخاری صفحہ ۷۷ کے یہ چند جملے ملاحظہ فرمائیں۔ اربابِ کشف نے فرمایا کہ آپ (حضور اشرفی میاں) حسنِ صوری کے اعتبار سے اپنے جد امجد حضور غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کے شبیبہ تھے اور حسنِ معنوی کے اعتبار سے اولیاءِ کرام میں محبوبیت کے مرتبہ چہارم پر فائز یعنی محبوبِ رحمانی (محبوبِ ربانی) مجددِ مآۃ حاضرہ اعلیٰ حضرت عظیم البرکت مولانا شاہ احمد رضا خان صاحب بریلوی قدس سرۃ القوی کے قلم حقیقت رقم نے اپنے محققانہ انداز میں آپ کے مذکورہ بالا ہر دو حسنِ صوری و معنوی کی جانب رہنمائی کرتے ہوئے اجاگر کیا تھا۔

اشرفی اے رخت آئینہ حسنِ خوباں اے نظر کردہ ۶۷ و پروردہ ۶۵ سہ محبوباں

اور آپ نہ صرف خوردہ نواز تھے بلکہ وہ تو دشمن نواز بھی تھے جیسا کہ کتاب مخدوم الاولیاء

میں واقعات سے کچھ پتہ چلتا ہے۔ چنانچہ ایسے صاحبِ ولایت حضرت کے زیرِ شفقت تقریباً ۲۲

سال تک حضرت سرکارِ کلاں پروان چڑھتے رہے تو بھلا کیوں نہ آپ کے اخلاق و آداب اپنے

عظیم مربی کے اخلاق و آداب کا آئینہ بنے ہونگے۔

اور دوسرے آپ کے استاذِ کریم یعنی مخزنِ علوم و عرفان، منبعِ جود و فیضان، بھرِ قہقہہ، حبرِ صمصام، امام المفسرین، رئیس المناظرین، حضرت علامہ و مولانا قاری حکیم و مفتی سید محمد نعیم الدین امرآبادی علیہ الرحمۃ والرضوان ہیں کہ جن اوصافِ حمیدہ کا ذکر کرتے کرتے خاص طور سے خوردہ نوازی کا تفصیلی تذکرہ حضرت مولانا مفتی عبدالمنان صاحب مبارکپوری اس طرح شروع فرماتے ہیں۔ حضرت (صدر العلماء) سید غلام جیلانی میرٹھی علیہ الرحمۃ کی جنہوں نے شرح جامی تک مراد آباد میں تعلیم حاصل کی۔ فرماتے ہیں میری شادی اس وقت ہو چکی تھی پہلے فرزند ۲ کی ولادت کی اطلاع مراد آباد میں ہی بذریعہ خط موصول ہوئی۔ حضرت صدر الافاضل علیہ الرحمۃ کے مصاحب میں ایک حاجی صاحب (جو آپکی بزم میں ذریعہ تفریح تھے) نے مجھے چھیڑنا شروع

نمبر ۱:- آپ کے مختصر حالات پیچھے حاشیہ میں ذکر کر دیئے گئے ہیں۔ منہ غفرلہ

نمبر ۲:- ان فرزندِ دلہند کا نام سید محمد سمنانی تھا۔ جن کا انتقال حالتِ طفلی ہی میں بمقام میرٹھ ہوا۔ کونسا باپ ہوگا جو کہ اپنے اولین اکلوتے بیٹے کے انتقال کی خبر سن کر بے قرار نہ ہو جاتا ہوگا مگر ایسے نازک موڑ پر بھی آقائی و مولائی حضرت صدر العلماء نے جس ضبط اور صبر و تحمل کی نادر زمانہ مثال قائم فرمائی اور مسندِ تدریس کی توقیر و تعظیم اور اسکے آداب کو جس مجاہدانہ کردار سے اجاگر فرمایا اس کی مثال اس زمانے میں بھی ڈھونڈے سے نہیں ملے گی۔ جس وقت صاحبزادہ کے انتقال کی حضرت صاحب کو اطلاع دی گئی اس وقت آپ حدیث کا درس دے رہے تھے۔ سن کر انا اللہ وانا الیہ راجعون تو ضرور پڑھا مگر فرمایا مولانا اللہ کی امانت تھی جو اسنے لے لی۔ گھر بتا دیا جائے کہ ہم اوقاتِ درس مکمل کر کے آئیے۔ اور کفن و دفن کا انتظام کریں گے۔ اس واقعہ میں عنصرتِ درس کا جو معیار جھلک رہا ہے یقیناً وہ امام مالک و امام اعظم جیسے ائمہ کرام کے آدابِ درس کی یاد دلا رہا ہے۔ مجھے افسوس ہے اور افسوس کے ساتھ شکوہ بھی ہے ملت اسلامیہ کے سوانح نگاروں اور مقالہ نگاروں سے کہ اہلسنت کی نابغہ روزگار ہستی اور اس بطلِ جلیل کا صحیح تعارف اور ان کے ساتھ ابھی تک کیوں نہ کرایا گیا۔ خیر! اللہ رب العزت نے اس کے بعد پھر ایک صاحبزادہ عطا فرمایا تو ان کا نام انہی کے نام پر ”سید محمد سمنانی“ ہی رکھا گیا جو چہرہ مہرہ میں اپنے ابا حضور سے بڑی مشابہت رکھتے تھے۔ ہندوستان کو خیر باد کہہ کر کراچی پاکستان میں رہائش پذیر ہوئے۔ اور ابھی چند سال پہلے وہیں

کیا۔ جیلانی تمہارے لڑکا ہوا ہے، مٹھائی کھلاؤ، اب تم باپ ہو گئے ہو دو ستوں کا منہ میٹھا کرو۔  
 ایک دفعہ حضرت کی بزم میں بھی انہوں نے مجھ سے آہستہ آہستہ یہی کہنا شروع کیا میں  
 حضرت کے آداب میں کچھ بول نہیں سکتا تھا۔ حضرت جی نے حاجی صاحب کی سرگوشی ملاحظہ کی تو  
 پوچھا کیا ہے حاجی صاحب؟ حاجی صاحب نے عرض کیا کہ حضور جیلانی میاں کے یہاں  
 صاحبزادہ تولد ہوا ہے۔ میں ان سے اس کی مٹھائی مانگ رہا تھا۔ آپ نے ہنس کر فرمایا حاجی! آپ  
 بڈھے ہو گئے مگر آپ کو سلیقہ نہیں آیا۔ دادا کی موجودگی میں پوتے کی خوشی کی مٹھائی آپ اس کے  
 باپ سے مانگتے ہو۔ تمہیں مجھ سے کہنا چاہئے تھا۔ کہ حضرت آپ کے پوتا آیا ہے۔ ہم لوگوں کو  
 خوشی کی سوغات ملنی چاہئے۔ یہ فرما کر جیب سے دس روپے کا نوٹ نکالا اور فرمایا جاؤ مٹھائی  
 لاؤ! میں نے دیکھا کہ واقعہ بیان کرتے وقت حضرت مولانا غلام جیلانی میرٹھی عیلہ الرحمۃ  
 والرضوان کی آنکھیں بھیگی ہوئی تھیں اور وہ کہہ رہے تھے کہ عبدالمنان! میں جب تک زندہ رہوں گا  
 حضور صدرالافاضل کی اس شفقت کی لذت کو بھول نہیں سکتا۔ (مقدمہ اطیب البیان صفحہ  
 ۱۵۶-۱۵۷)

دیکھا آپ نے خوردہ نوازی کا حسن تاءثر کہ اپنے زمانے کے امام النھو جانے جانے  
 کے بعد بھی اپنے استاذ کی اس شفقت بھری ادا کو فراموش نہیں فرما رہے ہیں۔ خوردہ نوازی کے  
 روپ میں اس ہمت افزائی سے کیا حضور صدرالافاضل کے عالی مراتب میں کسی مرتبہ میں کمی واقع  
 ہوئی۔ حاشا وکلا ہرگز نہیں بلکہ خود صدرالعلماء پر اس کا کیا اثر مرتب ہوا اور جب خدائے وہاب  
 و متعال نے ان کو یہ منصب عطا فرمایا کہ قوم و ملت کے عظیم صاحب فضل و کمال افراد بحیثیت  
 اصاغر ان کی بارگاہ میں حاضر ہونے لگے تو اس وقت آپ نے اپنے استاذ کی اتباع میں وصف  
 خوردہ نوازی کی جو نادرا لوجود مثالیں قائم کیں ان کا تذکرہ یہاں تو نہیں البتہ انشاء اللہ المولیٰ القدر  
 ان کے حالات زندگی میں ضرور کیا جائے گا۔

ایسے عالی صفات استاذ شفیق کی تربیت میں حضرت سرکار کلاں نے کئی سال گزارے



ظاہر ہے کہ اپنے جد امجد اور اپنے استاذِ کریم کے فیضانِ تربیت سے ضرور مالا مال ہوئے ہونگے! ہوئے ہوں گے کیا بلکہ ہوئے ہی! جیہی تو ان تمام اوصافِ حسنہ کے ساتھ ساتھ کہ جو ایک ربی کامل میں ہونے چاہئیں وصفِ خوردہ نوازی بھی بدرجہء کمال موجود تھا۔ ایسا کہ اسلاف کی یاد تازہ کر جائے کبھی کسی کو دعا دیکر اس کی ٹوٹی ہمت کو سہارا دے دیا کبھی کسی کو کچھ تحفہ دیکر اس کی عزت کو بڑھا دیا کبھی کسی کو امتیازی جملوں سے نواز کر اسکے حوصلے کو بلند کر دیا! بچوں پر وہ شفقت کہ دیکھا کرے کوئی! مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ استاذِ محترم کے چھوٹے سے بڑے صاحبزادے جناب محمد کمال الدین صاحب اشرفی کے ساتھ جن کی عمر اس وقت تقریباً ۶۔۷ سال رہی ہوگی کیسی قابلِ شکر شفقت کا مظاہرہ فرمایا کرتے تھے

اور میں بھلا خود کیسے بھول سکتا ہوں اس عطاءے خروانہ کو! غالباً ۱۹۹۵ء کی بات ہے ضلع شہڈول ایم۔ پی انڈیا میں حضرت ہی کے زیرِ سرپرستی آل انڈیا تاجدارِ سمنان کانفرنس بڑے ہی تزک و احتشام سے منائی جا رہی تھی پورے ایم۔ پی میں جس کی شہرت کا ڈنکا تھا اس وقت یہ فقیر دارالعلوم اہلسنت جبل پور میں مدرسہ کی خدمات پر مامور تھا تو یہ سکر کہ حضور پیر و مرشد اور ساتھ ہی حضرت استاذِ کریم نیز دیگر سادات کچھوچھو مقدسہ شریک کانفرنس ہو رہے ہیں میں نے بھی حاضر ہونے کا ارادہ کیا اور پھر اتفاق سے منتظمین کانفرنس نے دعوتِ خطاب بھی پیش کر دی ظاہر ہے ارادہ کی پختگی کا ایک یہ بھی سبب بن گیا! خیر تاریخ مقررہ پر شہڈول حاضر ہوا اسٹیشن پر ہی سینکڑوں لوگ حضرت کے انتظار میں موجود تھے۔ کچھ ہی دیر بعد آنے والی ٹرین سے حضرت صاحب تشریف لائے۔ اہل عقیدت نے نعرہ بکیر سے پُر جوش استقبال کیا۔ قیام گاہ پر ایسے ہماہمی کے عالم میں دست بوسی کے بعد بڑی مختصر سی ملاقات کا موقع ملا! پتہ چلا کہ حضرت استاذِ محترم تو تشریف نہیں لائے ہیں۔ مگر کیوں؟ کچھ پتہ نہ چل پایا۔ بعد عشاء اسٹیج پر جانا ہو گیا اور ابھی میں تقریر ختم کر کے بیٹھ بھی نہ پایا تھا کہ اسٹیج ہی کے قریب ایک صاحب نے پیغام سنایا کہ حضرت نے آپ کو تقریر کے فوراً بعد قیام گاہ پر یاد فرمایا ہے! یہ اچانک طلہی؟ کچھ بھی سمجھ میں نہ آیا! بہر حال ان

کے ساتھ قیام گاہ پر حاضر ہوا دیکھا کہ مشتاقان دید سے قیام گاہ کے باہر پاؤں رکھنے کی جگہ نہیں۔ قیام گاہ کا دروازہ بند کئے ایک صاحب کھڑے ہیں انہوں نے دیکھا تو اندر جانے دیا اس وقت حضرت اسٹیج پر جانے کیلئے اپنا ایک خاص جبہ زیب تن فرمانے والے تھے۔ غالباً وہ یمنی تھا۔ فقیر کو آتے ہوئے دیکھا تو قریب بلا کر دریافت فرمایا مفتی صاحب سے بھی ملاقات کا شوق رہا ہوگا؟ عرض کی جی حضور! فرمایا ہاں بھائی! وہ ہمارے ہی ساتھ تو آنے والے تھے سیٹ بھی رزرو تھی مگر کیا بتایا جائے کسی وجہ سے وہ پھر ساتھ نہیں آئے۔ اگر وہ آئے ہوتے تو انہیں تو ہم اپنے ساتھ ہی رکھتے اچھا چلو اب تم ہمارے ساتھ ساتھ رہو۔ اپنے ہی ساتھ کار میں بٹھا کر اسٹیج پر جلوہ گر ہوئے اسٹیج علمائے مدھیہ پردیش سے بھرا ہوا تھا یہ وہی اسٹیج تھا کہ صرف دو دن میں پینتیس (۳۵) سے چالیس (۴۰) ہزار تک اہل نعت کو حضرت کے حلقہء ارادت میں داخل ہوتے ہوئے فقیر نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے۔ حضرت نے اپنی خوشی سے معیت میں رکھا یہ بھی میرے لئے خوش بختی کا نشان تھا مگر جو صبح کو جو عطائے بزرگانہ اور خوردنوازی و ذرہ نوازی فرمائی وہ کبھی بھی میرے ذہن و فکر سے اوجھل نہیں ہوگی۔

صبح ناشتہ کے بعد بڑے سے حال میں عالی شان مسند لگی تھی جس پر حضرت سرکار کلاں جلوہ گر تھے اور برابری میں آپ کے ولیعہد شیخ طریقت مدبر ملت حضرت علامہ و مولانا سید محمد اظہار میاں صاحب قبلہ اشرفی جیلانی تشریف فرما تھے۔ اس وقت ہال میں بہت سارے عمائدین شہر، منتظمین کانفرنس اور علماء تشریف فرما تھے۔ عموماً ہوتا ایسا ہے کہ باہر سے آنے والے معزز مہمانوں کو انکی آمد و رفت کے خرچ اور صرف وقت کے پیش نظر منتظمین کچھ نہ کچھ نذر پیش کرتے ہیں۔ کیونکہ یہ کانفرنس حضرت ہی کی زیر سرپرستی منعقد ہوئی تھی اسی لئے منتظمین نے وہ سارے لفافے حضرت ہی کی خدمت اقدس میں پیش کر دئے تھے۔ اور حضرت اپنے دست مبارک سے اسکو تبرک میں تبدیل فرما کر سب کو عطا فرما رہے تھے۔ جب فقیر حقیر سراپا تقصیر کے نام کا لفافہ سامنے آیا تو اس پر لکھنے والے سے لکھنے میں کچھ غلطی ہو گئی تھی پہلے تو اس کو درست کروایا اور پھر اپنے دست مبارک

سے اسے کھول کر اپنی جیب خاص سے اس میں پچاس روپیہ اور زیادہ فرمائے پھر بند کر کے عطا فرمایا اس اعزاز پر جہاں اور حاضرین کو تعجب یا رشک ہوا ہو گا وہیں فقیر کو جو خوشی ہوئی وہ بجائے خود یاد رکھنے کے قابل ہے وہ پچاس روپے کیا تھے؟ گویا ایک عقیدت مند کیلئے بیش بہا دولت تھی اسی لئے اس لفافہ کو محفوظ رکھا ہے جب بھی دیکھتا ہوں تو وہ سارے مناظر ذہن پر تازہ ہو جاتے ہیں۔

## حضرت سرکارِ کلاں کی سرزمین برطانیہ پر آمد

یوں تو حضرت کی تبلیغی مصروفیات کا علم رکھنے والے حضرات اچھی طرح جانتے ہونگے کہ حضرت کو سرزمینِ ہندوستان ہی سے فرصت نہیں ملتی تھی مگر بایں ہمہ آپ نے دیگر ممالک کے بھی تبلیغی دورے فرمائے۔ پاکستان بھی تشریف لے گئے۔ پاکستان کے کن کن شہروں میں آپ نے دورہ فرمایا اسکا تفصیلی علم تو فقیر کو نہیں۔ البتہ مرید کے، لاہور، بصر پور، اوکاڑہ، ساہیوال، پاکپتن شریف، ملتان قصور، فیصل آباد، حیدر آباد، سکھر، کراچی، اسلام آباد اور پاکستان کے بیشتر بڑے شہروں کو اپنے قدم میمنت لزوم سے مشرف فرمایا ادیب شہیر، واقع التحریر، برادرِ طریقت حضرت علامہ مولانا محمد منشاء تائبش قصوری مدظلہ العالی نے فقیر کے نام اپنے ایک مکتوب میں فرمایا ہندوستان و پاکستان کے علاوہ آپ نے شری لنکا، بنگلہ دیش، مارشیش، دبئی، نیپال، ہالینڈ اور انگلینڈ کے بھی دورے فرمائے اور ان دوروں میں بے شمار لوگ آپ کے دامنِ ارادت سے وابستہ ہوئے۔ اللہ رب العزت نے آپ کو ایسا پُر نور اور پُر وقار چہرہ عطا فرمایا تھا کہ اس کی کشش اور انجذاب سے نہ صرف عوام بلکہ خواص بھی آپ کے گرویدہ ہو جاتے۔ چنانچہ جہاں جہاں بھی تشریف لے گئے عوام نے تو اپنی نگاہوں کو فرشِ راہ بنایا اور علماء نے آپ کے تعارف میں اپنے جوہر بیان کو نچھاور فرمایا۔ حضرت سرکارِ کلاں ۱۹۸۵ء کو پہلی مرتبہ انگلینڈ تشریف لائے۔

۱۹۸۵ء کا یہ دور کہ جس میں حضرت کی تشریف آوری ہوئی اس کے حالات کا اندازہ

کچھ ان لوگوں کی زبانی جو اس وقت بھی دینی امور میں دلچسپی رکھتے تھے۔ اور کچھ اس زمانہ کی آڈیو

ویڈیو اکیسٹوں کو سن کر اور دیکھ کر جو ہوا اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اس وقت آج کی طرح نہ اتنے مدارس نہ اتنی عبادت گاہیں تھیں نہ اتنی مساجد نہ اتنے عوام تھے نہ اتنے خواص مگر ہاں جتنے تھے سنا ہے بڑی محبت سے پیش آیا کرتے تھے۔

اس دور میں ترویجِ سنیت کیلئے بنسبت آج کے بڑی مشکلات اور کٹھنائیوں کا سامنا کرنا پڑتا تھا۔ انتہائی تگ و دو، تندہی، جانفشانی اور حد درجہ جدوجہد کی جارہی تھی۔ اپنے نازک دور میں ہندو پاک کے وہ مخصوص علمائے کرام اور مشائخِ عظام کہ جنکو عوام و خواص کی نگاہوں کا مرکزِ علم و عقیدت شمار کیا جاتا تھا ان سب نے بڑی ذمہ داری اور فرض شناسی سے دین و سنیت کی ہر ضرورت کو ہر موڑ پر بحسن و خوبی پورا فرمایا۔ چنانچہ انہیں کی محنت و لگن سے چمن اہلسنت بڑی تیزی سے سرسبز و شاداب ہوتا رہا۔ انہیں جلیل القدر مایہ ناز مشائخِ کرام میں سے سرفہرست ایک نام شیخ الاسلام، مرجع علماء و عوام، رئیس المحققین، شیخ اکامیلین حضرت شیخ طریقت و شریعت علامہ و مولانا مفتی سید شاہ محمد مدنی میاں صاحب قبلہ اشرفی جیلانی کچھوچھوی دامت برکاتہم العالیہ کا ہے۔ جنہوں نے حضرت سرکارِ کلاں کی تشریف آوری سے تقریباً دس (۱۰) گیارہ (۱۱) سال پہلے ہی تشریف لا کر بالخصوص ہندوستانی مسلمانوں میں جو کارہائے انمیاں انجام دئے وہ آج بھی یہاں کے حق گو اور حق پسند ہزاروں لوگوں کے ذہن و فکر پر تازہ ہیں۔

نمبر ۱: خیال رہے کہ ویڈیو بنوانے کے تعلق سے اپنے علمائے اہل سنت کے درمیان خاصا اختلاف ہے۔ ایک گروہ اسکے مطلقاً حرام اور ناجائز ہونے کا قائل ہے جبکہ دوسرا گروہ اس کے مشروط استعمال کا قائل ہے یعنی ثانی الذکر کے نزدیک ناجائز و حرام امور کی ویڈیو بنانا حرام و ناجائز ہے اور جائز و مباح امور کی ویڈیو جائز و درست ہے۔ حضرت مدبر وقت پیرزادہ امداد حسین صاحب قبلہ بانی و مہتمم جامعۃ الکریم ٹونگھم یو۔ کے کی تصدیق کے مطابق نوے (۹۰)۔ پچانوے (۹۵) فی صد علمائے پاکستان عملاً جواز ہی کے قائل نظر آتے ہیں۔ نیز غزالیء دوراں حضرت علامہ سعید احمد کاظمی خلیفہ حضور علی حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان حضرت ضیاء الامت پیر کرم شاہ صاحب ازہری علیہ الرحمۃ، حضرت مناظر اہلسنت مفتی محمد شفیع صاحب اوکاڑوی علیہ الرحمۃ جیسے اکابر جواز ہی کے قائل تھے۔ (دلائل جواز کیلئے "ویڈیو ٹی وی کا شرعی استعمال" ملاحظہ فرمائیں۔ فقط محمد ایوب اشرفی

ایسے ماحول میں حضرت سرکارِ کلاں کی تشریف آوری سے بھی یقیناً سنیت کو بڑی تقویت ملی ہوگی۔ حضرت نے کئی جگہوں پر جلسوں کی صدارت اور جلوسوں کی قیادت فرمائی جس میں لندن، مانچسٹر، بولٹن خصوصیت کے ساتھ قابل ذکر ہیں۔ لندن میں آپ نے صدارت جلسہ کے علاوہ جلوس کی قیادت بھی فرمائی اسی طرح لیسٹر میں بھی جلسہ و جلوس کا اہتمام کیا گیا تھا جس میں آپ نے اعزازی و امتیازی شرکت فرمائی۔ لیسٹر کے اس جلسہ کی ویڈیو کیسٹ کو دیکھا کہ اس میں تلاوت نعت و منقبت کے بعد حضرت علامہ و مولانا محمد شاہد رضا صاحب نعیمی اشرفی خطیب

بقیہ حاشیہ :- عوام و خواص کے سرد اور ٹھہرتے دینی جذبات کو جس حیرت انگیز طریقہ سے جو الالمکھی کی صورت میں تبدیل فرمایا۔

اور مسلک حق اہلسنت کا عظیم الشان ترجمان بن کر اشاعتِ اسلام اور ترویج سنیت کی خاطر برطانیہ کے شہر شہر میں جا کر جس طرح پرچم حقانیت کو بلند فرمایا

نیز تاجدار بریلی یعنی امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی کا اپنے خطابات سے اور تاجدار کچھوچھو کا اپنی مبارک ذات سے جو حسین تعارف کروایا وہ سب بجائے خود تاریخی صفحات پر زریں قلم سے نوٹ کرنے کے لائق ہے۔ ابھی ۱۹۹۹ء میں حضرت شیخ الاسلام کو اس سرزمین پر تشریف لائے ۲۵ سال مکمل ہوئے جس کیلئے اراکین محدث اعظم مشن بلیکبرن پور کے نے جشن سمیں (SILVER JUBILEE) منانے کا اہتمام کیا چنانچہ یہ منتظمین جو ہر سال حضور تاجدار سمنان قدوۃ الکبراء مخدوم سلطان سید اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرۃ النورانی۔ امام الفقہاء و العارفین حضرت شاہ وجیہہ الدین علوی گجراتی اور امام اہل سنت حضرت شاہ احمد خان صاحب فاضل بریلوی رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا اجتماعی طور پر ایک عرص کنگ جار جزہاں بلیکبرن۔ یو۔ کے میں مناتے ہیں تو اسی میں اس جشن سمیں کو بھی ضم کر دیا۔ اس بے علم اور بے ہنر کو بھی عرس کے ساتھ اس پچیس سالہ جشن سمیں پر کچھ بولنے کی ذمہ داری منتظمین نے سونپ دی۔ اپنے دلی جذبات کو جن ٹوٹے پھوٹے الفاظ میں بیان کیا تھا ان کے صرف ایک گوشہ کو یہاں ذکر کئے دیتا ہوں۔

مرے بزرگو! دوستو! آج ہم ان تین بزرگوں! نہیں بلکہ سارے بزرگوں کے فیضانِ کرم سے آپ حضرات کے سامنے ۲۵ سالہ جشن سمیں (SILVER JUMILEE) یعنی جشن عروج اسلام باوج قدوم شیخ الاسلام (۱۹۹۹ء) بھی منانے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں (یہ تاریخی نام ناچیز نے خود اپنی طرف سے تجویز کر لیا تھا)۔ ۲۵ سالہ اس لئے کہا گیا کہ حضرت شیخ الاسلام کو سرزمین برطانیہ پر تبلیغ و ترویج اسلام کی خاطر فرماتے ہوئے

سینٹرل ماسک لیسٹرو سیکرٹری ورلڈ اسلامک مشن یو۔ کے نے بڑے دقیق اور جامع اپنے انداز مخصوص میں خاندان اشرفیہ کچھوچھ مقدسہ کا تفصیلی تعارف کرایا۔ بوقت تعارف حضرت سرکار کلاں اور حضرت شیخ الاسلام اسٹیج پر جلوہ گر تھے۔ بعدہ حضرت شیخ الاسلام نے اپنے خطاب سے نوازا جس کے شروع میں تقریباً پندرہ منٹ حضرت سرکار کلاں کی شخصیت پر بڑے مدلل انداز میں

بقیہ حاشیہ:- تقریباً ۲۵ سال ہوئے۔ اور اس آمدورفت سے برطانیہ کت مسلمانوں کو ایک سچا و صادق مسلمان ہونے کے ناطے کیا عروج ملا، ان کے بے قرار دلوں کو کتنا قرار ملا، ان کے بے چین قلوب کو کتنا چین ملا ان تمام کیفیات کو ہم جیسے بعد میں آنے والے بروجہ اتم کیسے بیان کر سکتے ہیں یا الفاظ کی گرفت میں کس طرح لے سکتے ہیں۔ مگر میرے یا مجھ جیسے کسی کے بتانے کی ضرورت نہیں آپ لوگوں میں سے نہ جانے خود کتنے افراد ہونگے جو ان حسین مناظر کو اپنی آنکھوں سے دیکھ چکے ہونگے جو ان روح پرور محافل و مجالس کی لذتوں کا لطف اٹھا چکے ہونگے۔ وہ خود ہی اپنی فکر و نظر اور اپنے قلب و جگر پر زور دیکر ان ماضی کی یادوں کے نوشتہ کو روشنی میں لائیں اور حال دل کو بزبان خود پڑھ کر سنائیں تو مجھے یقین ہے کہ اس کا مفہوم کچھ اس طرح ہونا چاہیے۔ کہ ہاں! ہاں! یقیناً حضرت شیخ الاسلام کفر و ارتداد کے گھنا ٹوپ اندھیروں کیلئے، شرک و الحاد کی دبیز تاریکیوں کیلئے سرزمین برطانیہ پر دین و اسلام کا چمکتا ہوا سورج بن کر تشریف لائے۔

میرے دوستو! میں بات آج کے اس دور کی نہیں بلکہ اس دور کہ کر رہا ہوں کہ جب یہاں پر اس چمن سنیت کی لہلہاتی بہار کو دیکھنے کا تصور لیکر اس چمن کیلئے زمینوں کو ہموار کیا جا رہا تھا اور ان ہموار زمینوں میں تخم ریزی کر کے اس کی آبیاری کی جا رہی تھی۔ بات اس دور کی ہے جب یہ چمن اپنے لئے تگ و دو، محنت و مشقت کی قربانی مانگ رہا تھا۔ جبکہ اس ابھرتے ہوئے چمن کو کفر و ارتداد، شرک و الحاد، بد مذہبی و بد دینی کے فرق باطلہ اپنے تھیٹروں سے خاکستر کرنے کیلئے قوت آزمائی کر رہے تھے۔ جب! جبکہ اس کے اٹھتے جو بن کو بچانے کیلئے اپنے جوہروں کو لٹایا جا رہا تھا۔ جب! جبکہ اپنی اتنی عبادت گاہیں بھی نہیں تھیں۔ جب! جبکہ شریعت و طریقت کے حسین امتزاج کو دیکھنے کیلئے نگاہیں ترسا کرتی تھیں۔ جب! جبکہ خانقاہی و درسا گاہی نکات سننے کیلئے کان بے چین رہا کرتے تھے۔ جبکہ! اسلامی ضروریات نے اس چمن کی ہر ہر شاخ کو پیاسا بنا دیا تھا تو بلا شک ایسے پیاسے ماحول میں حضرت شیخ الاسلام اس چمن اسلام کیلئے ابر رحمت کا پیغام بن کر تشریف لائے۔ مگر میرے صرف حضرت ہی کا نام لے دینے کا مطلب ہرگز یہ نہیں کہ میں دیگر اولوالعزم حضرات کی خدمات جلیلہ کا انکار کر رہا ہوں۔ نہیں۔ نہیں استغفر اللہ تم استغفر اللہ۔ جس نے بھی دین کی خدمت کی یا کر رہا ہے وہ بالضرور حسب مراتب لائق تعریف و تحسین ہے۔

خطاب فرمایا۔ آخر میں حضرت سرکارِ کلاں نے صلوٰۃ و سلام کا نذرانہ پیش کر کے دعا فرمائی۔  
 اسی طرح جامع مسجد و کٹوریہ پارک مانچسٹر کے عظیم جلسہ کی کیسٹ کو دیکھا جو کہ حضرت  
 مولانا ثار بیگ صاحب سابق خطیب مسجد ہذا کے زیر نگرانی منعقد ہوا تھا۔ اس جلسہ کو یہ امتیاز بھی  
 حاصل ہوا کہ حضرت سرکارِ کلاں نے علمائے کرام کی عرض پر اپنے مخصوص خطاب سے نوازا دیکھنے  
 سے پتہ چلتا ہے کہ مسجد میں علماء کا بھی جم غفیر تھا۔

یوں ہی حضرت بوٹن بھی تشریف لائے۔ جناب الحاج محمد اسمعیل ڈاکٹر اشرفی اور  
 جناب الحاج محمد ادم ولی اشرفی مرحوم کے یہاں قیام ہوا اور جامع مسجد نور الاسلام میں حضرت سرکارِ  
 کلاں کے زیر سیادت حضرت شیخ الاسلام کے زیر خطابت، حضرت محسن اہل سنت پیر سید نورانی بابا  
 علیہ الرحمۃ کے زیر قیادت اور حضرت علامہ مفتی سید محمد شمس الضحیٰ صاحب اشرفی جیلانی کے زیر  
 حمایت اور حضرت مولانا محمد اقبال صاحب قادری امام مسجد ہذا اور حضرت مولانا محمد حنیف صاحب  
 رضوی خطیب سابق جامع مسجد ہذا کی زیر نظامت ایک عظیم الشان جلسے کا انعقاد ہوا۔ دیکھنے سے  
 معلوم ہوتا ہے کہ اس وقت مسجد کی تعمیر مکمل ہو چکی تھی۔ جلسے میں حضرت مولانا حنیف صاحب نے  
 حضرت مولانا محمد اقبال صاحب کی استدعاء پر تلاوت و نعت و منقبت کے بعد سادات کے فضائل  
 و مناقب بالخصوص خاندان اشرفیہ کے فیوض و برکات پر تفصیلی تعارفی بیان کیا۔ اور پھر حضرت شیخ  
 الاسلام مدظلہ العالی نے آیت کریمہ *فلولا فرقة منهم طائفة ليتفقهوا في الدين* پر تاریخی  
 خطاب فرمایا آخر میں حضرت سرکارِ کلاں نے صلوٰۃ و سلام کا نذرانہ پیش کر کے دعا فرمائی۔ اس  
 طرح اور بھی بہت سارے مقامات ہیں کہ جن کی تفصیل معلوم نہ ہو سکی۔

اگرچہ مضمون امید سے زیادہ طویل ہو گیا مگر پھر بھی چلتے چلتے اس مضمون کو زینت  
 دینے کی غرض سے اور تکملہ کے طور پر میں بھی رئیس التحریر حضرت پیر طریقت علامہ و مولانا سید محمد  
 جیلانی میاں صاحب قبلہ اشرفی جیلانی نبیرہ حضور محدث اعظم ہند کے چند ان جملوں کو نقل کر دینا

مناسب سمجھتا ہوں کہ جو آپ نے سرکارِ کلاں کی شان میں تحریر فرمائے۔ آپ فرماتے ہیں ”حضرت شیخ الاسلام (سید محمد مدنی میاں) کی خوش بختی کہ مرشد بھی ملا تو وقت کار و حافی تاجور جس کی ولایت و برگزیدگی کے سامنے وقت کے اکابرین اسلام جبین عقیدت جھکائے آتے ہیں۔ جس کا بچپن دیکھ کر سید العارفین اعلیٰ حضرت اشرفی نے ارشاد فرمایا تھا

”یہ بچہ وقت کا ولیء کامل ہوگا“

پیدائش ۱۳۳۲ء۔ اسے لیکر آج نہ جانے کتنوں نے بچپن اور جوانی دیکھی

لیکن کوئی ایسا نہیں ملے گا جو حضرت سیدنا مختار اشرف کے کسی عمل کو شریعت کے خلاف قرار دے۔ ان کی خلوت و جلوت نشست و برخاست سب میں شریعت کی چھاپ لگی رہتی ہے۔ آج کے اس بحرانی دور میں اگر شریعت و طریقت کا حسین اور مقدس سنگم دیکھنا ہے تو جانشین غوث العالم حضرت سید مختار اشرف کو دیکھ لے۔ ایسی ذات پاک کی نگاہ پاک نے حضرت شیخ الاسلام کو وہ سب کچھ بخش دیا جو ایک مرشد برحق بخشا کرتا ہے۔ بیعت و ارادت کی منزل سے آگے بڑھ کر خلافت کا تاج بھی پہنا دیا۔ (مقدمہ خطباتِ برطانیہ صفحہ نمبر ۱۳، ۱۴ مطبوعہ رضا بک ڈپو دہلی)

حضرت سرکارِ کلاں لگ بھگ بیاسی (۸۲) سال تک اس خاکدانِ گیتی پر تشریف فرما

رہے اور پھر آخر رجب المرجب ۱۴۱۷ھ مطابق ۲۱ نومبر ۱۹۹۶ء بروز جمعرات دوپہر کو آپ کا وصال ہو گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون جس کو سن کر ہر دل آزرده سے یہی آواز نکلی ہوگی

۵۱! ان العلماء وراثۃ الانبیاء کا مصداق کامل جاتا رہا (مادہء تاریخ وصال ۱۹۹۶ء)

دفتر ہستی میں تھی زریں ورق تیری حیات

تھی سراپا دین و دنیا کا سبق تیری حیات (اقبال)

نمبر ۱۔ یہ تاریخ پیدائش کس کی ہے سمجھ میں نہیں آتا۔ یا پھر کتابت کی غلطی ہے اور اس پر عیسوی کا نشان بھی غلطیء کتابت کی تائید کرتا ہے۔ ورنہ تو آپ کا تاریخی نام سن ہجری کے اعتبار سے محمد مختار اور سن عیسوی کے اعتبار سے ”محمد مختار اشرف“ بتایا گیا ہے۔ یعنی (۱۳۱۳ھ - ۱۹۱۴ھ آپ کی تاریخ پیدائش ہے کما تر)



یوں قرآن مجید کی آیت کریمہ رحمت اللہ وبرکاتہ، علیکم اہل البیت (1994ء) سے بھی آپ کی تاریخ وصال ظاہر ہوتی ہے۔ اہل فہم پر روشن ہے کہ اس آیت کریمہ کا مفہوم حضرت کی ذات بابرکات پر کس طرح صادق آتا ہے۔

آسمان تری لحد پر شبنم افشانی کرے سبزہء نور ستہ اس گھر کی نگہبانی کرے (اقبال)  
 قارئین کرام! ایک نہ لکھنے والے کے قلم سے اتنا کچھ بھی لکھا جانا واقعی میں ان کا کرم ہے۔ مگر باوجود یہ سب لکھنے کے مجھے حقیقتاً اعتراف ہے کہ ابھی حضرت کی حیات مبارکہ کے دسیوں گوشے باقی ہیں جن پر گفتگو کا شرف حاصل نہ ہو سکا۔ تاہم مجھے یقین ہے عزت مآب عالی جناب! اعلیٰ مرتبت والا درجات حضرت سید محمد علی میاں صاحب قبلہ اشرفی جیلانی شہزادہ، حضرت سرکارِ کلاں و دیگر شہزادگان و نبیران آنحضرت کی انتھک کوششوں سے اور بالخصوص حضرت علامہ و مولانا پیر سید محمد احسن میاں صاحب اشرفی جیلانی نبیرہ، حضرت سرکارِ کلاں کی عظیم جد جہد سے جلد ہی، حضرت سرکارِ کلاں نمبر، ہزار ہا رعنائیوں کو اپنے دامن میں سمیٹے منصفہ شہود پر جلوہ گر ہوگا۔ اور اس میں حضرت کی حیات و خدمات کے بے شمار گوشوں پر اہل بصیرت کی خامہ فرسائی نظر نواز ہوگی فقیر بے نوا بے حد ممنون و مشکور ہے حضرت علامہ سید محمد احسن میاں صاحب بلیک برن یو۔ کے کا جنہوں نے دوبارہ اس کام کی طرف توجہ دلائی۔ اور اس طرح اس سرزمین پر آنے کے پانچ سال بعد اپنی مانوس مصروفیت کے ساتھ ان غیر مانوس مصروفیات کے ہوتے ہوئے جن سے یہاں کے رہنے والوں کو عموماً پالا پڑتا رہتا ہے اتنا کچھ لکھنے کا موقع ملا۔ دوبارہ اس لئے کہا کہ اس سے پہلے بھی حضرت کے تعلق سے ایک مختصر مضمون بزمانہ، تدریس دارالعلوم نور محمدی دیادہ گجرات ترتیب دیکر ارسال کیا تھا۔ غالباً وہ بھی کہیں موجود ہے۔ مگر کثرت و قلت مطالب کے اظہار اور تطویل و اختصار کے اعتبار سے دونوں فرق رکھتے ہیں۔

آخر میں دعا ہے کہ اے ربِّ غفورٌ رحیم اپنے اس بندہ، عاصی کی مغفرت فرما اور اپنے حبیب کے صدقے مزید سے مزید ترا مویر حسنات میں حصہ لینے کا عزم و حوصلہ عطا فرما۔ (امین)

مرے گرچہ گناہ ہیں حد سے سوا مگر ان سے امید ہے تجھ سے رجا  
تو رحیم ہے ان کا کرم ہے گواہ وہ کریم ہیں تیری عطا کی قسم

فقط! گدائے اشرف سمنان:

محمد ایوب اشرفی شمسی سنبھلی

خادم مسجد نور الاسلام۔ بولٹن۔ یو۔ کے

11-10-2002 مطابق ۴ شعبان ۱۴۲۳ھ بروز جمعہ المبارک

### ماخذ

- |                                  |   |
|----------------------------------|---|
| (۱) قرآن کریم                    | امام المفسرین حضرت علامہ جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ             |
| (۲) تفسیر جلالین                 | رأس المفسرین حضرت علامہ اسماعیل حقی علیہ الرحمۃ                   |
| (۳) تفسیر روح البیان             | شیخ الحدیث حضرت شیخ ولی الدین محمد بن عبد اللہ تبریزی علیہ الرحمۃ |
| (۴) مشکوٰۃ شریف                  | امام اہل سنت اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ                   |
| (۵) کنز الایمان                  | مخدوم الملت حضرت محدث اعظم کچھوچھوی علیہ الرحمۃ                   |
| (۶) معارف القرآن                 | صدر العلماء علامہ سید غلام جیلانی میرٹھی علیہ الرحمۃ              |
| (۷) بشیر القاری                  | صدر الشریعہ حضرت علامہ امجد علی اعظمی علیہ الرحمۃ                 |
| (۸) بہار شریعت                   | فقیر اعظم حضرت علامہ ابوالخیر محمد نور اللہ نعیمی علیہ الرحمۃ     |
| (۹) فتاویٰ نوریہ                 | صدر العلماء علامہ سید غلام جیلانی میرٹھی علیہ الرحمۃ              |
| (۱۰) نظام شریعت                  | حضرت علامہ مفتی عبدالمنان صاحب مبارکپورن                          |
| (۱۱) مقدمہ الطیب البیان          | شیخ الاسلام حضرت علامہ سید محمد مدنی میاں صاحب کچھوچھوی           |
| (۱۲) ویڈیو ٹی وی کا شرعی استعمال | حضرت علامہ و مولانا محمود احمد صاحب مظفر پوری                     |
| (۱۳) مخدوم الاولیاء              | اشرف الشائخ اعلیٰ حضرت اشرفی میاں کچھوچھوی                        |
| (۱۴) تحائف اشرفی                 | امام اہل سنت اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ                   |
| (۱۵) حدائق بخشش                  | استاذ زمن حضرت علامہ حسن رضا بریلوی علیہ الرحمۃ                   |
| (۱۶) ذوق نعت                     | مخدوم الملت حضرت محدث اعظم کچھوچھوی علیہ الرحمۃ                   |
| (۱۷) فرش پر عرش                  | شاعر مشرق علامہ اقبال مرحوم                                       |
| (۱۸) کلیات اقبال                 |   |

نیز کچھ ذاتی یادداشتوں سے بھی سہارا لیا گیا ہے۔

۷۸۶

۹۲

هُوَ الْأَشْرَفُ

وَهُوَ الْعَلِيمُ الْخَبِيرُ

## خطبہء صدارت

آل انڈیا تعلیمی کنونشن کچھو چھو شریف

منعقدہ ۲۷ محرم الحرام ۱۳۹۸ھ مطابق ۸ جنوری ۱۹۷۸ء

از افادات عالیہ

قدوة السالکین، زہدۃ الغارین، عمدة العلماء اکابیلین، اشرف المشائخ حضور

سیدنا و مولانا الحاج محمد مختار اشرف صاحب اشرفی جیلانی

سجادہ نشین آستانہ عالیہ اشرفیہ حسینہ سرکار کلاں

دامت برکاتہم العالیہ ولا زالت فیوضہم القدسیہ

ناشر

انتظامیہ کمیٹی آل انڈیا تعلیمی کنونشن کچھو چھو شریف ضلع فیض آباد (او، پی)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

حضرات علمائے کرام، مشائخ عظام، دانشوران ملت اسلامیہ اور زائرین آستانہ اشرفیہ۔ کوئی صاحب بصیرت اس حقیقت سے بے خبر نہ ہوگا کہ عقل و دانش کا ارتقاء، فکر و نظر کی صحیح تربیت، انسانی کمالات کی تابانی، انسانیت کے نظام تعمیر و تکمیل کا محور اور موجودہ انکشافات و اختراعات اور ایجادات کا سرچشمہ یہی علم و تعلیم ہے علم ہی انسانیت کی وہ منزل ہے جہاں اعلیٰ اخلاق، بلند کردار اور کامل ترین سیرت کی تکمیل ہوتی ہے۔ بہترین ثقافت کا وجود، صحیح معاشرے کی تکوین اور اعلیٰ تمدن کی پیدائش علم و تعلیم ہی کی مرہون منت ہیں۔ اسلام کی نگاہ میں علم و تعلیم دیکھنا ہو تو آئیے نزول قرآن کے پہلے ہی دن اس کی قدروں کو پیش کر دیا گیا۔ اللہ تعالیٰ کی خالقیت و عظمت کا اعلیٰ ترین تصور پیش کرنے کے بعد اگر کسی چیز کا ذکر آتا ہے تو وہ صرف علم و تعلیم کا اور وہ بھی اس دلکش انداز سے کہ نعمت تخلیق کو ”رب“ کی طرف منسوب کیا اور نعمت علم ”رب اکرم“ کی طرف جس نے اس بات کو واضح کر دیا کہ علم رب اکرم کا کرم ہے۔ اس لئے سب سے بڑا کرم ہے ملاحظہ فرمائیے۔ اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ اِقْرَأْ وَرَبُّكَ الْاَكْرَمُ الَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ یَعْلَمْ ترجمہ اپنے رب کے نام سے جس نے پیدا کیا انسان کو جسے ہوئے خون سے پڑھو اور تمہارا رب بڑا کریم ہے جس نے قلم کے ذریعے علم سکھایا انسانوں کو ان باتوں کا علم جو اسے معلوم نہ تھیں۔

اس کے علاوہ قرآن کریم نے علم و تعلیم پر کتنے اسلوب سے اور اس کی اہمیت کس کس انداز سے بیان فرمائی ہے۔ اور اس پر کتنی آیتیں ہیں۔ یہ ایک نہایت وسیع مضمون ہے جس کا خلاصہ بھی اگر پیش کیا جائے تو ایک ضخیم کتاب تیار ہو۔

یہ حقیقت ہر صاحب فہم پر واضح ہے کہ اسلام میں جو سب سے زیادہ ضروری اور اہم حکم ہوتا ہے اسلام اسے فرض کہتا ہے۔ جس کی تعلیم حد سے زیادہ ضروری ہے۔ اور اس سے پہلو تہی کرنا گناہ عظیم ہے۔ اب علم و تعلیم کی قدروں کا اندازہ لگائیے کہ اسلام نے اس کی تحصیل کو فرض کہا

ہے۔ اس لفظ کے سننے کے بعد ہر مسلم دل و دماغ میں یہ بات جم جانی چاہیے کہ تحصیل علم ہماری زندگی کا بہت بڑا فریضہ ہے۔ اگر ہم نے اس سے پہلو تہی کی تو ہم بہت ہی بڑے مجرم ہیں۔

سرور کائنات ﷺ کا ارشاد ہے (علم کی طلب ہر مسلمان مرد و عورت پر فرض ہے)

(علم کے طالب کیلئے ہر چیز دعائے مغفرت کرتی ہے یہاں تک کہ مچھلیاں سمندر میں) نیز

(عالم کیلئے بھی زمین آسمان کی ہر شے حتیٰ کہ مچھلیاں پانی میں دعائے مغفرت کرتی ہیں)

محقق علی الاطلاق شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ المعات میں فرماتے ہیں۔ کہ

مچھلیوں کے ذکر سے اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ آسمان سے پانی علماء کی برکت سے نازل ہوتا

ہے۔ اور مچھلیوں کی زندگی اسی پر منحصر ہے چنانچہ حدیث میں ہے

ترجمہ: علماء کی برکت سے انہیں بارش سے نوازا جاتا ہے اور رزق دیا جاتا ہے۔

کتب و احادیث میں علم و تعلیم اور علماء کی فضیلت و عظمت کے بیان کا اتنا بڑا ذخیرہ ہے

کہ متعدد ضخیم کتابیں تیار ہو سکتی ہیں۔ مگر علم و تعلیم کی اہمیت کو سمجھانے کیلئے جو کچھ بیان کیا گیا ہے اتنا

ہی کافی ہے۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ آخر وہ کون سا علم ہے جو انسانیت کو اس بلند مقام تک پہنچا

دیتا ہے۔ جس کا ابھی ابھی ذکر ہوا؟ کیا یہی طبعی قوتوں کی تسخیر کا علم؟ اور قوانین قدرت اور نظام

فطرت کی دریافت کا جو ان میں کام کر رہے ہیں۔؟ یعنی موجودہ دنیا کا علم جس کے بغیر کوئی قوم اپنا

وجود برقرار نہیں رکھ سکتا

اگر یہی علم ہے تو پھر کیا بات ہے کہ یہ ”مادی طبعی علم“ اختراعات کا ذخیرہ جس قدر مہیا

کرتا جاتا ہے اسی قدر اقوام عالم کی باہم آویزش اور انسانی معاشرے کی تباہی و ہلاکت کا خطرہ

برابر بڑھتا چلا جاتا ہے۔

مجھے کہنے دیجئے کہ علم سے مراد یہ مادی علم نہیں بھلا اس علم سے انسان کی ترقی کیا ہو سکے

گی۔ جس کا نقطہ نظر کم از کم عیش و نشاط کی کام جوئی اور زیادہ سے زیادہ اقوام عالم پر بے محابہ چیرہ

دستی ہے۔ یہی دو باتیں ہیں جن کے گرد اس کی طبعی تحقیقات، فنی اختراعات اور صنعتی ایجادات گردش کر رہی ہیں۔ لیکن ایک علم جو اس کے آگے ہے۔ اس کا نقطہ نظر سیرت سازی ہے اور یہ احساس پیدا کرنا ہے کہ انسان اپنی تمام قوتوں اور قدرتوں کے باوجود خالق کائنات کے سامنے اپنے اعمال کی جواب دہی کیلئے کھڑا ہونے پر مجبور ہے۔ اسے جواب دینا ہوگا کہ اللہ کی نعمتوں سے کیا فائدہ اٹھایا؟ اور ان کا کیا حق ادا کیا؟ انہیں کس طرح اور کس مقصد کے تحت استعمال کیا؟ غلط استعمال سے کائنات پر کیا اثر پڑا؟ اور کیسے نتیجے نکلے؟ یہی علم ہے جو انسان کو انسان بناتا ہے۔ اور اسی کو اسلام علم کہتا ہے۔

قرآن کریم اس علم کا وہ صحیفہء ربانی ہے جس کی تعلیم نے مذاہب کی تاریخ میں ایک نیا باب کھول دی ہے اور ایسا بلند ترین اور عدیم المثال تمدن وجود میں آیا جس کے پورے نظام میں مواخذہ الہی کا خوف اور محاسبہ اہزدی کا لرزادینے والا تصور کام کر رہا تھا۔ اور اس کے پورے وجود میں امانت داری، احتیاط، خدا ترسی، عدل و انصاف، مساوات، خیر خواہی، سچائی، ہمدردی، پاکیزگی، حیا، ارتقاء، ایمان کی پختگی اور مضبوطی کی روح جاری و ساری تھی۔ اس تمدن نے دلوں اور دماغوں کو ایسے صحیح راستے پر لگا دیا تھا کہ روحانی حیات اور مادی زندگی کی متوازن قوتیں ظہور میں آئیں تھیں۔ جس سے زہد و پارسائی، نیکی و حق پسندی، اخلاق و انسانیت کی بنیاد پر طاقتور انقلاب برپا ہوا کہ طاغوت کی بنیادیں ہل گئیں۔ اقوام کا نصب العین بدل گیا اور دنیا زندگی کے غلط اور مضر نظام کے بجائے صحیح نظام اختیار کرنے پر مجبور ہو گئی جس علم سے ایسا زبردست انقلاب پیدا ہوا ہے آج بھی دنیا کو اسی علم کی ہر چیز سے زیادہ ضرورت ہے۔ تاریخ عالم گواہ ہے کہ آج بھی اس علم کا سرچشمہ قرآن مقدس اور رسول اللہ ﷺ کی سنت مبارکہ ہے۔ عقل و انصاف نے ہمیشہ اعلان کیا ہے کہ قرآن و حدیث کی تعلیم وہ ربانی روشنی ہے جس سے ایمان، سچائی، اخلاق اور انسانیت کی شاہراہ ملتی ہے۔ تمام دنیا کو اس شاہراہ پر چلنا ضروری ہے۔ اور یہ قرآن و حدیث کی روشنی ہی میں ممکن ہے اس کے بغیر ہمارا جو قدم اٹھے گا وہ راہ حق سے اور بھی دور ہوتا جائے

گا۔ تاریخ کا اتار چڑھاؤ پکار رہا ہے کہ قرآن و حدیث کی روشنی ہی ہے جو زندگی کو سنوارتی ہے ضمیر میں پاکیزگی کی روح پیدا کرتی ہے۔ پھر اخلاق اور انسانیت کے وہ جوہر ابھرنے لگتے ہیں کہ انسان کائنات کا سب سے قیمتی سرمایہ بن جاتا ہے

### حضرات!

اب سوچئے دل پر ہاتھ رکھ کر سوچئے۔ اور فہم و فراست کا چراغ جلا کر سوچئے کہ قرآن، حدیث اور ان سے متعلق علوم کیلئے مدارس کا قیام، ان کا نظام اور ان کی حیات و بقاء کا اہتمام ہماری زندگی کا کتنا اہم عنصر ہے۔

اسی اہمیت و ضرورت کے احساس کی شدت نے ہر دور میں اس دور کے صالحین کو اس بات پر آمادہ رکھا کہ وہ جگہ جگہ دینی و تعلیمی مراکز قائم کرتے رہیں۔ نیز قائم شدہ مراکز کے فروغ و ارتقاء کیلئے مسلسل جدوجہد کرتے رہیں۔

بجہدہ تعالیٰ کسی بھی دور میں عمائدین و اکابرین اور مخلص و صالحین اپنے اس فریضے سے غافل نہیں رہے بلکہ بعض خانوادے تو ایسے ہیں جن کی دینی، علمی، روحانی اور اخلاقی خدمات کا دائرہ صدیوں کو اپنی آغوش میں لئے ہوئے ہے۔

خانوادہ اشرفیہ ہی کو لے لیجئے۔ جس کا انتساب آٹھویں ہجری کے مجدد اعظم، غوث العالم محبوب یزدانی مخدوم سلطان سید اشرف جہانگیر سمنانی ثم کچھوچھوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ذات بابرکات سے ہے۔ یہ وہ ذات گرامی ہے جو قادریت اور پشتیت کا مجمع البحرین ہے، اور صدیقین اولیا میں جس کا شمار ہے۔ بزم اولیاء میں جس کی مثال اس دو لہے کی سی ہے جس کی بارات میں اس کے اکابرین و اصاغرین اصحاب و یاران اور اساتذہ اور مشائخ سب ہی شریک ہیں۔ لیکن سبھی کی نگاہ محبت و فیضان کا مرکز وہی دولہا ہے۔

حضرت قدوۃ الکبریٰ مخدوم سلطان سید اشرف جہانگیر قدس سرہ کی شہرہ آفاق فطری ولایت و کرامت اس بات سے مستغنی ہے کہ میں اس کا تعارف کراؤں۔ بس مختصر لفظوں

میں ”اشرفی نسبت“ اس کرامت کی طرف آپ کی توجہ لے جانا چاہتا ہوں جو آج تک ہر خاص و عام کی چشم دید ہے۔ غور فرمائیے۔ پانچ صدی سے زیادہ عرصہ گزر گیا اس درمیان میں وابستگان سلسلہ اشرفیہ میں نہ جانے کتنے شیخ الاسلام و المسلمین بے شمار متکلمین و محدثین، کیسے کیسے مخدوم الآفاق افراد گذرے جو اس بات کے بجا طور پر مستحق تھے کہ ان کی نسبت کو اجاگر کیا جاتا اور بعد والے اپنے کو ان سے منسوب کرتے۔ مگر۔ قربان جائیے اس روح سعادت کے جو ان افراد کے رگ و پے میں خون بن کر دوڑ رہی تھی جس نے انہیں مجبور کر دیا کہ وہ اپنی مرکزیت کو مخدوم اشرف کی مرکزیت میں فنا کر دیں اور اس ذات اشرف میں ایسا گم ہو جائیں کہ ذات اشرف سے الگ کر کے ان کو دیکھنا نہ جاسکے۔ اپنی مستقل حیثیت منوانے سے زیادہ بہتر انہیں یہی نظر آیا وہ اپنے مخدوم اشرف کی رائے کرامت میں ایسا چھپالیں کہ ان کی طرف بظاہر بلا واسطہ خود مخدوم اشرف کی طرف انتساب نظر آئے۔

اور نچھاور ہو جائیے ان جلیل القدر افراد کے روحانی تصرفات پر جس نے ان کے وابستگان کے اذہان کی ایسی تطہیر کی کہ ان کے حاشیہ خیال میں بھی یہ بات نہ آسکی کہ وہ اپنی نسبت ان کی طرف کرنے لگیں۔ انتساب کی وحدت نے وابستگان سلسلہ اشرفیہ کو جو وحدت فکر و نظر عطا کی ہے اسے رب کریم کا فضل عظیم سمجھنا چاہیے۔

### حضرات!

اشرفی خانوادے کے اس مختصر تعارف کے بعد آئیے اس کے علمی و دینی اور روحانی خدمات کا جائزہ لیجئے۔

قدوة الکبریٰ مخدوم اشرف قدس سرہ العزیز نے رشد و ہدایت کے مراکز کی تعمیر کیلئے عالم گیر سیاحت کا پروگرام بنایا اور مصر، عراق، شام، روم، ترکستان اور بلاد شرقیہ کے بے شمار علاقوں کو اپنے قدم میمنت لزوم سے نوازا بہتوں سے فیض یاب ہوئے اور بہتوں کو فیض یاب کیا جہاں جہاں گئے علم و ہدایت کے ایسے نقوش چھوڑے جنہیں گردش لیل و نہار آج تک نہ مٹا سکی۔ غیر منقسم



ہندوستان تو آپ کی توجہات اور نوازشات کا خاص مرکز رہا۔ شمالی ہند کو دیکھئے یا جنوبی ہند کو۔ مشرق کی طرف جائیے یا مغرب کی طرف ہر جگہ اشرفی خانقاہیں اور اشرفی آستانوں کے فلک بوس مینارے فیضانِ نکہت نور کرتے اور علم و ہدایت کی روشنی بکھیرتے نظر آئیں گے۔

یہ مخدوم اشرف ہی کا فیضانِ تربیت تھا کہ آپ کے پردہ فرمانے کے بعد بھی آپ کے جلیل القدر و ابستگان آپ کے علمی اور روحانی علم کو آگے بڑھاتے رہے۔ خاص کر آپ کے خانوادے پر آپ کی خاص نگاہِ التفات رہی جس کا ہر دور میں یہ نتیجہ برآمد ہوتا رہا کہ آپ کے خانوادے اور ہر دور کے علماء و مشائخ عوام و خواص کی محبت اور عقیدت کا مرکز بنا رہا۔ اور ہر دور کے صاحبانِ بصیرت اشرفی خاندان کی روحانی برتری کے آگے جو دنیا زلٹاتے رہے مخدوم اشرف کے خانوادے سے محبت ان کی دینی وابستگی صحیح العقیدہ سنی ہونے کی علامت بن گئی۔ اور آپ کی مستقل اقامت گاہ یعنی کچھوچھو مقدسہ کو ہر خاص و عام دین و سنیت کے ایک عظیم مرکز کی حیثیت سے پہچاننے لگے۔

ہر دور میں اس خانوادے میں دو طرح کے لوگ ملتے رہے۔ ایک سالکین دوسرے مجازیب۔ سالکین میں دو قسم کے افراد ہوتے رہے۔ ایک وہ جنہوں نے خانقاہوں کی مقدس فضاؤں میں رہ کر قلوب و ارواح کا تزکیہ و تطہیر اپنا شعار بنا لیا۔ نیز۔ فیضانِ مخدوم اشرف کے دریا میں دھلی ہوئی خطابت سے بستی بستی، صحرا صحرا، محفل محفل گوشہ گوشہ علم و ہدایت کے چراغ روشن کرنے کو اپنی حیات کا منتہائے آرزو قرار دے لیا۔

ہندوستان کی سیر کیجئے جگہ جگہ اشرفی منزل، خانقاہ اشرفی، مدرسہ اشرفیہ، جامعہ اشرفیہ، اشرفی دارالمطالعہ، الجمیۃ الاشرافیہ، ماہنامہ اشرفیہ کے نام سے مختلف دینی مقامات، بے شمار دینی ادارے، لاتعداد دینی تنظیمیں اور کئی ایک دینی اور علمی جرائد اس حقیقت کی نشاندہی کرتے ہیں

اشرف کا دو جہاں میں ہے جھنڈا گڑا ہوا

ہے اشرفی فقیروں کا میلہ لگا ہوا

## حضرات!

مخدوم اشرف کے آستانہ عالیہ کے سایہ میں جامع اشرف کا قیام اسی مخدومی فیضان مسلسل کی ایک کڑی ہے۔ جو میری بے پناہ مسرت و انبساط کا باعث اور میری دیرینہ آرزوؤں کی تکمیل ہے۔ مخدوم اشرف کے آستانے سے بہتر علمی اور روحانی تربیت گاہ دوسری جگہ کیسے میسر آسکتی ہے۔

یہاں اس حقیقت کا اظہار غالباً نامناسب نہ ہوگا کہ آج سے کم و بیش پچپن سال قبل ۱۳۴۰ھ میں میرے جد کریم اعلیٰ حضرت شیخ المشائخ محبوب ربانی مولانا شاہ ابو احمد سید علی حسین اشرفی جیلانی سجادہ نشین سرکار کلاں قدس سرہ کی سرپرستی اور والد محترم حضرت علامہ ابوالمحمود سید شاہ اشرف اشرفی جیلانی ولی عہد سجادہ سرکار کلاں قدس سرہ کے اہتمام کے انصرام میں ”جامعہ اشرفیہ“ کی بنیاد پڑی تھی۔ یہ جامعہ اشرفیہ برسہا برس کتاب و سنت کی ترویج و اشاعت کرتا رہا۔ اسی جامعہ کے شیخ الحدیث، محدث اعظم ہند استاذ گرامی مولانا عماد الدین صاحب، مفتی احمد یار خاں صاحب، علامہ مفتی عبدالرشید خاں صاحب، علامہ سید شاہ محی الدین اشرف اشرفی جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نیز دیگر اکابر علماء مختلف عہدوں میں ہوتے رہے اور یہاں کے فارغ طلباء آج اکابر ملت اسلامیہ میں شمار کئے جاتے ہیں۔ جامعہ اشرفیہ کو مقبول و مستحکم بنانے میں صدر الافاضل حضرت مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی، حضرت مولانا محمد فاخر صاحب الہ آبادی، حضرت مولانا عبدالباری صاحب فرنگی محلی رحمہم اللہ تعالیٰ اجمعین کی مساعی جمیلہ کی بھی ایک طویل داستان ہے۔ مجھے افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ بعض ناگزیر اور غیر اختیاری حالت کے پیش نظر مجھے جامعہ اشرفیہ کو بند کر دینا پڑا تھا۔ لیکن کسے خبر تھی کہ میری ہی زندگی میں ایک ایسا وقت مسعود آئے گا جب جامعہ اشرفیہ کا ارتقاء نیا احیاء جامع اشرف کی صورت میں ظہور پذیر ہوگا۔

دعا گو ہوں کہ مولانا تعالیٰ اس ”جامعہ اشرف“ کو مستقبل کا ایک ایسا عظیم ادارہ بنا دے جہاں سے نکلنے والے طلبہ قرآن فہمی، حدیث دانی اور تفقہ کا ملکہ لیکر نکلیں۔ اور عربی زبان لکھنے اور

بولنے میں انہیں کامل مہارت حاصل ہو جائے۔ آمین یا مجیب السائلین۔

مخدوم اشرف جہانگیر نے اپنے خانوادے کو جو جہانگیری نقطہء نظر دیا ہے اس کا تقاضا یہ بھی ہے کہ جامع اشرف کا نصاب اتنا کامل ہو جو عربی زبان میں مہارت کاملہ کے ساتھ ساتھ دوسری بین الاقوامی زبانوں سے بھی بقدر ضرورت روشناس کرا سکے اور موجودہ زمانے کے جائز تقاضوں کی تکمیل کر سکے تاکہ یہاں کے تربیت یافتہ انسان کا دائرہ رشد و ہدایت محدود نہ رہ جائے۔

آخر میں میں پھر جامع اشرف کے قیام پر اپنی بے پناہ مسرت و انبساط کا اظہار کرتا ہوں کہ مولا تعالیٰ اس ادارے کو وقت کا ایک عظیم ادارہ بنا دے اور اسے دن دوئی اور رات چوگنی ترقی عطا فرماتا رہے اور مومنین کے قلوب کو اس کی طرف مائل کر دے تاکہ وہ اس کے فروغ کو اپنا فروغ اور اس کے ارتقاء کو اپنا ارتقاء تصور کریں۔ آمین



## حضرت سرکار کلاں

### آنکھوں دیکھا حال

لندن سے کچھو چھا ✽ کچھو چھا سے کراچی کا سفر  
حضرت پیر طریقت الحاج ڈاکٹر سید محمد مظاہر اشرف الاشرافی البجیلانی مدظلہ



۲۱ رجب المرجب کو حضرت سرکار کلاں شاہ سید محمد مختار اشرف اشرفی البجیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے ولی عہد علامہ مولانا سید اظہار اشرف اشرفی البجیلانی مدظلہ نے فون پر مجھے فرمایا کہ ڈاکٹر صاحب ابا کا چہلم ابا کے دینا سے رحلت فرمانے کے سلسلے کی آخری رسم دینا ہے اس کے بعد سالانہ عرس تو زندگی بھر منعقد ہوگا دوسرے چہلم والے روز نئے سجادہ نشین کی دستار بندی اور اعلان سجادہ نشینی ہوگا لہذا آپ چہلم میں ضرور شریک ہوں۔ چنانچہ میں نے چہلم میں شرکت کا فیصلہ کر لیا اور لندن سے ہندوستان کا ویزا حاصل کر کے عازم ہندوستان ہونے کا پروگرام مرتب کیا لیکن مصیبت یہ تھی کہ کرمس کی وجہ سے کراچی یا بمبئی کی کوئی سیٹ نہیں مل رہی تھی۔ میرے عزیز دوست اور معتقد ارشد محمود صاحب نے عندیہ ظاہر کیا کہ وہ بھی کچھو چھا شریف میرے ساتھ چلیں گے۔ یوں تو سلیم اشرفی نے بھی لندن سے کچھو چھا شریف جانے کا ارادہ ظاہر کیا تھا لیکن ان کا بلاوا نہیں تھا تو یہ نہ جاسکے۔

ارشد محمود صاحب کی کوشش سے آذربائی جان ایرلینڈ میں ۳ سیٹیں مل گئیں۔ ۲ ان کی اور ان کے بچے کی اور تیسری میری۔ جہاز کو لندن ہیٹھرو ایر پورٹ کی بجائے گیٹ وک ایر پورٹ سے جانا تھا۔ میں لندن سے گیٹ وک اپنے بڑے بیٹے اور چھوٹے بیٹے کے ساتھ پہنچا اور ارشد محمود کے ساتھ مانچسٹر سے گیٹ وک پہنچے جہاز نے ٹھیک وقت پر پرواز کی۔ اس پرواز کو۔۔۔ استنبول باکو ہو کر کراچی آنا تھا۔ تمام انٹرنیشنل فلائٹس ایسا ہی

کرتی ہیں کہ پہلے اپنے ہوم لینڈ جا کر دوسرا جہاز تبدیل کرتی ہیں۔ الا یہ کہ وہ فلائٹ دور کی نہ ہو۔۔۔ بہر حال ہمارا جہاز ۳ گھنٹے بعد استنبول ترکی پہنچا۔ وہاں ایک گھنٹہ ٹھہرا اور ہمیں ٹرانسزٹ کارڈ دے کر باہر جانے کی اجازت دی گئی۔ ہم استنبول ایئر ٹرمینل میں پہنچے۔ جہاں لاؤنج میں بٹھا دیا گیا۔ نہ پانی پینے کو نہ لاؤنج سے باہر جانے کی اجازت۔ غرض ایک گھنٹہ بعد ہم لوگ دوبارہ جہاز میں سوار ہوئے اور پھر جہاز نے پرواز کی۔ یہ جہاز 707 تھا۔ کچھ بہتر تھا۔ ہم استنبول سے ۴ گھنٹے کا سفر طے کر کے باکو پہنچے۔ جہاز حسب طریقہ ٹنل پر لگا لیکن جب جہاز نیچے اترنے لگا تو باکو شہر ایک دیہات یا قصبہ معلوم ہوا اور پھر سب سے نمایاں جو چیز نظر آئی وہ غربت، مفلسی اور بد حالی تھی۔ بلڈنگیں پرانی بوسیدہ اور بغیر رنگ و روغن۔ خیر ہم تقریباً لندن سے کراچی کے لیے 28 مسافر تھے جن میں کچھ مستورات و اطفال صغیر و کبیر بھی شامل تھے۔ جیسے ہی جہاز باکو ایئر ٹرمینل کی ٹنل سے لگا ہر طرف سے آذر بائی جان آرمی نے گھیر لیا۔ جب ہم ایئر ٹرمینل بلڈنگ میں آئے تو کوئی ہماری بولی سمجھنے والا نہ تھا۔ سب روسی زبان بولنے والے تھے۔ یہ انگریزی نہیں جانتے تھے۔ پھر اچانک فوجیوں نے ہمارے ٹکٹ اور پاسپورٹ سب سے لے کر ہم سب کو ایک شیشے کی لاؤنج میں بند کر دیا۔ جہاں نہ ٹائیلٹ اور نہ پینے کا پانی اور نہ کوئی چائے کی کنٹین۔ ایک لیڈیز اور ایک جینٹس کے پیشاب کرنے کی جگہ بنی تھا جو بے انتہا گندی تھی۔ تقریباً 5 گھنٹے ہمارا کوئی پرسان حال نہ تھا بلکہ ہمیں سخت سردی تھی۔ ہر طرف ٹھنڈی ہوائیں چل رہی تھی۔ آخر 5 گھنٹے بعد ہمیں حکم دیا گیا کہ نیچے چلو تیسری منزل سے میٹرھیوں کے ذریعے ہم نیچے آئے۔ سخت ٹھنڈی اور تیز ہوا چل رہی تھی۔ سامنے ایک بس کھڑی تھی۔ جس میں سوار ہونے کا اشارہ کیا گیا۔ جب ہم سوار ہوئے تو بس نہایت گندی تھی۔ دوسرے اس بس میں نہ کواڑ اور نہ ہی کھڑکیوں میں شیشے۔ نہ اور ہیٹ ہینڈل پکڑنے کے۔ یہ بس ہمیں لے کر ایک طویل سفر طے کر کے ایک جہاز تک پہنچی۔ اتفاق سے سب سے پہلا مسافر میں تھا جو سب سے پہلے جہاز کی میٹرھیاں چڑھ کر جہاز میں داخل ہوا تو اندر سیدھی طرف جہاز میں کوئی سیٹ نہیں تھی۔ ایک میدان سا تھا۔ سب یہ حالت دیکھ کر گھبرا گئے کہ جہاز جب اڑے گا تو

پیچھے لڑھک جائیں گئے اور اترے گا تو آگے لڑھک کر جائیں گے لیکن بائیں جانب پردہ نظر آیا جس میں جھانکنے پر کچھ شاید اور سیٹیں نظر آئیں۔ میں نے جلدی سے پردہ ہٹا کر ۳ سیٹوں پر قبضہ کیا۔ میں اور میرے ساتھی جب سیٹوں پر بیٹھے تو سیٹ کی ٹیک پیچھے گر گئی۔ اس طرح تمام سیٹوں کی یہی حالت تھی۔ ہم کسی پر اور کوئی ہم پر یعنی ہم نیم دراز ہو کر اپنی ٹانگوں کو اگلی سیٹ کے نیچے کر کے لیٹ گئے۔ غرض یہ سوچ کر کہ کسی طرح کراچی پہنچیں۔ ہم نے یہ سب کچھ برداشت کیا۔ اچھے اچھے سوٹ والے لندن سے باکو تک پاکستان کر برا بھلا کہتے آئے تھے لیکن الحمد للہ انہیں بھی کراچی کی یاد ستار رہی تھی۔ جہاز جب چلنے لگا تو اس کا ایک پہیہ شاید ٹیڑھا تھا جو بھلنگ کر رہا تھا۔ جہاز ساڑھے پانچ گھنٹے بعد کراچی کے لیے پرواز کر گیا اور ہم سب جہاز میں لیٹے ہوئے ساڑھے تین گھنٹے بعد کراچی آئے۔ جیسے یہ جہاز نے کراچی کی سرزمین کو چھوایا سچ کیا تو تمام پاکستان کو گالیاں دینے والوں نے خوشی سے تالیاں بچائیں۔ اس طرح ہم لوگ لندن سے تقریباً 16 گھنٹے میں کراچی آئے۔

کراچی میں ۲۵ دسمبر کو پہنچا تھا۔ یہاں سے ۲۸ دسمبر کو بمبئی روانہ ہوا اور بمبئی سے ۳۱ دسمبر لکھنؤ پھر کیم جنوری کو ٹیکسی میں کچھو چھا روانہ ہوا۔ ۵ گھنٹے بعد کچھو چھا پہنچا۔ حضرت سرکار کلاں کے متعلقین سے ملا۔ سب گلے لگ کر روئے۔ شام کو خانقاہ حسدیہ سرکار کلاں گیا اور مزار پر انوار پر حاضری دی۔ اس قدر لوگوں کی آمد تھی جیسے حضرت مخدوم سید اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہ کے عرس پر آتے ہیں۔ بسیں، چپیں، ٹرکس، گاڑیاں سب بھر کر آ رہی تھی۔ خانقاہ جو انتہائی وسیع و عریض ہے سب نل تھی۔ راستہ بھرا پڑا تھا۔ چلنے کو جگہ نہ تھی۔ حضرت کے جانشین نے بتایا کہ حضرت سرکار کلاں نے وصال سے ۱۵ روز قبل خانقاہ میں ایک ہفتہ قیام کیا اور اپنی والدہ جن کے پہلو میں آج حضرت کی قبر ہے اسی قبر کی جگہ پر ۵ پارے قرآن پاک کے پڑھے اور پھر بعد ختم قرآن مسرت کا اظہار فرمایا کہ والدہ ماجدہ کو مکمل قرآن سنا دیا پھر گھر کچھو چھا شریف شریف لے گئے جہاں ۲ روز قیام فرمایا اور پھر لوگوں کے اصرار پر لکھنؤ بذریعہ ایسبولینس بغرض چیک اب شریف لے گئے۔ ہسپتال میں ۷ روز قیام کیا۔ کمزوری بہت تھی اور ڈاکٹر حیران تھے کہ مرض ظاہری طور پر کوئی نہ تھا۔ حضرت

اپنے آنے اور ملنے والے علمائے کرام سے فرماتے اب تو ”تشتہی انفسکم“ کا انتظار ہے۔ علماء نے کہا حضور یہ دنیا میں کہاں یہ تو جنت میں ملے گا تو تبسم فرمایا۔ ۹ رجب سے ۲ روز قبل پوچھا آج کیا دن ہے اور تاریخ کیا ہے۔ لوگوں نے بتایا کہ ۷ رجب ہے۔ فرمایا جمعرات ۹ رجب ٹھیک رہے گی۔ ۹ رجب کو سب سے حسب طریقہ مسکرا کر ملے۔ ۱۲ بجے سب کو رخصت کر دیا کہ جاؤ سب لوگ جاؤ۔ ساڑھے بارہ بجے وقت پوچھا پھر استنجاء فرما کر وضو کیا اور پھر ٹھیک ایک بجے اپنے اللہ تعالیٰ سے واصل ہو گئے۔ ادھر روح نے جو ارقدس کی راہ لی ادھر اذان ہوئی۔ سب حیران پریشان تھے کہ ابھی تو استنجاء فرما کر وضو کیا تھا اب نماز ظہر پڑھیں گئے کہ اچانک پلنگ پر لیٹ گئے۔ ایک طویل مسکراہٹ کے ساتھ ”تشتہی انفسکم“ کی تلاش میں ہم سب سے منہ موڑ لیا ”انا للہ وانا الیہ راجعون“ بوقت وصال حضرت کی عمر شریف ۹۲ سال تھی۔ الحمد للہ چلتے پھرتے با وضو دنیا سے کوچ فرمایا۔ حضرت اپنے پوتے علامہ سید محمود اشرف (موجود ولی عہد سجادہ نشین) مہتمم جامع اشرف کو ۲۰ روز قبل الگ کمرہ میں بلا کر سمجھایا تھا کہ تمہارے والد تو سن کر گھبرا جائیں گے۔ تم غور سے اور صبر سے سن لو۔ پھر ایک بکس بتایا کہ اس میں ایک وصیت نامہ ہے اور میرے بعد مہمانوں کے کھانے کے پیسے ہیں۔ کفن تیار رکھا تھا۔ قبر شریف کے لیے کچی بغیر بھٹے کی اینٹیں لگا کر قبر کی جگہ رکھادی تھیں یعنی ایک سال سے تمام تیاری کی جا رہی تھی۔ جب میں گذشتہ ۵ ماہ قبل زیارت کو گیا تھا تو مجھ سے فرمایا تھا کہ میں اب جا رہا ہوں۔ تمام انتظامات کر رکھے ہیں۔ سب کا حصہ بانٹ دیا ہے۔ تمام جائیداد پیسے، کپڑے، کتابیں سب کچھ حسب خواہش اور بمطابق شریعت مطاہرہ و رثاء کو تقسیم فرما دیا تھا۔ جو کچھ نہ کیا اس کے لیے وصیت نامہ لکھ دیا تھا تاکہ کسی قسم کی قباحت نہ ہو اور تنازعہ نہ ہو۔ ایک ماہ قبل تمام لنگر خانے کے برتن، روپے پیسے اپنے جانشین کے حوالے کر دیے تھے اور اس تبرکات خاندانی کی چابیاں بھی عطا فرمادی تھیں اس قدر پاک صاف طریقہ سے دنیا سے کوچ فرمایا کہ دیکھنے اور سننے والے سب کو نصیب ہو۔ دنیا کے تمام جھنجھٹوں سے خود کو ایک سال قبل سے الگ کر لیا تھا۔ ہر روز تیاری ہو رہی تھی۔ ہر چیز تقسیم کی جا رہی تھی۔ نصیحتیں کی جا رہی تھیں۔ فرماتے تھے کہ جب میں سجادہ نشین بنا تھا تو میری عمر صرف ۲۲ سال تھی۔ دادامیاں نے ۱۰ سال میری سرپرستی فرمائی تھی۔

واقعہ یہ تھا کہ جب حضرت سرکار کلاں کی عمر شریف ۱۲ سال تھی تو شہنشاہ خطابت عارف باللہ حضرت علامہ شاہ سید احمد اشرف اشرفی البھیلانی ولی عہد سجادہ نشین آستانہ اشرفیہ کچھوچھا شریف جو حضرت سرکار کلاں کے والد ماجد تھے وہ شہید ہو گئے تو حضرت کے دادا اعلیٰ حضرت اشرفی میاں نے اپنے بیٹے کے چہلم والے روز حضرت سرکار کلاں کو اپنا جانشین اور ولی عہد سجادہ نشین مقرر فرمایا۔ اس وقت اعلیٰ حضرت اشرفی میاں قدس سرہ کی عمر شریف ۸۲ سال تھی تو حاضرین محفل نے دل میں خیال کیا کہ اعلیٰ حضرت نے ایک ۱۲ سال کے لڑکے کو اپنی سحری چراغ زندگی آخری لمحات میں جانشین مقرر فرمایا ہے تو یہ بچہ اتنی بڑی ذمہ داری کیسے سنبھالے گا۔ اعلیٰ حضرت اشرفی روشن ضمیر تھے فوراً لوگوں کے دل کے خطرات کو پکڑ لیا تو بہ آواز بلند فرمایا ”لوگوں ابھی فقیر کے دنیا سے جانے میں ۱۰ سال باقی ہیں اور ان ۱۰ سالوں میں فقیر اپنے جانشین کی سرپرستی پوری ہمت سے کرے گا“ چنانچہ اعلیٰ حضرت نے ۹۲ سال کی عمر شریف میں وصال فرمایا۔۔۔ سرکار کلاں نے سلسلہ۔۔۔ جاری رکھتے ہوئے فرمایا کہ مجھے کچی خانقاہ اور کچی جامع مسجد تبرکات خاندانی کا صندوق ملا تھا اعلیٰ حضرت نے بوقت وصال فرمایا تھا کہ میرا یہ بیٹا کچی مسجد کو شاندار بنائے گا اور کچی خانقاہ کو عظیم الشان خانقاہ بنائے گا اور سلسلہ اشرفیہ کو ایک نئے روپ میں ڈھالے گا۔ فرماتے تھے کہ اعلیٰ حضرت اشرفی میاں نے اپنی دوسری اہلیہ سے پیدا شدہ صاحبزادے حضرت سید مصطفیٰ اشرف اشرفی البھیلانی کی بڑی صاحبزادی سے میرا نکاح کیا اور جب اعلیٰ حضرت اشرفی میاں آخری حج پر تشریف لے گئے تو مدینہ شریف میں دربار رسالت مآب ﷺ کی حاضری کے بعد اپنے ساتھیوں سے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے ایک پوتا عطا فرمایا ہے اور پھر اپنے پوتے کا نام سید اظہار اشرف رکھا۔ اعلیٰ حضرت نے ایک خط ارسال فرمایا کہ بچے کا نام سید اظہار اشرف رکھا ہے۔ اس بچے سے خصوصیات اشرف کا اظہار ہوگا۔ جب یہ خط روانہ ہو کر ایک ہفتہ گزرا تو کچھوچھا شریف سے اعلیٰ حضرت کو خط ملا اور اظہار میاں کے تولد ہونے خبر دی گئی تھی اعلیٰ حضرت کے ساتھیوں نے خط پڑھ کر کہا تھا کہ اس بچے کی پیدائش کی صرف خبر ہی نہیں بلکہ اس بچے کا نام بھی ہم کو ایک ہفتہ قبل معلوم ہو چکا تھا۔ فرماتے تھے الحمد للہ اعلیٰ حضرت اشرفی



میاں کی پیشن گوئی صحیح ثابت ہوئی اور اظہار میاں نے خانقاہ حسنیہ سرکار کلاں میں جامع اشرف قائم کر کے حضرت مخدوم صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے سلسلہ اشرفیہ کے اظہار کا ذریعہ بنا دیا۔ اب تک جامعہ اشرف سے تین ہزار علماء فارغ التحصیل ہو کر دنیا کے مختلف حصوں میں دین اسلام کی تبلیغ میں مصروف ہیں۔ فرماتے تھے کہ میں اور میری پہلی اہلیہ یعنی اظہار میاں کی والدہ ایک ہی دادا کے پوتے اور پوتیاں ہیں۔ اس طرح اظہار میاں کے اعلیٰ حضرت اشرفی میاں حقیقی دادا اور حقیقی نانا ہیں۔ فرماتے تھے کہ میرے دادا نے اپنے ولی عہد کے ولی عہد کو دیکھا تھا اور میں نے اپنے ولی عہد کو نہ صرف دیکھا ہے بلکہ اس کا مثبت کام بھی دیکھا ہے اور اب میں بہت پرسکون جا رہا ہوں کہ خانقاہ حسنیہ سرکار کلاں محفوظ ہاتھوں میں ہے۔ جامع اشرف ماشاء اللہ پوری ترقی پر ہے۔ اس کی پر شکوہ عمارت دین اسلام کی اشاعت اور تبلیغ کا مرکز ہے۔ حضرت سرکار کلاں نے مجھ سے ۵ ماہ قبل کی ملاقات میں فرمایا تھا کہ اظہار میاں ۶۰ سال کے ہو گئے ہیں اور یہ بھی دل کے مریض ہیں لیکن میرا پوتا اور اظہار میاں کا جانشین ماشاء اللہ ہونہار ہے عالم ہے فاضل ہے، نو عمر ہے مدبر ہے اور بڑے صبر والا ہے۔ صحیح حسنی کیفیات کا حامل ہے۔

غرض بعد نماز عصر حسب پروگرام حضرت شاہ سید اظہار اشرف اشرفی البھیلانی کی قیادت میں ایک جلوس خانقاہ کے مرکزی حصے سے حضرت سرکار کلاں قبر شریف پر گل پوشی کے لیے روانہ ہوا۔ یہ منظر قابل دید تھا۔ ہر طرف سرکار کلاں زندہ باد کے فلک شگاف نعرے لگ رہے تھے۔ گلاب کے پھول کچھلا چھا شریف میں نایاب ہے۔ وہاں کی سرزمین پر اکثر گیندے کا پھول اگتا ہے لیکن آج نہ معلوم کہاں سے اس قدر گلاب کا پھول آ گیا تھا کہ خانقاہ کے دروازہ پر ۱۴ دکانیں گلاب کو پھولوں کا مرکز تھیں اور وافر مقدار میں گلاب کا پھول دستیاب تھا۔ چنانچہ تقریباً ۱۰ کلو گلاب کے پھولوں کی چادر حضرت اظہار میاں اشرف کے ہاتھوں چڑھائی گئی۔ فاتحہ خوانی ہوئی اور رقت آمیز دعا کے بعد جب حضرت اظہار اشرف نے پورے خانوادہ اشرفیہ کی جانب سے معافی مانگی کہ حضور ہم سے اس فانی دنیا میں اگر کوئی گستاخی ہوگئی ہو تو حضور اپنے جد کے صدقے معاف فرمادیں۔ اظہار میاں صاحب نے اس قدر دل دوز انداز میں معافی مانگی کہ لوگوں کے دل دھل گئے۔ ہر آنکھ اشک بار تھی۔ ہر

طرف آہ و بکا کی آوازیں بلند ہو رہی تھیں۔ یہ منظر بھی عجیب تھا کہ رضوی اشرفی علماء کی ۱۷ سو کی تعداد نے چہلم سرکار کلاں میں شرکت کی اور گل پوشی کے موقع پر اور حضرت اظہار میاں کی رقت آمیز دعا و معافی مانگنے میں سب ہی شریک تھے۔ اور سب کی آنکھوں میں آنسو تھے۔ یہ سلسلہ تقریباً اذان مغرب تک جاری رہا۔ پھر اذان مغرب پر خانقاہ کے وسیع و عریض جامع مسجد میں نماز ادا کرنے چلے گئے۔ بعد مغرب تمام حاضرین کو فاتحہ خوانی کے بعد لنگر تقسیم کیا گیا۔ لنگر تقسیم کا سلسلہ مغرب سے عشاء اور بعد عشاء تا ۱۱ بجے شب تک جاری رہا حیرت کی بات یہ ہے کہ تمام لنگر شریف کے پیسے سرکار کلاں دے گئے تھے۔ کسی اولاد کو یا مرید کو چندہ کرنے یا اپنی جیب سے خرچ کرنے کی ضرورت نہ پڑی۔ ایک جم غفیر کا کھانا جو تازہ تازہ نان اور بکرے کے گوشت کے قورمہ پر مشتمل تھا سب کو کھلایا گیا۔ کوئی کمی نہ ہوئی، کوئی بھوکا نہ رہا۔

خانقاہ کے بڑے ہال میں جہاں حضرت سرکار کلاں اپنے چاہنے والوں سے بعد فاتحہ عرس شریف حضرت مخدوم سید اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہ تشریف فرما ہو کر ملاقات فرماتے تھے۔ وہاں ہندوستان بیرون ہندوستان سے آئے ہوئے سینکڑوں علمائے کرام جمع تھے اور آپس میں حضرت سرکار کلاں سے متعلق اپنے اپنے تاثرات پیش کر رہے تھے۔ میں نے پہلی بار اس قدر علمائے کرام کا جھمکنا دیکھا۔ بہت سے نام جانتا تھا لیکن ملاقات نہ تھی جو آج ہو گئی۔ تمام خانوادہ اشرفیہ کے مقتدر حضرات تشریف فرما تھے۔ شیخ الاسلام مدنی میاں غازی ملت ہاشمی میاں بہت نمایاں تھے۔ سب سے بڑھ کر یہ منظر قابل دید تھا کہ ہندوستان کی مشہور درگاہوں کے ۲۷ حضرات سجادہ نشین بہ نفس نفیس شرکت کے لیے آئے تھے۔ جن میں سب سے نمایاں اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کے مرکز عقیدت اور پیر و مرشد کی درگاہ کے سجادہ نشین حضرت سید محمد تکی قادری سجادہ نشین خانقاہ نوری برکاتی ماہر ہرہ شریف کی شخصیت تھی۔ حضرت یحییٰ میاں بہت ضعیف ہیں۔ سیاہ پگڑی، جسم پر سیاہ چادر، سرخ سفید چہرہ مبارک اور سفید براؤسی داڑھی عجیب پرکشش شخصیت کے مالک ہیں۔ بہ نفس نفیس تشریف لائے تھے۔ غرض علمائے کرام مشائخ عظام کا جم غفیر تھا بقول علامہ قدیری اشرفی کہ اتنا بڑا

علماء و مشائخ کا اکٹھا ہونا اور سخت سردی کے زمانے میں یہ حضرت سرکار کلاں کی خاص کرامت ہے اور یہ بات حضرت کی شخصیت پر بھرپور روشنی ڈالتی ہے تمام ہی لوگوں سے ملاقات رہی۔ رات کو ۱۱ بجے خانقاہ حسدیہ سرکار کلاں کے وسیع و عریض صحن میں بلکہ درمیانی میدان میں ایک بڑا پنڈال لگایا گیا تھا اور اطراف سے قناتوں سے بند کر دیا گیا تھا کہ کچھو چھا شریف نیپال کے نیچے ہونے کی وجہ سے سخت سردی کی لپیٹ میں تھا تا کہ لوگوں کو سردی سے بچایا جائے۔

یہ پنڈال صحن خانقاہ میں اس مقام پر بنایا گیا تھا جہاں حضرت سرکار کلاں اپنی حیات ظاہری میں عرس مخدومی کے موقع پر جامع اشرف سے فارغ التحصیل طلباء کے سروں پر دستار فضیلت رکھتے تھے اور سند عطا فرماتے تھے۔ یہ اسٹیج مستقل بنا ہوا ہے۔ آج اسی اسٹیج پر دنیا بھر سے آئے ہوئے علماء و مشائخ شریف فرماتے ہیں بلکہ اتنا بڑا اسٹیج چھوٹا پڑ گیا تھا جیسے ہی حضرت سید اظہار اشرف صاحب پورے خاندان اشرفیہ کے مخصوص لباس میں ملبوس اور خاندانی افراد کے جلوس میں اسٹیج پر تشریف لائے تو اسٹیج کی رونق میں مزید اضافہ ہو گیا۔ جلسہ شروع ہوا۔ جامع اشرفی کے ایک قاری طالب علم نے قرأت کی پھر دوسرے طالب علم نے نعت پیش کی۔ پھر ایک آلہ آباد کے شاعر جن سے سرکار کلاں کے حضور منقبت پیش کی اس کے بعد علامہ ہاشمی میاں اشرفی البھیلانی جو اسٹیج سیکرٹری کے فرائض انجام دے رہے تھے۔ یکے بعد دیگرے علمائے کرام کو دعوت خطاب دی۔ علامہ ہاشمی میاں اور علامہ مدنی میاں دونوں شہزادے محدث اعظم ہند حضرت سرکار کلاں کے حقیقی بھانجے ہیں۔ ہاشمی میاں نے انتظام اس طرح کیا تھا کہ ایک عالم اور ایک کسی خانقاہ کا سجادہ نشین ہوتا اس کو دعوت خطاب دیتے اور ساتھ ہی ساتھ وقت بھی بتا دیتے کہ کتنا وقت بولنا ہے کیونکہ اسٹیج پر موجود اور اطراف میں کرسیوں پر پر اجماع علماء و مشائخ سب ہی کچھ نہ کچھ بولنا چاہتے تھے۔ اس مضمون میں اتنی گنجائش نہیں کہ تمام حضرات کے خطاب کے اقتباسات پیش کروں البتہ حضرت شاہ محمد یحییٰ قادری سجادہ نشین ماہرہ شریف کی کچھ گفتگو ضرور پیش کروں گا۔ تقریباً ساڑھے بارہ بجے تک کافی علماء و مشائخ اپنے اپنے تاثرات پیش کر چکے تھے۔ پھر ہاشمی

میاں نے اعلان کیا کہ حضرت شاہ سید محمد یحییٰ قادری برکاتی سجادہ نشین ماہرہ شریف تشریف لاتے ہیں تو مجمع میں ایک جوش پیدا ہو گیا۔ حضرت شاہ یحییٰ میاں بہت سادہ گفتگو فرماتے ہیں لیکن باوقار انداز سے بولتے ہیں۔

آپ نے فرمایا کہ

”ماہرہ شریف اور کچھو چھا شریف چمنستان زہرہ کے گلدستے کی دو شاخیں ہیں۔ ہمارا خون ایک ہے ہمارا دادا ایک ہے ہماری روح ایک صرف ۲ قالب ہیں۔ حضرت نے فرمایا کہ آج تو سائنس نے ترقی کر لی ہے اور خون کا گروپ بھی معلوم ہو جاتا ہے میں اپنے اللہ کو اس کے رسول ﷺ کو گواہ کر کے کہتا ہوں کہ اگر کچھو چھا شریف والے سادات کا اور ماہرہ شریف کے سادات کا خون ٹسٹ کیا جائے تو انشاء اللہ ایک ہی گروپ ملے گا۔ حضرت شاہ یحییٰ مدظلہ نے فرمایا آپ کو معلوم ہے کہ مولانا احمد رضا خان بریلوی کو میرے حضرت قبلہ آل رسول پیر و مرشد مولانا احمد رضا خان کو مولانا سید علی حسین اشرفی میاں اس وقت دعائے آئے جاؤ مولانا علی حسین اشرفی میاں اس وقت دعائے سینفی کے وظیفے میں مصروف ہیں۔ ان کو میرے پاس بلا لاؤ۔ چنانچہ مولانا احمد رضا خان بریلوی میرے حضرت کے حکم کے مطابق اشرفی میاں کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان کو ساتھ لے کر آئے قبلہ آل رسول رحمۃ اللہ علیہ فوراً بے تاب ہو کر مولانا علی حسین اشرفی میاں سے طویل معانقہ کیا اور سلسلہ قادریہ کے تمام تبرکات و خلافت عطا کی اور کہا کہ یہ آپ کا حصہ میرے پاس ہے اور آج کے بعد میرے دنیا میں قیام کے دوران کوئی مجھ سے خلافت نہ لے سکے گا“

حضرت یحییٰ ماہرہ وی مدظلہ کی تقریر بڑی سادہ اور بہت معلوماتی تھی۔ حضرت

کے بعد دیگر سجادہ نشینان علماء نے تقاریر فرمائیں۔ اس طرح یہ جلسہ ہاشمی صاحب کے آخری خطاب کے بعد اختتام کو پہنچا اس وقت رات کے ۲ بجے تھے۔ صلوٰۃ و سلام ہوا۔ دعائے خیر کی گئی۔

دوسرے روز یعنی ۲ جنوری کو صبح ۸ بجے ایک عظیم الشان جلوس کچھو چھا شریف سے حضرت سرکار کلاں کے مزار پر چادریں چڑھانے کے لیے روانہ ہوا۔ تقریباً ڈیڑھ سو چادریں اور ہزاروں جانتاروں کے جلوس کے ساتھ درگاہ شریف پہنچا اور حضرت اظہار میاں نے اس جلوس کا استقبال کیا۔ پھر قبر پر انوار پر چادریں چڑھائی گئیں۔ اس کے بعد تمام ہی حضرات حضرت شیخ ملت سید محمد اظہار اشرف اشرفی جیلانی کو مولانا احمد اشرف ہال میں لے گئے۔ اسٹیج پر تمام خاندان اشرفیہ کے افراد اور سادات ماہرہ شریف کے افراد بیٹھے علماء و مشائخ اطراف میں تشریف فرما ہوئے اور سامنے وسیع ہال میں عوام کا جم غفیر تھا۔ تلاوت کلام پاک سے اجلاس کی کارروائی شروع ہوئی۔ پھر منقبتیں، حمد و نعت کے بعد شروع ہوئیں پھر حضرت شاہ سید محمود اشرف اشرفی الجیلانی موجودہ ولی عہد سجادہ نشین نے اعلان کیا کہ اب حضرت شاہ سید اظہار اشرف کی رسم سجادہ نشینی ادا کی جاتی ہے۔ چنانچہ حضرت سرکار کلاں رحمۃ اللہ علیہ کا عبایا جبہ شریف حضرت شاہ سید مجتبیٰ اشرف خلف اکبر حضرت شاہ سید مصطفیٰ اشرف رحمۃ اللہ علیہ جو اس وقت عمر کے لحاظ سے خاندان میں سب سے بڑے ہیں اور حضرت شاہ سید اظہار اشرف صاحب کے حقیقی ماموں ہیں۔ انہوں نے سرکار کلاں کا جبہ پہنایا پھر حضرت مجتبیٰ اشرف صاحب اور حضرت شاہ یحییٰ ماہرہ شریف والوں نے بعد دیگر سجادگان نے اپنے ہاتھوں میں لے کر تاج اشرفیہ جناب شاہ سید اظہار اشرف صاحب کے سر پر رکھا اور نعرہ تکبیر بلند ہوا اس کے بعد اعلان کیا گیا کہ خاندان اشرفیہ کی رسم کے مطابق تمام خاندانی اور خلفائے اشرفیہ حضرت شاہ سید اظہار اشرف صاحب کو نذر پیش کر کے اپنی وفاداری کا ثبوت دیں۔ چنانچہ تمام خاندانی افراد نے اور خلفاء حضرات نے نئے سجادہ نشین کی خدمت میں نذر پیش کی۔ مفتی محمود اشرفی صاحب بھاگل پوری نے پر جوش نعرے لگوائے اور شاہ سید اظہار صاحب کو شیخ ملت کا خطاب عطا کیا گیا اب شاہ سید اظہار اشرف صاحب جو کچھ دیر پہلے تک ولی عہد سجادہ نشین تھے وہ اب سجادہ نشین ہو گئے اور شاہ سید محمود اشرف

صاحب ولی عہد سجادہ نشین ہو گئے۔ اس کے بعد حضرت سجادہ نشین صاحب کی خدمت میں ہمسرنا گپوری نے تہنیت و منقبت پیش کی۔ صلوٰۃ و سلام کے بعد حضرت سجادہ نشین نے دعائے خیر کی۔ اذان ہو گئی سب نے نماز ظہر ادا کی اور پھر لنگر شریف شروع ہوا جو رات ۸ بجے تک جاری رہا۔ ہزار رہا جانثاران سلسلہ اشرفیہ نے لنگر کھایا۔ باہر میدان میں ہر طرف بسیں، چپیں، گاڑیوں کا منظر قابل دید تھا۔ شاہدین کا قول ہے اور میں خود گواہ ہوں کہ حضرت مخدوم صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے عرس پر اس قدر ہجوم ہوتا ہے جو آج دیکھنے میں آیا۔ لوگ لنگر کھا کر اور حضرت سجادہ نشین کی دست بوسی کر کے اپنے مقامات پر روانہ ہونا شروع ہو گئے۔ راستوں میں چلنے کی جگہ نہ تھی۔ ہر طرف بازار بچے تھے۔ مختلف قسم کی اشیاء فروخت ہو رہی تھیں۔ باہر تندور گڑے تھے۔ ہوٹل بنے تھے جو لوگ خانقاہ میں نہ پہنچ سکے تھے۔ وہ باہر ہوٹلوں سے کھانا کھاتے تھے۔ غرض یہ سلسلہ رات ۸ بجے تک جاری رہا اور لوگ برابر جاتے رہے۔ پھر اندھیرا چھا گیا اور آدھا مجمع جمعہ ادا کرنے کے لیے رک گیا۔ حضرت صاحب سجادہ واپس کچھو چھا شریف تشریف لے گئے۔ جمعہ کی صبح حضرت صاحب سجادہ ۱۰ بجے دوبارہ خانقاہ میں تشریف فرما ہوئے اور پھر نماز جمعہ پڑھا کر دعا فرمائی اس کے بعد باقی ماندہ لوگ بھی روانہ ہو گئے۔ مجھے ایسا محسوس ہو رہا تھا کہ جیسے منیٰ سے حج کے بعد لوگ بھاگتے ہیں۔ اسی طرح لوگ بسوں میں، گاڑیوں میں، اپنی اپنی منزل کو رواں دواں تھے بعد عصر ہم بھی حضرت سجادہ نشین سے مل کر اور انہیں پاکستان آنے کی دعوت دے کر لکھنور روانہ ہوئے۔ حضرت سجادہ نشین نے بعد عرس حضرت مخدوم پاک پاکستان آنے کا وعدہ فرمایا۔

ہم لکھنورات ساڑھے آٹھ بجے (Clark Awad) ہوٹل پہنچے۔ یہ نیکیسی ہم نے روک رکھی تھی۔ میرے ساتھ ارشد محمود صاحب مانچسٹر سے آئے تھے وہ بھی واپس ہوئے۔ ہم ۵ جنوری کو دہلی آئے۔ ۶ کو محبوب الہی اور خواجہ قطب الدین بختیار کاکی کی بارگاہ میں حاضری دی۔ پھر ارشد محمود صاحب کو لال قلعہ دہلی، جامع مسجد دہلی، قطب مینار دکھائے۔ ہندوراج میں ان تمام عمارتوں کی حالت زبوں دیکھ کر افسوس ہوا۔ ہم دہلی میں تاج پیلس نیو دہلی میں ٹھہرے تھے دوسرے روز میں مفتی محمد میاں ثمر صاحب سے ملنے گیا پھر دوسرے روز ہم آگرہ روانہ ہوئے اور تاج دیو ہوٹل میں قیام کیا صرف دن بھر کے لیے۔ ارشد محمود اشرفی

اور ان کے صاحبزادے شکیل اشرفی تاج محل دیکھنے گئے۔

شام کو ہم لوگ براستہ فتح پور سیکری جے پور روانہ ہوئے۔ راستہ میں فتح پور سیکری میں حضرت سلیم چشتی کے مزار پر حاضری دی۔ مسجد میں نماز مغرب پڑھی۔ پھر جے پور رات ۹ بجے پہنچے اور جے محل ہوٹل میں ٹھہرے۔ صبح اجمیر شریف روانہ ہوئے۔ اجمیر شریف میں خاندان اشرفیہ کے وکیل خادم سید مہدی کے ساتھ خواجہ خواجگان کے دربار میں حاضری دی۔ پھر بعد ظہر جے پور ہوتے ہوئے دہلی روانہ ہوئے۔ ۷ گھنٹے میں دہلی تاج پیلس ہوٹل ۱۰ بجے پہنچے۔ دہلی سے ۱۰ جنوری کو P.I.A سے شام کراچی پہنچے۔ اس طرح ہندوستان کا یہ سفر اور سفر چہلم حضرت سرکار کلاں اختتام کو پہنچا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں سرکار کلاں کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔

## آہ! آفتاب اشرفیت حضرت سرکار کلاں



از قلم: الحاج حضرت ڈاکٹر سید محمد مظاہر اشرف الاشرفی البجیلانی مدظلہ امیر حلقہ اشرفیہ (رجسٹرڈ پاکستان)



سب نہیں کچھ لالہ و گل میں نمایاں ہو گئیں  
خاک میں کیا صورتیں ہونگی جو پہناں ہو گئیں

دنیاے آب و گل میں انبیاء علیہم السلام کے علاوہ بہت سے بندگان خدا ایسے گزرے ہیں جنہوں نے اچھی سیرت و کردار و اعمال صالح اور تدبر و معاملہ فہمی کے ایسے انمٹ نقوش چھوڑے ہیں جنہیں زمانہ طویل مدت گزرنے کے باوجود اور کوشش بسیار کے بعد بھی نہ تو فراموش کر سکا اور نہ کر سکے گا ماضی میں کچھ نفوس قدسیہ اور برگزیدہ حضرات ایسے بھی گزرے ہیں جو باوجود علم و عمل کے سنگھم اور عالم اسلام و انسانیت کی خدمات میں ہمہ تن مصروف رہے لیکن سستی و وقتی شہرت کو پسند نہ کیا نام و نمود و نمائش کو اپنی شایان شان خیال نہیں کیا اور وقت کے بدلتے ہوئے حالات کے باوجود وقتی نمائش کا خیال نہ فرمایا۔

جہاں مشرق وسطیٰ کو یہ فخر حاصل ہے کہ وہاں انبیاء علیہم السلام کثرت سے تشریف لائے وہاں برصغیر و ہندو پاک کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ اس خطہ سرزمین پر رہبری اور ہدایت اخروی کے لیے کثیر تعداد میں اللہ کے ولیوں نے دنیا کے مختلف علاقوں اور سمتوں سے اپنے ورود مسعود سے شرف بخشا اللہ کی راہ میں اپنے وطنوں کو اور گھر بار کو ہمیشہ کے لیے خیر باد کہہ کر برصغیر کا رخ کرنے والے سینکڑوں نہیں ہزاروں کی تعداد جن کی گنتی کرنا مشکل ہے۔ اگر داتا گجویری تشریف لائے تو خواجہ اجمیر بھی اسی راہ کے راہی تھے خواجہ نقشبند کے سپاہی اگر اکبر و جہانگیر کے جاہ و جلال کی پرواہ کیے بغیر اللہ کے دین کی تبلیغ اور بھٹکے انسانوں کو راہ دکھاتے



نظر آتے ہیں تو اللہ کے دین کی اشاعت اور ظلمت میں پھنسنے انسانوں کو نور الہی سے منور کرنے کے لیے جاہ و جلال کے مالک صاحب تخت و تاج اپنی سلطنت کو ترک فرما کر فقیری حیثیت میں اللہ کی راہ میں نکل کر ۸۵ لاکھ غیر مسلموں کو کلمہ پڑھاتے نظر آتے ہیں اسی طرح جدھر نظر جاتی ہے ہر طرف اللہ کی نشانیاں بصورت انسان بکھری نظر آتی ہیں۔

مشرق وسطیٰ کو انبیاء علیہم السلام کی پزیرائی کا شرف ضرور حاصل ہے لیکن اس سر زمین میں اللہ تعالیٰ سے بغاوت اور سرکشی کا عنصر موجود ہے۔ انبیاء شریعت لائے لیکن ہر نبی ایک نئی شریعت لے کر آیا اس طرح مختلف انبیاء علیہم السلام کے ماننے والے یا پیروکار مختلف رہے لیکن برصغیر میں اولیاء اللہ کا ورود کوئی مختلف پیروکاروں کے لیے نہیں کسی دوسری شریعت کے اتباع کی تبلیغ کے لیے نہیں بلکہ صرف اور صرف اس آخری نبی کا کلمہ پڑھانے اور اس آخری شریعت کا پرچار کرنے کے لیے تشریف لائے جو کامل و اکمل تھے جو باعث کون و مکاں تھے جن کے بعد کسی نبی کے ورود کا تصور کرنا بھی کفر ہے۔

غرض اولیاء اللہ برابر تشریف لاتے رہے اور اپنے اپنے وقت مقررہ کے مطابق اپنے اپنے طریقہ کے مطابق اشاعت دین کا نہ مٹنے والا مشن چلاتے رہے۔ اس راہ میں ہر قسم کی سختیاں جھیلنے رہے تکالیف برداشت کرتے رہے۔

مشرق وسطیٰ میں حضور نبی اکرم ﷺ کے بعد ایک محبوب نے ولیوں کی سرداری کے ساتھ بغداد میں قیام فرمایا تو برصغیر میں حضور محبوب سبحانی کے بعد اللہ کے دو محبوبوں کا اپنے وطنوں سے نقل مکانی کے بعد قیام نظر آتا ہے ایک حضرت محبوب الہی سلطان نظام الدین بدایونی دہلوی دوسرے حضرت تارک السلطنت محبوب یزدانی مخدوم سلطان سید اشرف جہانگیر سمنانی ہیں۔ سلسلہ نظامیہ حضرت محبوب الہی سے منسوب ہے اور سلسلہ اشرفیہ حضرت مخدوم سلطان سید اشرف جہانگیر سمنانی محبوب یزدانی سے منسلک ہے خاندان عالیہ اشرفیہ کو اس برصغیر میں یہ امتیاز حاصل ہے کہ یہ اولاد غوث اعظم ہے اور صحیح النسب سید ہیں اس کے علاوہ علوم و فنون میں اس خاندان کے افراد نیر تاباں نظر آتے ہیں اور اپنے وضع قطع میں لباس میں گفتار میں رفتار میں ایک انوکھا انداز رکھتے ہیں شاید یہ حضرت محبوب یزدانی کا اپنی معنوی اولاد پر خاص کرم ہے اور توجہ ہے۔

اسی صدی کے اول پیروں میں اعلیٰ حضرت شاہ سید علی حسین اشرفی میاں سرکار  
کلاں آستانہ اشرفیہ کچھوچھا مقدسہ کی ذات گرامی محتاج تعارف نہیں جن کی شکل نورانی کو  
دیکھ کر وقت کے امام اہل سنت اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خان محدث بریلوی قدس سرہ نے  
فرمایا تھا۔

اشرفی اے رخت آئینہ حسن خوباں

اے نظر کردہ پر وردہ سے محبوباں

اور دوسری معروف و مشہور شخصیت حضرت محدث اعظم ہند کچھوچھوی قدس سرہ کی  
تھی جن کو دیکھنے والے اور سننے والے آج بھی موجود ہیں۔

یوں تو خاندان اشرفیہ میں ہر دور میں ایک سے ایک عالم فاضل اور کامل و اکمل اللہ  
کے ولی پیدا ہوتے رہے۔ لیکن مذکورہ بالا دو شخصیات نے انتہائی کمال کی شہرت حاصل کی  
آج میں جس شخصیت کا تعارف لکھ رہا ہوں وہ ایک انوکھی حیثیت کی مالک تھی کم سخن، معاملہ  
فہم، مدبر، منتظم عالم، فاضل کامل، خوب صورت، خوب سیرت، شاہی میں فقیری، جلال و دبدبہ  
کے مالک تھے۔

بریلی شریف اور کچھوچھا شریف ایک روح کے دو قالب ہیں علماء میں اعلیٰ  
حضرت کا نام جب بھی لیا جائے گا تو اعلیٰ حضرت بریلوی ہی ذات قدسی صفات سے نسبت  
ہوتی ہے لیکن صوفیاء میں اعلیٰ حضرت کا لقب شاہ سید حضرت محمد علی حسین اشرفی میاں کو دیا گیا  
تھا، جب بھی بریلی شریف کے خاندان کو کوئی خاندانی تنازع پیش آیا تو کچھوچھا شریف ہی  
سے رجوع کیا گیا اور کچھوچھا شریف کو جب بھی علمی پیاس محسوس ہوتی تو بریلی شریف نے  
بڑھ کر یہ پیاس بجھائی تو میری یادیں اتنی کمزور نہیں ہیں کہ بزرگوں سے سنے ہوئے ان ایک  
جہتی کے مناظر کو فراموش کر جائیں کہ ایک طرف اعلیٰ حضرت اشرفی میاں ریل میں بریلی  
شریف سے گذر رہے ہیں تو سیٹ سے اتر کر کھڑے ہو گئے ہیں پوچھنے پر فرماتے ہیں کہ  
بریلی میں نائب رسول ﷺ اپنی مسند پر اس آل رسول ﷺ کے احترام میں کھڑے  
ہو گئے ہیں تو میں بھی اس نائب رسول ﷺ کے احترام میں کھڑا ہوا ہوں۔

کیا کسی کو یاد نہیں کہ حضرت مفتی اعظم ہند اور شیر بیشہ اہل سنت حضرت مولانا حشمت علی کے درمیان طویل تنازع کو کس نے ختم کر کے ہر دو حضرات کو بغل گیر کیا تھا یہ حضرت محدث اعظم ہند کچھوچھوی کی بھاری بھر کم شخصیت تھی۔

کیا کوئی بھلا سکتا ہے کہ جب حضرت ریحان رضا رحمۃ اللہ علیہ حضرت مولانا اختر رضا مدظلہ کا تنازع عروج پر تھا تو کس نے بڑھ کر ان دونوں شہزادوں میں صلح کرائی ایک رکشہ میں ساتھ بٹھا کر بریلی شریف کے کوچوں میں پھرایا یہ تھے حضرت سرکار کلاں آفتاب اشرفیت مولانا شاہ سید محمد مختار اشرف سجادہ نشین آستانہ اشرفیہ کچھوچھا شریف۔

کیا کوئی یہ بھول سکتا ہے کہ جب حضرت غزالی دوران مولانا سید احمد سعید کاظمی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت محدث اعظم پاکستان مولانا سردار احمد رحمۃ اللہ علیہ میں تنازع طول پکڑ گیا اور سنی ان دو شخصیات کی عقیدت میں بٹنے لگے تھے تو کون تھا وہ شخص جو ان علوم کے پہاڑوں کو ٹکرانے سے بچا سکا یہ تھے حضرت آفتاب اشرفیت شاہ سید محمد مختار اشرف سجادہ نشین آستانہ اشرفیہ کچھوچھا شریف۔ کیا کوئی انکار کر سکتا ہے اس حقیقت سے کہ جب حضرت مفتی اعظم ہند مصطفیٰ رضا رحمۃ اللہ علیہ کا جنازہ تیار ہوا اور نماز جنازہ پر پریشانی ہوئی کہ اتنی اہم شخصیات میں سے جو جنازہ میں شرکت کے لیے آئی تھیں کون نماز جنازہ کی امامت کرے لیکن ایک ذات پر تمام ہی موجود علوم کے کہساروں کا اتفاق ہوا کہ وہ قیادت نماز جنازہ کرے یہ کون تھا۔ یہ حضرت آفتاب اشرفیت شاہ سید محمد مختار اشرف سجادہ نشین سرکار کلاں آستانہ اشرفیہ کچھوچھا مقدسہ تھے۔

کیا کیا یاد کراؤں کیا کیا یاد دلاؤں ایک نہیں سینکڑوں نہیں ہزاروں واقعات اور مثالیں موجود ہیں۔ یہ مثالیں بطور نمونے پیش کی ہیں۔ طوالت مضمون کا فکر ہے اور وقت کی کمی کا احساس ہے ورنہ دل کھول کر یادوں کے دریچوں کو وا کر کے سوئے ہوئے ضمیروں کو جھنجھوڑ کر ہر زبان سے کلمہ اثبات نکلاتا۔ نہیں نہیں کلمہ اثبات تو کچھ نہیں ہر معاصر پیشوا۔ ہر وابستہ علوم سے بہرہ ور دانشوران شاہدین کے قلموں کو جنبش دلاتا لیکن فی الوقت صرف اتنا ہی کافی ہے کہ سرکار کلاں آفتاب اشرفیت کی مختصر سوانح حیات سے آگاہ کروں اعلیٰ حضرت شاہ

سید محمد علی حسین اشرفی البجیلانی سجادہ نشین سرکار کلاں کے خلف اکبر حضرت بحر العلوم عقلیہ و نقلیہ جامع الکلام مولانا شاہ سید احمد اشرف اشرفی البجیلانی کو اللہ تعالیٰ نے ۳۳ دختران اور ایک بیٹے سے نوازا تھا۔ حضرت سید احمد اشرف جو کبھی اعلیٰ حضرت بریلوی قدس سرہ کے ارشاد پر اعلیٰ حضرت کا معراج نامہ پڑھتے تو اعلیٰ حضرت فرماتے کہ نہ ایسا لکھنے والا پیدا ہوگا اور نہ ایسا پڑھنے والا۔ حضرت شاہ سید احمد اشرف رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے علم کی تکمیل پر سرکار مدینہ عالیہ التحیۃ والتسلیم کو خواب میں دیکھا کہ حضور ﷺ ان کے سر پر دستار فضیلت رکھ رہے ہیں آنکھ کھل گئی اپنے مقدر پہ نازاں اپنے والد اعلیٰ حضرت اشرفی میاں کی خدمت میں حاضر ہو کر خواب بیان فرمایا اعلیٰ حضرت اشرفی میاں نے ان کے مستند ہونے کی خبر سنائی اور آقا علیہ السلام کے ہاتھ سے دستار فضیلت پانے پر مبارکباد دی۔ اس دستار فضیلت کی برکت سے مولانا احمد اشرف رحمۃ اللہ علیہ بحر العلوم ہو گئے۔ ایسے خطیب تھے کہ اس دور کا کوئی خطیب ان کے پائے کا نہ تھا۔ حضرت محدث اعظم ہند کچھوچھوی اپنے وقت کے خطیب اعظم تھے لیکن حضرت صدر الافاضل مولانا سید محمد نعیم الدین اشرفی مراد آبادی نے ایک مرتبہ فرمایا تھا کہ اگر کسی کے سر پر پورے بال ہوں تو مولانا احمد اشرف خطابت میں سر کے تمام بال اور ان کے مقابلے میں حضرت محدث اعظم سر کا ایک بال لیکن حضرت مولانا احمد اشرف صاحب رحمۃ اللہ علیہ زیادہ عرصہ زندہ نہ رہے طاعون کی بیماری میں شہید ہو گئے۔ اس وقت ان کے پسماندہ بیٹا صرف ۱۲ سال کے تھے چنانچہ اعلیٰ حضرت اشرفی میاں نے مولانا مرحوم و مغفور کے چہلم پر اپنے کم سن پوتے کی دستار بندی فرما کر اپنا جانشین اور حضرت مخدوم سلطان سید اشرف جہانگیر سمنانی کا ولی عہد سجادہ نشین مقرر فرمایا تو لوگوں نے سوچا کہ اعلیٰ حضرت اشرفی طول العمر ہیں اور ایک کم سن لڑکے کو اتنا بڑا منصب عطا فرما رہے ہیں۔ اعلیٰ حضرت کیونکہ روشن ضمیر تھے فوراً بہ آواز بلند فرمایا ”فقیر کی زندگی کے ابھی دس سال باقی ہیں۔ اپنے اس جانشین کی نودربیت ۱۰ سال تک کروں گا“ چنانچہ اعلیٰ حضرت نے سب سے پہلے وقت کے جید علماء کرام کو جو آپ کے مرید تھے کچھوچھا شریف میں جامع اشرف قائم فرما کر اکٹھا کیا اور اپنے کم سن پوتے کو اس میں علوم دیدیہ سے بہرہ ور کرایا۔ ان علماء کرام میں حضرت مفتی احمد یار خان اشرفی گجراتی کا نام سرفہرست ہے حضرت صدر الافاضل

مولانا سید محمد نعیم الدین اشرفی مراد آبادی اس درس گاہ کے نگران مقرر ہوئے مفتی محمد عمر نعیمی بھی اس کم سن شہزادے کے استادوں میں شامل تھے۔ علوم متداولہ سے فراغت کرا کے مکمل اپنی تربیت میں لے لیا اور پھر دنیا نے دیکھا کہ یہ کم سن شہزادہ جب ۲۲ سال کا تھا تو اپنی پیشگوئی کے مطابق پورے دس سال بعد اعلیٰ حضرت اشرفی میاں نے دار فانی سے کوچ فرمایا۔ اب یہ شہزادہ جو ۲۲ سال کا خوب رونو جوان ہو چکا تھا علم و عمل کا پیکر تھا جس کا نام سید محمد مختار اشرف رکھا گیا تھا اعلیٰ حضرت اشرفی میاں کا جانشین اور حضرت مخدوم سید اشرفی جہانگیر سمنانی کا سجادہ نشین ہو گیا۔ ۱۹۳۵ء سے ۱۹۹۶ء تک کا یہ طویل عرصہ حضرت سرکار کلاں کی زندگی کا المینار روشن باب ہے جس میں قدم قدم پر رہنمائی تدبیر فراست و انتظام کے ان مٹ نمونے ملتے ہیں جو حضرت کے نقش پا پر چلنے والوں کی زندگیاں سدھارنے اور کامیاب بنانے کے لیے کافی ہیں۔

حضرت شاہ سید محمد مختار اشرف سجادہ نشین سرکار کلاں سے میرا تعلق خاندانی فرد و رشتہ داری کے علاوہ روحانی بھی تھا اور یہ تعلق بہت پرانا تھا ۱۹۵۴ء میں حضرت سرکار کلاں کراچی تشریف فرما ہوئے تو میں اپنے اسکول کی چھٹی کے بعد حضرت کی خدمت میں چلا جاتا تھا۔ ان دنوں والد صاحب قبلہ شاہ سید محمد طاہر اشرف صاحب رحمۃ اللہ علیہ ہندوستان کے دورے پر تھے۔ میری آواز کچھ اچھی تھی اور قرأت بہت اچھی کرتا تھا اور نعتیں پڑھتا تو حضرت اکثر مجھے اپنے قریب بیٹھا کر قرأت سنتے تھے اور نعتیں سنتے تھے بلکہ اکثر اپنے ساتھ وہاں بھی لے جاتے جہاں خود مدعو ہوتے۔ میں نے حضرت آفتاب اشرفیت سے مواصلاتی سلسلہ بھی ہمیشہ قائم رکھا۔ حضرت کی یہ خوبی تھی کہ خطوط کا جواب ضرور عطا فرماتے جب میں لندن چلا گیا پڑھائی کے سلسلے میں تو وہاں سے بھی یہ سلسلہ جنبانی جاری رہا بلکہ میرے لندن قیام کے دوران حضرت سرکار کلاں کراچی تشریف لائے اور قبلہ والد صاحب مرحوم مغفور سے اپنی نواسی سے میری نسبت طے فرمادی۔

۱۹۶۳ء میں جب میں کچھو چھا مقدسہ حاضر ہوا تو آستانہ عالیہ اشرفیہ پر ۲۰ روز کا چلا کر آیا پھر حضرت محبوب یزدانی مخدوم سمنانی کی طرف سے بشارت میں دعائے سیفی

شریف عطا ہوئی اور دعائے سیفی شریف کے چلے کا حکم ہوا۔ میں اس سے قبل دعائے سیفی شریف سے ناواقف تھا جب صبح کچھو چھا شریف حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا تو حضرت نے مسکرا کر فرمایا کیا خواب میں کچھ دیکھا ہے میں نے اثبات میں جواب دیا کہ حضرت نے فرمایا ہمیں بھی حکم ہوا ہے کہ تم کو دعائے سیفی نقل کر دی جائے لیکن شرط یہ ہے کہ بغیر حکم بالا کے کسی کو اس کی اجازت نہ دینا پھر حضرت سید اظہار اشرف صاحب کو حکم دیا کہ اعلیٰ حضرت اشرفی میاں کی بیاض خاص لاؤ یہ کتاب دیکھتے ہی میں نے عرض کیا حضور یہی کتاب دکھائی گئی تھی اس کی نقل مکمل کرنے کے بعد حضرت نے مجھے خلافت و اجازت سے نوازا اور اپنی جیب خاص سے مٹھائی منگا کر فاتحہ دی اپنی پیٹی سے خرقة نکال کر پہنایا اور سر پر تاج اپنے ہاتھ سے رکھا۔ اس وقت میں پتلون اور شرٹ میں تھا اور بحیثیت ڈاکٹر صبح شام کچھو چھا شریف کی ڈپنسری میں بیٹھ کر مریض دیکھتا تھا۔ لیکن حضرت کا یہ تاج اشرفیہ پہنانا اور خرقة پوش کرنا تھا کہ میرے دل کی دنیا بدل گئی اور پھر اس وقت سے تا اس ساعت رجوع الی اللہ ہو گیا۔ وظائف نماز روزہ تو پہلے بھی رکھتا تھا لیکن شکل و صورت ہر چیز میں تبدیلی آ گئی۔ یہاں تک کہ جب دوسری بار کچھو چھا شریف حاضر ہوا تو لوگ میری پہلی وضع قطع سے مختلف شکل و شبہات سے پہچان نہ سکے یہ حضرت کی بہت بڑی کرامت تھی۔ حضرت کا مسکراتا ہوا چہرہ بہت سے دکھی دلوں کی شفا کا ذریعہ تھا۔ میں نے کچھو چھا مقدسہ میں ڈھائی ماہ قیام کے چلے کیے اور حضرت کے قریب رہ کر دیکھا اور حضرت کی زبانی ان کی زندگی کے واقعات کو سنا۔ بعض مرتبہ حضرت رات کو ڈھائی بجے تک باہر میرے ساتھ بیٹھ کر گفتگو فرماتے تھے کبھی چیز پر ناگواری محسوس فرماتے تو خاموشی اختیار فرماتے کوئی برا کلمہ کبھی زبان پر نہ لاتے سخاوت کی یہ حالت کے ہزاروں روپیہ خرچ فرماتے اور دل پر فکر فردانہ ہوتا اکثر فرماتے کہ حقوق العباد کا خیال رکھو کیونکہ بندوں کے حقوق غصب کرنے والا بخشنا نہ جائے گا۔ ۱۹۶۶ء میں مجھے حکم فرمایا کہ پاکستان میں اشرفی حضرات لاکھوں ہیں لیکن ان کی کوئی تنظیم نہیں اس لیے تم حلقہ اشرفیہ قائم کرو اور حضرت نے ایک تحریر کے ذریعہ مجھے حلقہ اشرفیہ پاکستان کا امیر مقرر فرمایا۔ جب میں نے حلقہ اشرفیہ پاکستان کا دستور رجسٹرڈ کر لیا تو خط میں مسرت کا

اظہار فرمایا اور تمام اشرفیوں کو حکم دیا کہ حلقہ اشرفیہ سے وابستہ ہو جاؤ حضرت حلقہ اشرفیہ پاکستان کے سرپرست اعظم تھے۔ ۸۸ء میں کراچی میں قیام تھا شیرٹن ہوٹل میں امام احمد رضا کانفرنس منعقد ہوئی تو حضرت کو مہمان خصوصی بنایا گیا۔ جب حضرت کانفرنس میں شرکت کے لیے تشریف لائے تو پنجاب ہائی کورٹ کے چیف جسٹس محبوب نے بڑھ کر دست بوسی کی اور تمام علماء و مشائخ عظام نے کھڑے ہو کر استقبال کیا ایک شخص نے دیکھ کر کہا کہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ انسان نہیں آسمانی مخلوق ہیں۔ حضرت سرکار کلاں حسن و جمال کا مرقع تھے کچھو چھا شریف میں پرانے سب بزرگ اس پر متفق تھے کہ جس قدر والدہ کی وفاداری اور اطاعت گزاری حضرت سرکار کلاں نے کی اتنی شاید ہی کسی نے کی ہو۔ حضرت آفتاب اشرفیت جب سفر پر روانہ ہوتے تو والدہ کی خدمت میں حاضر ہو کر سر پر ہاتھ پھروا کر اجازت لے کر روانہ ہوتے اجازت لینے کا انداز بھی عجیب تھا۔ کپڑے پہن کر تاج اشرفی یا اپنی مخصوص خاندانی ٹوپی اوڑھ کر والدہ کے پاؤں کی جانب تشریف فرما ہوتے اور منہ سے کچھ کہتے۔ والدہ متوجہ ہو کر پوچھتیں ابو سفر کا ارادہ ہے فرماتے ہاں اماں اجازت لینے آیا ہوں فلاں فلاں مقامات کا سفر ہے۔ والدہ صاحبہ کچھ سوچتیں کچھ توقف کے بعد فرماتیں اچھا جاؤ بابو اللہ کے سپرد کیا اعلیٰ حضرت اشرفی میاں اور مخدوم صاحب تمہاری نگرانی فرمائیں گئے۔ تب حضرت والدہ کی دست بوسی فرما کر سر پر ہاتھ پھروا کر باہر تشریف لاتے۔ اسی طرح جب سفر سے واپسی ہوتی جو کچھ حضرت کو سفر میں فتوح ملتیں والدہ کے قدموں پر لا کر رکھ دیتے۔ والدہ اپنی مرضی سے جو عطا فرماتیں وہ لے لیتے باقی والدہ جو کچھ ہوتا اسے پاس رکھتیں اس کے متعلق کبھی درمیان نہ فرماتے۔ والدہ اللہ کی ولیہ تھیں، سخی تھیں، ایک مرتبہ حضرت فرمانے لگے کہ اعلیٰ حضرت اشرفی میاں نے اپنی اس فانی زندگی کے آخری ایام میں مجھے بلا کر فرمایا محمد میاں آج فقیر سے جو مانگنا ہے مانگ لو اور اپنے گلے کی تسبیح میرے گلے میں پہنا دی اور نماز باجماعت پڑھانے کا حکم فرمایا میں نے اعلیٰ حضرت سے عرض کی دادا میاں ہم جو مانگیں گے وہ آپ دیں گے اعلیٰ حضرت اشرفی میاں نے چند ساعت آنکھیں بند کر کے مراقبہ کیا پھر فرمایا فرزند مانگ لو جو چاہو۔ فرماتے تھے کہ میں نے برستہ کہا دادا

میاں میں آپ کو مانگتا ہوں اعلیٰ حضرت نے فوراً جواب دیا فرزند میں نے خود کو تمہیں دیا۔ اب جو کچھ تم کہو گے اور کرو گے وہ سب کچھ میں کروں گا کہوں گا۔ کیونکہ میری روحانیت ہر دم تمہارے ساتھ رہے گی۔ سرکار کلاں فرماتے تھے کہ اب میں جب بھی دعا کرتا ہوں۔ کسی سے جو کچھ کہتا ہوں تو اعلیٰ حضرت کا تصور کر لیتا ہوں اور پھر سب کچھ وہ ہو جاتا ہے جو دعا کرنے والا چاہتا ہے۔

ایک رات میرے پاس دیر تک تشریف فرما رہے تو ایک واقعہ سنایا فرمانے لگے کہ جب پاکستان بنا تو میں دہلی میں تھا۔ دہلی میں قتل و غارت گری شروع ہو گئی ہر طرف خون ہی خون تھا۔ ہندو غنڈے اور سکھ شرنار تھی ننگی تلواریں لے کر ہندو حکومت کی پناہ کے ساتھ مسلمانوں کے گھر لوٹ رہے تھے اور مسلمانوں کا قتل عام کر رہے تھے تو مسلمان اپنے گھروں سے نکل کر پرانے قلعے دہلی میں پناہ گزین ہوئے میں بھی انہی پناہ گزینوں کے ساتھ پرانے قلعے میں آ گیا۔ جب پاکستان جانے کے لیے اسپیشل گاڑیاں روانہ ہو گئیں اور مسلمان مردوزن بچے سوار ہو کر لاہور روانہ ہوئے تو ایک گاڑی میں (ریل میں) میں بھی سوار ہو گیا۔ جب ریل گاڑی امرتسر کے قریب پہنچی تو ہر طرف سے سکھ غنڈوں نے تلواریں لے کر حملہ کر دیا۔ ریل کا انجن الگ کر کے خوب لوٹ مار کی اور سب کو قتل کر دیا ہر طرف چیخ و پکار نے ہوش و حواس غائب کر دیے تھے لیکن ایک عجیب واقعہ اس کے ساتھ یہ بیان فرمایا فرماتے تھے کہ میں نے دیکھا کہ میری بوگی کے ہر دو اطراف سفید گھوڑوں پر سوار کچھ لوگ ننگی تلواریں لیے میری بوگی کی حفاظت کر رہے تھے اور اس طرح سکھ غنڈے میری بوگی میں داخل نہ ہو سکے۔ جب قتل و غارت گری کا بازار ختم ہوا اور ریل دوبارہ لاہور کی طرف روانہ ہوئی تو صرف میری بوگی و لاے سلامت تھے ورنہ تمام ریل کی نوجوان لڑکیوں کو سکھ غنڈے اٹھا کر لے گئے تھے ماں باپ بھائی بچے سب قتل کر دیے گئے تھے۔ یہ ریل جب لاہور پہنچی تو میں اپنا چھوٹا سا بکس لے کر اسٹیشن سے باہر نکلا۔ آنکھوں میں اندھیرا چھا رہا تھا کپڑے میلے ہو چکے تھے کہیں کہیں سے پھٹ گئے تھے فرماتے تھے کہ بس اتنا یاد ہے کہ میں نے تانگے والے سے کہا کادلی دروازے لے چلو اور تانگہ والا دلی دروازہ لے گیا بلکہ



اندرون دلی دروازہ پر انادار العلوم حزب الاحناف کی گلی تک لے گیا۔ میں فوراً دیوانہ وار گلی طے کر کے حزب الاحناف کے مین گیٹ میں داخل ہوا تو مفتی اعظم پاکستان علامہ ابوالبرکات کا سامنا ہوا۔ سیدی ابوالبرکات مجھے اس حالت میں دیکھ کر پریشان ہو گئے پوچھا حضور یہ کیا ہوا میں نے کہا لٹ کر قتل و غارت گری دیکھ کر آیا ہوں سید صاحب میرا داغ پھٹ رہا ہے۔ میرے پاس کپڑے نہیں ہیں۔ فرماتے تھے کہ شاید کپڑے کا بکس گاڑی میں رہ گیا تھا یا کوئی لے گیا تھا۔ میرے پاس صرف تن پر جو کپڑے تھے وہ تھے۔ سید صاحب قبلہ نے فوراً اوپر کمرہ میں انتظام کیا مجھے اپنا تہہ بند پہنا کر سیدھے نل کی ٹوٹی کھول کر اسکے نیچے بٹھا دیا۔ تقریباً ایک گھنٹہ پانی سر پر پڑتا رہا تو ہوش آیا پھر اتنی دیر میں میرے کپڑے دھل کر سوکھ چکے تھے وہ پہنائے اور پھر میں نے انہیں پوری روداد سنائی۔ فرماتے تھے کہ دوسری طرف کچھوچھا شریف میں لوگ پریشان تھے وہلی کے لٹنے اور مسلمانوں کے قتل عام کی داستانیں مختلف شکلوں میں پہنچ رہی تھیں میری والدہ کے سوا سب پریشان تھے لوگوں نے کہا مخدومہ آپ فکر مند نہیں تو والدہ نے فرمایا میرے اعلیٰ حضرت اشرفی میاں کی کوئی پیشنگوئی غلط نہیں ہوئی اعلیٰ حضرت نے فرمایا تھا کہ یہ کچی خانقاہ اور کچی مسجد محمد میاں کی بنا میں گے تو ابھی خانقاہ اور مسجد کچی ہیں لہذا میرا ابو ضرور زندہ ہے اور آ کر اپنا کام مکمل کرے گا۔ فرماتے تھے کہ سید صاحب نے سب سے پہلا کام یہ کیا کہ ریڈیو پاکستان لاہور سے میری لاہور زندہ سلامت آمد کا اعلان کرادیا تو جیسے ہی حضرت صدر الافاضل مولانا سید محمد نعیم الدین اشرفی مراد آبادی نے خبر سنی تو انہوں نے فوراً ایک شخص کو والدہ کی خدمت میں خوشخبری لے کر بھیجا کہ حضرت زندہ سلامت ہیں اور لاہور پہنچ گئے ہیں۔ فرماتے تھے کہ پھر کچھ عرصہ بعد میں نے واپس جانا چاہا تو کرایہ نہیں تھا پھر کراچی گیا وہاں ایک صاحب نے ۳۰۰ روپے قرض دیے تو کلکتہ کا ہوائی جہاز کانٹکٹ لے کے پہلے کلکتہ پھر کچھوچھا شریف پہنچا میرے اس سوال پر کہ وہ جو آ آپ کی بوگی کے ساتھ سفید گھوڑ سوار نظر آ رہے تھے وہ کون تھے تو حضرت نے مجھے بغور دیکھا پھر مسکرا کر فرمایا یہ حضرت مخدوم صاحب کے بھیجے ہوئے محافظ تھے جو انسانی شکلوں میں نظر آ رہے تھے۔

گذشتہ سے پیوستہ سے سال حضرت نے مجھے لکھا کہ میری تمنا ہے کہ آپ ایک بار میری زندگی میں سالانہ عرس شریف میں شرکت کریں یہ خط مجھے لندن میں ملاحظہ شکستہ تھا اور عام طریقے و تحریر سے مختلف تھا۔ میں کیونکہ ہر سال کراچی میں پاکستان کا مرکزی عرس اشرفیہ نمٹا کر حضرت کی خدمت میں حاضر ہوتا تھا لیکن یہ خط پڑھ کر میں نے فوراً پروگرام تبدیل کیا اور کراچی میں پاکستان بھر سے آنے والے مہمانوں کو خبر نہیں کی اور اپنے خلفاء کو پروگرام سے مطلع کر کے انہیں کام سپرد کر کے بعجلت تمام کچھوچھا شریف روانہ ہوا۔ حضرت کو خط کے ذریعہ لندن سے مطلع کر دیا تھا کہ کوشش کر رہا ہوں انشاء اللہ ارادہ ہے کہ اس سال ضرور عرس پر حاضر ہو جاؤں۔ چنانچہ میں اپنے چھوٹے صاحبزادے سید محی الدین محمد اشرف کے ساتھ براستہ دہلی لکھنؤ کچھوچھا شریف گیا ہندوستان میں سخت گرمی تھی شدید تمازت کے ساتھ دھوپ جسم کو کھا رہی تھی۔

لیکن ان تمام تکالیف کو برداشت کرتے ہوئے ہم دونوں لکھنؤ پہنچے تو ٹرین نکل چکی تھی آخر ایک رات کلارک اود ہوٹل لکھنؤ میں قیام کیا اور صبح ۹ بجے کی ٹرین ڈیرہ دوون ایکسپریس سے پہنچے دوپہر ایک بجے اکبر پور پہنچے اور وہاں سے جیپ کے ذریعے کچھوچھا شریف پہنچے حضرت آرام فرما رہے تھے اس لیے حضرت قطب الدین اشرف صاحب کے ہاں چلے گئے کچھوچھا شریف میں تمام خاندانی افراد کے مکانات ایک دوسرے سے یا تو ملے ہوئے ہیں یا قریب قریب ہیں۔ حضرت قطب الدین اشرف صاحب حضرت آفتاب اشرفیت کے حقیقی بھانجے ہیں اور حضرت شاہ محی الدین اشرف عرف اچھے میاں رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادے ہیں۔ یہ سب میرے سرالی رشتہ دار ہیں کچھ دیر وہاں قیام کیا پھر معلوم ہوا کہ حضرت اٹھ گئے ہیں اور نماز عصر سے فارغ ہو کر اپنی نشست گاہ میں تشریف لے آئے ہیں تو تم دونوں حاضری کے لیے حضرت کی خدمت میں گئے۔ اس وقت میری ٹانگ میں بلکہ گھٹنے میں شدید تکلیف تھی اور چھتری کا سہارا لے کر چل رہا تھا جیسے ہی میں دروازے میں داخل ہوا ایک دم حضرت نے دیکھتے ہی بے انتہا مسرت سے فرمایا لو وہ

آگے اور فرط مسرت سے کھڑے ہو گئے اور مجھے زندگی میں دوسری بار اپنے گلے سے چمٹالیا  
طویل معانقہ فرمایا پھر فرمایا آج مجھے آپ کے آنے کی بے انتہا مسرت ہوئی۔ میں نے  
دست بوسی کی صاحبزادے کو پیش کیا حضرت نے فوراً یہ مصرع کہا ”معین الدین اجمیری محی  
الدین جیلانی“ درحقیقت یہ بچہ حضرت کی دعا ہے میرے ہاں چار بچوں کے بعد گیارہ سال  
تک کوئی بچہ نہ ہوا تھا صرف ایک لڑکا تھا اور تین لڑکیاں جب حضرت کراچی میں ہمارے گھر  
تشریف لائے تو اہلیہ نے حضرت سے عرض کی نانا ہمارا صرف ایک بیٹا ہے ہمیں ایک بیٹا اور  
چاہیے ۱۹۸۱ء میں جب اہلیہ بہ سلسلہ زچگی لندن گئیں تھیں تو حضرت کا خط ملا کہ اللہ بیٹا  
عطا فرمائے گا اس کا نام محی الدین رکھنا چنانچہ الحمد للہ بیٹا ہوا اور اس کا نام محی الدین محمد اشرف  
رکھا۔ حضرت نے محی الدین کو اپنی شفقت سے نوازا مجھے لنگڑا کر چلتا دیکھا تو فوراً ایک عمدہ  
عصا عطا فرمایا کہ یہ لے کر چلو تا کہ تمہیں چلنے میں آسانی ہو پھر مجھے اور بیٹے کو گھر میں بھیجا  
اور بہت خوشی سے سب گھر والوں کو آگاہ فرمایا۔ ہمارے لیے کمرہ کھلوایا اور پھر عنایات کی  
بارش شروع ہو گئیں۔ کچھو چھا شریف میں اکثر سرکاری بجلی غائب رہتی تھی تو حضرت نے  
جنریٹر لگوار کھا تھا وہ مسلسل چلتا تھا اندر مستورات میں حضرت کی دو بہوتھیں حضرت کی اہلیہ  
صاحبہ کا ۴ سال قبل انتقال ہو چکا ہے۔ کھانے پینے کا بہترین انتظام تھا پھر لاہور سے حضرت  
کے مرید خاص راحت علی خان اور مسز حمیرہ راحت ڈپٹی کسٹم کلیئر آگئے ان کو بھی احساس  
ہو گیا کہ ڈاکٹر صاحب حضرت کے کوئی خاص رشتہ دار تعلق والے ہیں کیونکہ ہر دم مظاہر میاں  
کا بلاوا آتا تھا۔ خانقاہ میں ہم لوگ ۲۶ محرم کو اپنے تعمیر کردہ کواٹر میں منتقل ہو گئے یہ کواٹر  
حضرت کی وساطت سے ۱۰ سال قبل تعمیر کرایا تھا شدید گرمی تھی لیکن خانقاہ میں جنریٹر اور  
ٹیوب ویل کی وجہ سے پانی بجلی کا بہترین انتظام تھا عرس میں اکثر لاؤڈ اسپیکر پر اعلان ہوتا  
کہ ڈاکٹر مظاہر اشرف صاحب جہاں ہوں سرکار کلاں کے کمرہ پر تشریف لے آئیں حضرت  
یاد فرما رہے ہیں اس طرح خانقاہ میں قیام پذیر لوگ اور بیرون و اندرون ملک سے آنے

والے تمام مہمانوں کو ڈاکٹر مظاہر اشرف کا نام یاد ہو گیا اکثر ملاقات کو آتے تے کہ حضرت کو آپ سے خاص لگاؤ ہے۔ تبرکات کی زیارت اور پھر لباس غوثیہ کے زیب تن کے ہر مرحلے میں مجھے قریب رکھا دعائے خاص میں تخت پر برابر بیٹھایا اور سب سے بڑھ کر یہ کہ ایک انگرکھایا زردی یہ ایک خاص لباس ہوتا ہے جو حضرت مخدوم صاحب کے خرقہ کے نیچے پہنا جاتا ہے اس پر لباس غوثیہ ہوتا ہے یہ بعد میں تبرک کے طور پر تمام لوگوں میں پھاڑ کر تقسیم کیا جاتا ہے اس میں خرقہ شریف کی تمام برکات محفوظ ہوتی ہیں یہ حضرت نے اعلان فرمایا کہ اس مرتبہ یہ پورا لباس مظاہر میاں کو دیا جائے گا سب خاندان کے افراد حیران رہ گئے کہ آج تک کسی کو یہ لباس نہیں دیا گیا الحمد للہ حضرت کی عنایت خاص سے یہ لباس مجھے عطا فرمایا۔ اب میں لاہور میں سالانہ یوم اشرف پر یہ لباس پہن کر تبرکات خاندانی کی زیارت کراتا ہوں ایک جبہ اعلیٰ حضرت اشرفی میاں کا عطا فرمایا تھا آج سے ۱۰ سال قبل یہ صرف زیارت کے لیے تھا لیکن اب میں یہ دونوں خرقہ شریف پہن کر زیارت کراتا ہوں آخری دعا کے بعد لوگ بھاگنے لگے۔ لاکھوں کا مجمع تھا حضرت تھک گئے تھے لیکن ہمت تھی وہاں کے عرس شریف کا منظر عجیب ہے جو انشاء اللہ آئندہ کسی موقع پر تفصیلاً لکھوں گا۔ رات کو محفل سماع ہوئی حضرت کمزوری کی وجہ سے محفل میں نہ بیٹھ سکے۔ حضرت کو دل کا عارضہ ۴ سال سے تھا اور اب ڈاکٹروں نے سفر سے منع فرما دیا تھا کیونکہ ۸۵ فیصد حضرت کا دل زخمی تھا اور کسی وقت بھی کچھ ہو سکتا تھا۔ میں نے لندن پھر مدینہ شریف سے حضرت آفتاب اشرفیت کو خطوط ارسال کیے جواب نہ آنے سے پریشانی تھی مدینہ شریف میں خواب میں زیارت نصیب ہوئی اور خواب میں بہت کچھ رموز سے آگاہ فرمایا لندن پہنچا تو حضرت کا آخری خط ملا پورا خط تو کسی اور نے لکھا تھا لیکن حضرت نے بہت شفقت فرما کر آخرا سن لکھی تھی اور دعا فرمائی تھی۔ جمعہ ۱۰ رجب جب لندن سے کراچی پہنچا تو اہلیہ کا فون لندن سے آیا کہ نانا کا لکھنؤ میں وصال ہو گیا ہے یہ خبر بجلی بن کر گری دل بے تاب ہو گیا ہمت ڈھیر ہو گئی دل کسی چیز میں نہیں لگ رہا

تھا جمعہ ۱۰ رجب اور ۱۱ رجب کو ہمارے ہاں مرکزی عرس اشرفی منعقد ہوتا ہے چنانچہ بہ مشکل بعد نماز عشاء صلوٰۃ و سلام پڑھا اور حضرت کے لیے دعا کی اور پھر گھر آ کر ایسا ہو گیا کہ سب کچھ لٹ گیا حضرت کی پاک روح تو جو رحمت میں ہے اور ہم گناہگار اب ہمیشہ کے لیے اس صورت کو ترسیں گے بہت رویا بہت رویا سجدہ میں جا کر اپنے لیے عاقبت کی حضرت کے وسیلے سے دعا کی درحقیقت صدیق اکبر کا قول یاد آ گیا کہ جو محمد ﷺ کے پیجاری ہیں وہ سن لیں حضور تشریف لے گئے لیکن اللہ کے پیجاری سن لیں اللہ باقی ہے حی القیوم ہے۔ صبر آ گیا۔ حضرت نے اسی سال آخری ملاقات میں فرمایا تھا کہ اب میں جا رہا ہوں۔ سب کا حساب صاف کر دیا سب کچھ بانٹ دیا کفن تیار ہے قبر تیار ہے اب صرف بلا وے کا انتظار ہے۔ فرمایا کہ اب صرف خانقاہ کالنگر خانہ میرے پاس ہے لیکن لندن کے آخری خط میں لکھا کہ لنگر خانہ کا انتظام بھی اظہار میاں کو دیدیا میں سمجھ گیا تھا کہ اب تفویض مقام ہو گیا اللہ خیر کرے کاش ایک مرتبہ اور دیدار ہو جاتا اب یہ آنکھیں ہمیشہ ترسیں گی اب کچھو چھا شریف جانے کا سوچ کر دل کٹتا ہے دل خون کے آئسوڑتا ہے آخر میں یہی کہنا پڑتا ہے کل من علیہا فان اعلیٰ حضرت اشرفی میاں کا وصال گیارہ رجب کو ہوا تھا اور حضرت کا وصال ۹ رجب کو ہوا اعلیٰ حضرت کی عمر بھی ۹۲ سال تھی اور حضرت کی عمر شریف بھی تقریباً اتنی ہوگی۔ جمعہ ۱۰ رجب کو بعد عصر تدفین کی خبر ملی ہے۔ حلقہ اشرفیہ پاکستان کی مجلس عاملہ نے چالیس روز تک تمام وابستگان سلسلہ کو ذکر کی قرآن خوانی کی محافل منعقد کر کے حضرت کو ایصال ثواب کریں۔

حضرت کے جانشین اور مخدوم صاحب کے سجادہ نشین حضرت علامہ مولانا سید اظہار اشرف صاحب اشرفی البیلانی کو اللہ تعالیٰ استقامت عطا فرمائی کہ وہ تمام فرائض متفوضہ کو بہ حسن خوبی ادا فرمائیں اللہ تعالیٰ ان کی عمر میں برکت عطا کرے ان کو صحت و تندرستی عطا کرے بہت بڑا بار ان کے کاندھوں پر آ گیا ہے یوں تو حضرت مرحوم و مغفور کی

روحانیت ان پر سایہ فگن رہے گی اور انشاء اللہ وہ تمام فرائض بحسن خوبی انجام دیں گے ہم سب کا بھی فرض ہے کہ حضرت کے جانشین اور مخدوم صاحب کے سجادہ نشین کے ساتھ بھر پور تعاون اور معاونت کریں یک جہتی کا مظاہرہ کریں تاکہ حضرت نئے سجادہ نشین اطمینان سے حضرت مرحوم کے مشن کو جاری رکھیں اور ان کے کام کو آگے بڑھائیں۔ واللہ المستعان

علی ماتصفون عارف وقت گیا، عالم قرآن گیا

سید عالی نسب مرشد ذیشان گیا عارف وقت گیا عالم قرآن گیا  
 کر کے آباد ہزاروں دل ویران گیا جس طرف نکلا زمانہ ترے قربان گیا  
 اے نظر کردہ پروردہ سے محبوباں جس نے دیکھا تجھے سو جان سے قربان گیا  
 کچھ نہ تھا پاس ترے فقر کی چادر کے سوا بانٹا سب کو مگر دولت ایمان گیا  
 آخری وقت میں بھی والدہ مخدومہ کو تیسوں پارہ وہ سناٹا ہوا قرآن گیا  
 اہل سنت کا مربی تھا فقیہوں کا وہ شیخ ہائے افسوس کہ ملت کا نگہبان گیا  
 پاک دل، پاک نظر، پاک نفس، پاک عمل پنجتن پاک کے وارث تجھے دل مان گیا  
 روئے روشن پہ نچھاور ہوئے ماہ وانجم لب نعلیں پہ فدا لعل بد خشان گیا  
 عالم و فاضل و حافظ ہیں ترے حلقہ بگوش کیا لٹا تا ہوا فیض شہ سمنان گیا  
 گلبن اشرفی، گلدستہ احمد اشرف چھوڑ کر ایک زمانے کو حیران گیا  
 واہ کس شان سے حاصل ہوا وصل مولا روئے روشن پہ تجلی کی ردا تان گیا  
 اشرفی تاج پہن کر جو چلے خلد بریں پیشوائی کو در خلد پہ رضوان گیا  
 تخت غوثیہ اظہار کرم ہے ترا "اظہار اشرف" جس کو دے کر تو کلید در مہمان گیا  
 تیرے انوار ہویدا ہیں ترے تاروں سے ہر ستارے کو بنا مہ تابان گیا  
 نور جب روز جمعرات ہو یوم وصال نسبت چشت کی دے کر یہی پہچان گیا

اشتیاق عالم شہبازی یہی کافی ہے

بن کے تو واصف شہزادہ سمنان گیا

از: حضرت علامہ سید شاہ محمد اشتیاق عالم شہبازی بھاگلپور

ادارہ نور الحیب ﴿بصیر پور﴾

آہ آفتاب اشرفیت سرکار کلاں

بھی وصال فرما گئے



از قلم: شہزادہ فقیہ اعظم مولانا الحاج مفتی محمد محبت اللہ نوری اشرفی قادری نعیمی مدظلہ  
شیخ الحدیث دارالعلوم حنفیہ فریدیہ بصیر پور ضلع اوکاڑہ ﴿پنجاب، پاکستان﴾



گذشتہ چند سالوں میں اہل سنت کو کئی صدمات سے دوچار ہونا پڑا ایسے متعدد  
ارباب علم و فضل اور امرائے مجالس تصوف و معرفت غم و الم میں مبتلا کرتے ہوئے راہی ملک  
بقا ہو گئے، کون؟ بقول محشر بدایونی۔

جن کی یادوں سے رگ جاں میں دکھن ہونے لگے

ذکر چھڑ جاتے تو پتھر کا بھی دل رونے لگے

سچی بات تو یہ ہے کہ تعزتی کلمات لکھنے کا بھی یارا نہیں اب جبکہ ”نور الحیب“ کی  
کاپیاں پریس جا رہی ہیں چند ”قطرات غم“ میں قلم کو شریک کر رہا ہوں ایسے جانگاہ حوادث  
میں پوری ملت اسلامیہ بالخصوص اہل سنت کے لیے سب سے بڑا سانحہ، آفتاب اشرفیت  
ماہتاب غوثیت شیخ المشائخ حضرت سید محمد مختار اشرف الاشرافی البیلانی زین آستانہ عالیہ  
کچھوچھا مقدسہ (بھارت) ۹ رجب المرجب ۱۴۱۷ھ / ۲۱ نومبر ۱۹۹۶ء جمعرات، وصال  
فرما گئے ان اللہ وانا الیہ راجعون

حضرت کے وصال کی خبر وحشت اثر دنیائے سعیت کو تڑپا گئی۔۔۔ آپ سلف

صالحین کی آخری یادگار تھے۔۔۔ آپ کے جدا مجد اور شیخ طریقت قدوة الاولیاء، سند العرفاء،

شعبہ غوث الثقلین سیدنا ابوالاحمد حسین اشرفی قدس سرہ العزیز، اعلیٰ حضرت شاہ احمد رضا خان بریلوی قدس سرہ کے ممدوح اور حضرت صدر الافاضل مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی قدس سرہ العزیز ایسے اکابر علماء و مشائخ کے شیخ و مرشد اور مربی و مقتدا تھے۔۔۔۔۔ آپ کے کم بیش ۲۳ لاکھ مریدین اور جانشین سیدنا محمد مختار اشرف صاحب تھے۔۔۔۔۔ (جنہیں اب قدس سرہ العزیز لکھتے ہوئے قلم کانپ رہا ہے) آپ نے پچاسی برس سے زائد عمر پائی۔۔۔۔۔ ان کے اٹھ جانے سے تشنگان علم و معرفت یتیم ہو گئے متلاشیان راہ حقیقت و سالکان طریقت بے سہارا ہو گئے۔۔۔۔۔ اہل سنت ایک عظیم محسن رہنما سے محروم ہو گئے۔۔۔۔۔ بزم معرف سونی ہو گئی۔۔۔۔۔ دنیائے تصوف خزاں آشنا ہو گئی۔۔۔۔۔ غرض ایک حیرانی سی اور ویرانی سی ویرانی ہے۔۔۔۔۔

ویراں ہے مے کدہ خم و ساغر اداس ہیں

وہ کیا گئے کہ روٹھ گئے دن بہار کے

ایک جلیل القدر شیخ طریقت۔۔۔۔۔ ایک رازدان حقیقت۔۔۔۔۔ ایک مرشد باصفا۔۔۔۔۔ ایک مرد خلیق و باوفا۔۔۔۔۔ ایک مکمل انسان، ایک رمز آشنا و نکتہ داں۔۔۔۔۔ ایک عاشق رسول۔۔۔۔۔ ایک صاحب اصول۔۔۔۔۔ محسن ملت۔۔۔۔۔ متبع سنت۔۔۔۔۔ عارف کامل اور عالم ربانی کی رحلت حلقہ اشرفیہ ہی کے لیے نہیں بلکہ پوری ملت اسلامیہ کے لیے بہت بڑا سانحہ اور ”موت العالم موت العالم“ کے مترادف ہے۔۔۔۔۔

اس عاصی و خطا کار پر حضرت کی کیا کیا نوازشات تھیں، رہ رہ کر یاد آتیں ہیں تو ایک قیامت گزر جاتی ہے۔ جب بصیر پور تشریف لائے تو از خود کمال کرم نوازی فرماتے ہوئے اپنے تمام سلاسل طریقت (سلسلہ قادریہ، سلسلہ چشتیہ، سلسلہ قادریہ معمریہ، سلسلہ نقشبندیہ، سلسلہ سہروردیہ، سلسلہ اویسیہ) کی خلافت اور جملہ ادوار و وظائف کی اجازت سے نوازا۔۔۔۔۔ اس موقع پر آپ کی معیت میں دیگر علماء کے علاوہ غازی کشمیر حضرت علامہ ابو الحسنات قادری علیہ الرحمۃ کے صاحبزادے سید خلیل احمد قادری، مفتی آگرہ شیخ الحدیث علامہ عبد الحفیظ علیہ الرحمۃ کے جانشین حضرت علامہ محمد حسن حقانی بھی شامل تھے۔۔۔۔۔ اس کے بعد دو مرتبہ آپ کی پاکستان تشریف آوری ہوئی تو دونوں بار بصیر پور کا دورہ فرمایا



اور اپنے خطاب و ملفوظات سے خلق خدا کو مستفیض فرمایا۔۔۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو خطابت کا بھی بڑا ملکہ عطا فرما رکھا تھا، دوران خطاب علمی نکات اور درد و سوز بھرے ترنم میں بر محل اشعار پڑھتے تو سماں بندھ جاتا۔

آخری بار رجب ۱۹۹۱ء میں تشریف لائے تو فرمایا تمہیں خلافت تو پہلے ہی دے چکا ہوں، اب خرقہ خلافت بھی پہناتا ہوں تاکہ مشائخ کرام کی سنت پوری ہو جائے۔۔۔ چنانچہ آپ نے جبہ سے نوازا۔۔۔ اس دورہ میں خلق کثیر نے بیعت کا شرف پایا۔۔۔ آپ نے مریدین کو بڑے زور سے تاکید فرمائی کہ مسلسل صاحبزادہ صاحب سے رابطہ رکھیں کہ یہ میرے خلیفہ ہیں۔۔۔ پھر فقہی مسئلہ بیان فرمایا کہ پانی دستیاب نہ ہو تو تیمم کر لیا جائے تیمم وضو کا خلیفہ ہے۔۔۔ تیمم کے ساتھ نماز ادا کر لی جائے تو وقت میں پانی پر قدرت کے باوجود نماز دہرانے کی ضرورت نہیں کہ خلیفہ اصل کے قائم مقام ہے۔۔۔ سو میرا ہر مرید خود کو صاحبزادہ محمد محبت اللہ نوری کا مرید سمجھے، اسی میں میری رضا مضمر ہے۔۔۔

حضرت بدر المشائخ علیہ الرحمۃ کو اللہ تعالیٰ نے باطنی حسن کے ساتھ ساتھ ظاہری حسن و جمال اور وجاہت و جلال سے نوازا رکھا تھا۔۔۔ خدا درعب و دبدبے کے باوجود پیکر مہر و مودت اور مجسمہ خلق و محبت تھے۔۔۔ حوادث دہر کے ستائے ہوئے پریشان حال انکے دیدار سے دلی تسکین اور مصائب و مشکلات سے نبرد آزما ہونے کا ولولہ تازہ پاتے۔۔۔ وہ جو شاعر نے کہا ہے اور آپ پر کتنا صادق آتا ہے

جن کو مل کے زندگی سے پیار ہو جائے وہ لوگ

آپ نے شاید نہ دیکھے ہوں مگر ایسے بھی ہیں

دنیا بھر میں آپ کے مرید و عقیدت مند موجود ہیں۔۔۔۔۔ آپ کے دل میں اشاعت دین کی سچی تڑپ تھی، اس مقصد کے لیے کچھ چھہ مقدسہ میں ایک عظیم الشان دینی یونیورسٹی قائم کی۔۔۔ افسوس حضرت کے سانحہ ارتحال سے جو خلا پیدا ہو گیا، اس کا پر ہونا نظر نہیں آتا۔۔۔ تاہم یہ امر باعث تسکین ہے کہ آپ کے عالم، فاضل، شاعر اور ادیب، مبلغ، خطیب اور لائق صاحبزادے حضرت علامہ سید محمد انظہار اشرف صاحب (دامت برکاتہم العالیہ) آپ کے صحیح وارث و جانشین اور آپ کی ظاہری و معنوی تصویر ہیں اور دوسرے صاحبزادے علامہ محمد انوار اشرف زید مجددہ بھی گونا گوں اوصاف جمیلہ سے متصف ہیں۔۔۔ اللہ تعالیٰ جل و علا انہیں ہمت و استقامت اور عمر خضر عطا فرمائے۔۔۔

ہم حضرات کے صاحبزادگان، اہل خانہ، خلفاء، مریدین اور جملہ معتقدین محبین سے تعزیت کناں اور اس صدمہ میں برابر کے شریک ہیں۔۔۔ اللہ تعالیٰ جل و علا حضرت کے درجات بلند فرمائے، اعلیٰ علیین میں جگہ دے۔۔۔ آپ کے فیضان کو جاری و ساری رکھے اور جملہ وابستگان کو اس سانحہ پر صبر جمیل ارزانی فرمائے۔۔۔

**آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ وآلہ واصحابہ واجمعین**

آپ پاکستان میں پہلی بار ۱۹۵۸ء میں تشریف لائے، حضرت صاحبزادہ مولانا مفتی محمد محبت اللہ نوری اشرفی مدظلہ کی ولادت کو ابھی سات یوم ہوئے تھے، فقیہ اعظم مولانا الحاج مفتی محمد ابوالخیر محمد نور اللہ نعیمی قادری اشرفی علیہ الرحمۃ کو پیشگی اطلاع دیئے بغیر اچانک آپ بصیر پور جلوہ افروز ہو گئے، امام اہل سنت استاذ فقیہ اعظم سند الحمد ثین مفتی اعظم پاکستان مولانا سید ابوالبرکات الوری اشرفی، قادری، قدس سرہ ناظم اعلیٰ مرکزی دارالعلوم حزب الاحناف لاہور بھی آپ کے ساتھ تھے، حضرت شیخ المشائخ سرکار کلاں علیہ الرحمۃ نے صاحبزادہ صاحب مدظلہ کو دیکھتے ہی اپنی شفقت و کرامت بھری گود میں اٹھایا، دیر تک دیکھتے دیکھتے خصوصی بشارتوں کے ساتھ دعوات مستجابات سے نوازتے رہے، پھر فقیہ اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ کے سپرد کرتے وقت صاحبزادہ صاحب موصوف کے تابناک مستقبل کی خوشخبری سنائی ۱۹۸۵ء میں سرکار کلاں رحمہ الرحمان کی پاکستان دوبارہ تشریف آوری ہوئی تو حضرت قبلہ فقیہ اعظم علیہ الرحمۃ کی فاتحہ خوانی کے لیے دوسری بار بصیر پور آنا ہوا۔

(تابلش قصوری)

مرد حق آگاہ سرکار کلاں جاتا رہا  
اے کچھوچھ تیرا ماہ صوفشاں جاتا رہا  
جو تھا مخدوم زمانہ کی خلافت کا امین  
اہل عالم، وہ امیر کارواں جاتا رہا  
خانقاہوں، مدرسوں کی سرپرستی جس نے کی  
ہائے وہ علم و عمل کا پاسباں جاتا رہا  
زینت بزم طریقت واقف اسرار دیں  
واعظ شیریں سخن شیریں بیاں جاتا رہا

## موت العالم موت العالم

عالم اسلام کے عظیم دارالعلوم جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور میں  
حضرت سرکار کلاں کے وصال پر جلسہ تعزیت



خانوادہ اشرفیہ کی اس دور میں سب سے بڑی روحانی و مذہبی شخصیت، پیر طریقت، رہبر شریعت عمدۃ العارفین قدوة السالکین حضرت الحاج، علامہ، مولانا، مفتی پیر سید محمد مختار اشرف الاشرفی البیلانی المعروف سرکار کلاں رحمہ اللہ تعالیٰ کے وصال پر ملال کی المناک خبر نے پاکستان کے کونے کونے میں متوسلین و معتقدین آستانہ عالیہ اشرفیہ جیلانیہ کچھوچھا شریف کو پریشان کر دیا۔ مختلف مقامات پر ایصالِ ثوات کی محافل و مجالس قائم ہوئیں، اشرفی ٹاؤن لاہور میں عرس اشرفی پر بھی بہت بڑے اجتماع میں علماء کرام نے حضرت سرکار کلاں کی بلند مرتبت شخصیت کے کارہائے روحانی پر روشنی ڈالی پھر ۷ دسمبر ۱۹۹۶ء بروز ہفتہ عالمی مبلغ الاملاہ حضرت الحاج ڈاکٹر پیر سید محمد مظاہر اشرف الاشرفی البیلانی مدظلہ امیر حلقہ اشرفیہ پاکستان کی صدارت میں پاکستان کی مرکزی درسگاہ جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور میں بہت بڑا جلسہ تعزیت منعقد ہوا۔ علماء کرام، قراء حضرات اور سینکڑوں طلباء جامعہ اساتذہ عظام نے شرکت کی۔ حضرت علامہ مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی مدظلہ، مولانا محمد عبدالحکیم شرف قادری، راقم السطور محمد منشا تابش قصوری اشرفی، حضرت صاحبزادہ الحاج میاں جلیل احمد ابن حضرت الحاج میاں جمیل احمد شرف پوری نقشبندی مجددی اور دیگر علماء کرام نے خاندان اشرفیہ کی تاریخی اہمیت کو اجاگر کرتے ہوئے حضرت سرکار کلاں رحمہ اللہ تعالیٰ کی خدمات جلیلہ کو خراج عقیدت و محبت پیش کیا، سینکڑوں قرآن کریم اور اوراد و وظائف کے ختم شریف کا ثواب صاحب صدر بدر اشرفیت حضرت پیر ڈاکٹر سید محمد مظاہر اشرف الاشرفی البیلانی دامت برکاتہم العالیہ کی ملک کیا گیا آپ نے بڑی رقت آمیز دعا کرتے ہوئے آپ کی روح پر فتوح کو ایصالِ ثواب کیا نیز آپ نے نہایت کشادگی سے جملہ حاضرین و طلباء کرام کو تبرک عطا فرمایا دعا ہے اللہ تعالیٰ حضرت سرکار کلاں کے روحانی فیضان کو عالم اسلام پر ہمیشہ جاری رکھے آمین ثم آمین۔ (تابش قصوری اشرفی غفرلہ)

(رپورٹ: از ماہنامہ آستانہ کراچی بابت ماہ فروری ۱۹۹۷ء)

نوالہ نمبر .....  
 محترم و مکرم حضرت بر طریقت ڈاکٹر محمد مظاہر اشرف اشرفی جیلانی  
 ۹۲ ۴۸۶  
 تاریخ ۸ شعبان ۱۴۱۵ھ  
 ۱۹ دسمبر ۱۹۹۹ء  
 منزلہ الحج

السلام علیکم ورحمة الله وبرکاته!  
 حضرت آقا سید شریعت و طریقت ابوالمسعود سیدنا محمد مختار  
 اشرفی جیلانی سجادہ نشین آستانہ عالیہ اشرفیہ سرکار کلاں کچھوچھو شریف  
 انڈیا کی اس دارفانی سے رحلت دنیا نے نسبت کے لئے بہت بڑا سامان ہے  
 حضرت اقدس شریف یہ کہ اپنے خدامجد شیبہ سید مانوٹ اعظم شیخ الشالمخ  
 حضرت سیدنا علی حسین اشرفی جیلانی قدس سرہ کے تربیت یافتہ اور  
 جانشین تھے، بلکہ موجودہ دور کی عظیم ترین علمی اور روحانی شخصیت تھے،  
 آپ اہل سنت و جماعت کے لئے ساری رحمت تھے، آپ کی ذات بابرکات  
 انما د اہل سنت کا نور ترین ذریعہ تھی۔

حضرت جب پاکستان تشریف لائے تو مفتی اعظم پاکستان حضرت  
 عدوہ ابوالبرکات سید احمد قادری قدس سرہ بانی دارالعلوم عربیہ اسلامیہ  
 لاہور کے پاس قیام کرتے، آپ کے تشریف لانے سے علماء و صلیما اور  
 عقیدہ مندوں کی جیل پیل ہو جاتی، کوئی روحانی اور علمی فیوض برکات حاصل کرنے  
 کے لئے حاضر ہوتا اور کوئی آپ کی زیارت سے مستفیض ہونے کے لئے حاضر ہوتا  
 راقم کو آپ سے گفتگو کا موقع نہیں ملا، البتہ ایک دفعہ لاہور میں آپ

کی زیارت کی اور ایک دفعہ راولپنڈی میں آپ کا خطاب سننے  
 کا شرف حاصل ہوا۔

آپ کی ذات اقدس اسماء و منک اہل سنت و جماعت کی حقاقت  
 کی جلتی پھرتی رہاں تھی۔ آئے نہ صرف ہندوستان کے گوشے گوشے  
 میں اسماء اور سنت کا پیغام سنی یا بیکہ اسماء مالک اور پوربھی  
 تشریف لے گئے اور جہاں گئے اسماء کی تبلیغ کی۔ آپ پھر مدین اور عقبہ  
 کا حلقہ بھر بیت و بیع ہے

اللہ تعالیٰ حضرت والد کو جنب الفردوس میں بلند و بالا مقام عطا فرمائے  
 آپ کے متعلقین کو صبر جمیل عطا فرمائے اور ملت اسماء کو ان کے  
 فیض و برکت سے مالا مال فرمائے اور آپ کے فرزند ارشد حضرت  
 عدوہ سید محمد اطہار اشرف اشرفی جیلانی کچھوچھو شریف کو آپ کا جانشین  
 جانشین بنائے اور انہیں اپنے عظیم والد کے مشن کو جاری رکھنے کی توفیق عطا  
 فرمائے آمین۔ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ورضی اللہ تعالیٰ عنہ  
 شریک غم: محمد سعید محمد شریف

حضرت مولانا محمد عبدالحکیم شرف قادری مدظلہ شیخ الحدیث جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور کا اعتراف نامہ  
 حضرت پیر طریقت ڈاکٹر سید محمد مظاہر اشرفی الجیلانی کے نام:

سرکار کلاں کے چہلم شریف پر  
حضرت شیخ الاسلام مدنی میاں دامت برکاتہم العالیہ کی ایک جامع تقریر



الحمد لله الذي ابدع الأفلاك والأرضين والصلوة والسلام  
على من كان نبياً وآدم بين الماء والطين وعلى آله واصحابه برحمتك يا  
ارحم الراحمين . اما بعد

فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم

بسم الله الرحمن الرحيم

ألا إن أولياء الله لا خوف عليهم ولا هم يحزنون الذين آمنوا  
وكانوا يتقون لهم البشري في الحياة الدنيا وفي الآخرة ۝  
صدق الله العظيم وصدق رسوله النبي الكريم ونحن على ذلك  
لمن الشاهدين والشاكرين والحمد لله رب العالمين بارك الله لنا في  
القرآن العظيم ونفعنا وإياكم بالآيات وذكر الحكيم إنه تعالى جواد كريم  
ملك رؤف رحيم .

إن الله وملائكته يصلون على النبي يا أيها الذين آمنوا صلوا عليه  
وسلموا تسليماً . اللهم صل على سيدنا مولانا محمد وعلى آل محمد  
كما تحب وترضى بأن تصلى عليه ---- ایک بار ہدیہ درود پیش فرمائیں  
صلی اللہ علی النبی وآلہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم صلوة ----  
اندازِ مخاطب

خبردار ہو جاؤ! ہوشیار ہو جاؤ! گوش بر آواز ہو جاؤ۔ یہ جو اللہ کے اولیاء ہیں ان کو

نہ تو کوئی خوف ہے نہ کوئی رنج و ملال ہے۔۔۔۔۔ ان کے لیے بشارت ہے دنیا کی زندگی میں بھی اور آخرت کی زندگی میں بھی۔۔۔۔۔ بات صرف اتنی ہی ارشاد فرمائی تھی کہ اولیاء کونہ خوف ہے نہ غم۔۔۔۔۔ سیدھی سی بات ہے۔۔۔۔۔ سرسری انداز سے بھی یہ بات کہی جاسکتی تھی کہ نہ ان کو خوف ہے نہ غم۔۔۔۔۔ اور اس طرح سے کہنے میں بھی اہمیت میں کچھ کمی نہیں تھی۔۔۔۔۔ کلام ربانی ہے۔۔۔۔۔ اس کا ہر ارشاد اپنی جگہ پر حق و صحیح۔۔۔۔۔ مگر انداز بیان ”الا“ خبر ہو جاؤ، ہوشیاء ہو جاؤ، گوش بر آواز ہو جاؤ۔۔۔۔۔ توجہ کو اس طرف مبذول کرو آگاہ ہو جاؤ، سنو غور سے سنو یہ ایسی بات نہیں ہے کہ تمہاری توجہ ادھر نہ ہو میں سناؤں۔ اچھی طرح سے سنو۔۔۔۔۔ اس کو تم آسان مت سمجھو کہ معمولی بات۔۔۔۔۔ بڑی اہم بات۔۔۔۔۔ دلی کا تعارف ہو رہا ہے۔۔۔۔۔ ولی کی معرفت کرائی جا رہی ہے۔۔۔۔۔ بہت مشکل! بہت مشکل!

حضرت ابو العباس کا قول

حضرت شیخ ابو العباس کا قول پیش کروں۔۔۔۔۔ غوث زمانہ کی بات کہوں۔۔۔۔۔ انہوں نے یہ کہا ہے کہ خدا کو پہچاننا آسان ولی کو پہچاننا مشکل۔۔۔۔۔ ظاہر ہے کہ ان کی مراد یہ ہو ہی نہیں سکتی کہ تو خدا کی ذات و صفات کا کما حقہ علم حاصل کر لے۔۔۔۔۔ معرف حاصل کر لے۔۔۔۔۔ یہ تو سوال ہی نہیں پیدا ہوتا کہ کسی کا ادراک خدا کی ذات و صفات یا اس کی حقیقت تک پہنچ جائے۔

اس کا تو کوئی سوال ہی نہیں پیدا ہوتا مگر وہ ایک بات کہہ گئے کیوں؟ وہ اس لیے کہ آپ حقیقت کو تو نہیں پہچان سکتے۔۔۔۔۔ نہ ذات کی نہ صفات کی حقیقت کو مگر اتنا تو پہچانا کہ خدا وہ ہے جو کسی کے ادراک میں نہ آسکے۔۔۔۔۔ اتنا تو پہچانا آئے۔۔۔۔۔ زمانہ زمانیات سے دور مکان مکانات سے دور مادہ مادیات سے دور اتنا تو پہچانا، تو دور ہو کر اس کی کچھ معرفت ہو گئی یہ قریب ہو گئے مشکل بن گئے۔۔۔۔۔ یہ قریب آ گئے۔۔۔۔۔ مشکل بن گئے۔۔۔۔۔ چلنے والا ہماری طرح چل رہا ہے، ہماری طرح کھاپی رہا ہے، اگر کوئی ایسا معاملہ ہوتا کہ ولی وہ ہے جو

پہلے آسمان پر رہتا ہو ولی وہ ہے جو دوسرے آسمان پہ رہتا ہو تو سمجھانا آسان مگر ہم یہ کیسے سمجھیں کہ ہمارے دسترخوان پر بیٹھنے والا ہمارے ساتھ اٹھنے بیٹھنے والا ہمارے ساتھ چلنے

پھرنے والا۔ ہم کیسے یقین کریں کہ اس کا کیا مقام ہے، کیا مرتبہ ہے یہ ہمارے بیچ میں آ کر ہمارے لیے یہ اتنا مشکل ہو گئے چلنے پھرنے کو دیکھا دھوکہ کھا گئے، اٹھنے بیٹھنے کو دیکھا دھوکہ کھا گئے، سونے جاگنے کو دیکھا دھوکہ کھا گئے۔

مرد مومن کا جنازہ عرش الہی ہے

آپ کیا سمجھ سکتے ہیں کہ ہم کس کو دیکھ رہے ہیں۔ آپ کیا سمجھتے ہیں جنازہ تو سبھی اٹھا کے لے کے چلتے ہیں، بے شمار جنازہ آپ نے اٹھایا، مگر آپ کیا سمجھ سکتے ہیں کہ ایک ایسا جنازہ بھی ہے جو جنازہ نہیں ہے وہ عرش الہی ہے وہ عرش الہی ہے۔ زمین و پہ فرش پہ آپ جسے دفن کر رہے ہیں۔

یہ ہمارے بیچ میں تھے ہم انہیں پہچان نہ سکے۔۔۔ اور بات میں ایسے نہیں کہہ رہا ہوں اچھا! بات بتا دوں کہ حضرت بایزید بسطامی کا زمانہ ہے۔۔۔ ایک بزرگ نے خواب دیکھا کہ میں عرش کو اپنے سر پر لے کے جا رہا ہوں۔۔۔ دل میں خیال آیا چلو بسطام شہر میں حضرت بایزید بسطامی ہیں ان سے اس خواب کی تعبیر پوچھیں۔۔۔ اب جب وہاں پہنچے دیکھا وہاں ایک جنازہ جا رہا ہے۔ زبردست ہجوم کہا کیا ہے کہا بایزید کا وصال ہو گیا۔۔۔ دل میں یہ خیال ہوا کہ کیسے، کس سے خواب کی تعبیر پوچھوں۔۔۔ بتانے والا جا رہا ہے۔۔۔ خیر خوش نصیبی ہے کہ اچھے وقت پر آ گئے۔۔۔ کم سے کم کا نندا دینے کی سعادت حاصل ہو جائے گی اس کے بعد اس ہجوم کو چیرتے ہوئے بڑی مشکل سے اس جنازہ کے قریب پہنچے اتنا ہجوم تھا کہ ان کو کوئی موقعہ نہیں ملا۔۔۔ کہا حضور ہم تو آئے تھے کہ ہم نے ایک خواب عجیب دیکھا ہے کہ میں عرش الہی کو لے کر سر پر جا رہا ہوں۔۔۔ تو اندر سے آواز آتی ہے کہ یہی تو تیرے خواب کی تعبیر ہے۔۔۔ یہی تو تیرے خواب کی تعبیر ہے ”قلب المؤمن عرش اللہ“ اس وقت بایزید کا قلب تیرے سر کے اوپر ہے۔۔۔ ذرا سا سوچو! یہ کوئی آسان بات ہے۔۔۔

حضرت محبوب الہی کے وہ ملفوظات افضل الفوائد کے نام سے جن کو حضرت امیر خسرو نے جمع کیا اس میں بھی ایک واقعہ ایسا ہے کہ حضرت بایزید عالم روحانیت کی سیر کرتے

ہوئے روحانی سفر کرتے ہوئے عرش کے قریب پہنچے۔۔۔۔۔ یہ ان کا روحانی سفر تھا عرش کے قریب جب پہنچے دیکھا عرش حیران ہے، متحیر ہے، کسی کی تلاش میں سرگرداں ہے۔۔۔۔۔ حضرت بایزید نے پوچھا اے عرش تجھے کس کی تلاش ہے۔۔۔۔۔ ہم دنیا والوں سے یہ تو کہا گیا ہے تو خدا کی تجلیات کا مرکز ہے۔۔۔۔۔ ”ثم استوی علی العرش“ تو خدا کی تجلیات کا مرکز ہے۔۔۔۔۔ تو کس کو تلاش کر رہا ہے تو کیوں حیران ہے۔۔۔۔۔ کہا بایزید سے تو یہ کہا گیا کہ میں عرش پر اور مجھ سے یہ کہا گیا کہ میں قلب مومن میں۔۔۔۔۔ تو بھی تلاش میں ہے میں بھی تلاش میں ہوں۔۔۔۔۔ میں بھی تلاش میں ہوں تو بھی تلاش میں ہے۔ تو مومن کا قلب عرش الہی ہے۔۔۔۔۔

یہ کوئی سمجھ سکتا تھا کہ ہم جس کو لے جا رہے ہیں۔۔۔۔۔ عرش کو لے جا رہے ہیں۔۔۔۔۔ عرش کو اٹھا کے لے جا رہے ہیں۔۔۔۔۔ فرش کے نیچے دفن کر رہے ہیں۔۔۔۔۔ ان کا معاملہ آسان مت سمجھو، انکا سمجھنا آسان نہیں ہے۔۔۔۔۔  
اولیاء ہمارے مثل نہیں

سنو! فرق سمجھو! یہ تمہارے جیسے نہیں ہو سکتے تم خوف والے ہو یہ بے خوف ہیں، تم فکر والے ہو یہ بے فکر ہیں۔۔۔۔۔ تم رنج والے ہو یہ رنج والے نہیں۔۔۔۔۔ تمہارے اندر رہے کے کے یہ تمہارے جیسے نہیں ہو سکتے۔۔۔۔۔

آپ خیال کرتے چلیں، اندازہ کیجئے، آیت کریمہ میں دعویٰ بھی ہے دلیل بھی ہے، دعویٰ بھی ہے اسی آیت کریمہ میں دلیل بھی ہے۔۔۔۔۔ (الایمان اولیاء اللہ) اللہ کے ولی، اللہ کے ولی، ولی کے معانی بہت ہیں۔۔۔۔۔ اس کی وضاحت کا وقت بھی نہیں کہ ولی کے کتنے معانی، مگر ایک مشہور معنی ولی کا معنی، قریب، سب کا جانا پہنچانا۔۔۔۔۔ معنی کیا قریب۔۔۔۔۔ تو اللہ کے جو قریب ہیں انہیں نہ خوف ہے، نہ رنج و ملال ہے۔۔۔۔۔ یہ ہے دعویٰ اور یہی دلیل ہے۔۔۔۔۔ کہ جب خدا کے قریب ہیں تو کیا خوف ہوگا۔۔۔۔۔ جب خدا کے قریب ہیں تو کیا رنج و ملال ہوگا۔۔۔۔۔ یہی دعویٰ بھی ہے اور یہی دلیل بھی ہے۔۔۔۔۔  
خدا کی قربت



مگر ایک بات سوچنے کی ہے ٹھیک ہے یہ خدا کے قریب ہیں تو ان کا فائدہ ان کو ہے یا ہمیں۔۔۔۔ تم کو جاننے کی ضرورت ہی کیا کہ قریب ہیں رب تبارک و تعالیٰ انہیں نوازے بلند کرے۔۔۔ اور بھی قریب کرے۔۔۔ اس کا فضل ہے۔۔۔

مگر ہم کو خاص طور سے مخاطب کر کے ان کی اس حالت کو بیان کیا گیا۔۔۔ کہ یہ قریب دوستو! اس میں زبردست تسکین کا سامان فراہم کیا گیا ہے۔۔۔ اس لیے ہر بندہ اس کی بندگی کا بھی تقاضہ یہ ہے۔۔۔ اور اس کی دلی خواہش یہ ہے کہ ہم خدا کے قریب ہوں۔۔۔ کون بندہ ہے جو نہ چاہتا ہو کہ ہم اپنے مولیٰ کے قریب ہوں۔۔۔ کون عابد جو یہ نہ چاہتا ہو گا کہ ہم اپنے معبود کے قریب ہوں۔۔۔ قربت کی تمنا قریب ہونے کے خواہش مگر عقل ہے جو رکاوٹ ڈال رہی ہے۔۔۔ اے بندے ایسی خواہش مت کر۔۔۔ ایسی خواہش مت کر۔۔۔ تو خدا کے قریب ہو ہی نہیں سکتا۔۔۔ خدا کے قریب ہونا یہ تیرے بس کی بات نہیں ہے۔۔۔ دل یہ کہتا ہے کہ ہم قریب ہوں اور عقل استحالہ پیش کر رہی ہے۔۔۔ کیسے تو قریب ہوگا؟ تو ممکن ہے وہ واجب تو مکان و مکانیات والا ہے۔۔۔ وہ مکان و مکانیات سے پاک۔۔۔ تو زمانہ والا ہے۔۔۔ وہ زمانہ و زمانیات سے پاک۔۔۔ تو بھی ممکن تیری حقیقت ممکن تیرا وجود ممکن تیری ذات ممکن عالم امکان کو چھوڑو گے نہیں۔۔۔ وہاں پہنچو گے کیسے؟ اور عالم امکان کو جب چھوڑو گے تو تیرے پاس رہے گا کیا؟ کیا لے کر تم جاؤ گے۔۔۔ نکال دو اس خیال خام کو۔۔۔ مگر دل کی آواز

دل سے جو بات نکلتی ہے اثر رکھتی ہے

دل کی طلب دل کی سچائی پر جب خدا نے اپنا فضل فرمانا چاہا تو مطمئن کیا۔۔۔ عقل کی بات سن لو مگر غمگین مت ہو۔۔۔ تم مجھ سے قریب ہونا چاہتے ہو؟ تمہیں زمانے کو چھوڑنے کی ضرورت نہیں۔۔۔ مکان سے پرے جانے کی ضرورت۔۔۔ مادہ مادیات سے رشتہ کاٹنے کی ضرورت نہیں۔۔۔ مجھ سے قریب ہونا چاہتے ہو۔۔۔ یہ میرے قریب ہیں ان کے قریب ہو جاؤ۔۔۔ یہ میرے قریب ہیں ان کے قریب ہو جاؤ۔۔۔ اللہم صل علی محمد

یہ میرے قریب ہیں جو ان کے قریب ہو گا وہ میرے قریب ہوگا۔۔۔

## اصل عالم

یہ درسیات کے بس کی بات نہیں ہے۔۔۔ ٹائٹیل تو آپ کسی کو دے سکتے ہیں۔۔۔ مجھ جیسے جاہل کو آپ عالم کہنے لگیں یہ تو آپ کی غلطی ہے۔۔۔ آپ کسی کو کہہ دیں کہ فلاں جگہ گیا تھا۔۔۔ دس سال رہا۔۔۔ ایسی ایسی کتابوں کی ورق گردانی کر دی اور قد آدم سی ایک بڑی سند لے کر کے آیا۔۔۔ اور اس کے بعد اس سند کی کبھی ضرورت ہی نہیں رہی۔۔۔ رکھ دیا تو کبھی اس سند کو کوئی دیکھنے والا بھی نہیں۔۔۔ بس کہہ دیا عالم۔۔۔ یہ اصطلاحی عالم ہوئے اصل عالم یہ نہیں۔۔۔ یہ اصطلاحی عالم ہوتے ہیں۔۔۔ ایک اصطلاح ہم نے بنالی ہے کہ اتنا کورس جو پورا کر لے گا اسکے سر پر پگڑی باندھ دیں گے۔۔۔ وہ عالم ہو گیا۔۔۔ اصل عالم تو یہ ہے ”انما یخشى الله من عباده العلماء“ جس کے دل میں خدا کی خشیت ہو جو خوف الہی والا ہو جو خشیت ربانی والا ہو۔ عالم وہ ہے۔۔۔

تقویٰ

اسی لئے آپ دیکھیں آپ کو مدرسوں سے دستار فضیلت ملتی ہے دستار خشیت

نہیں ملتی۔۔۔ دیکھو یا در کھو فضیلت ملتی ہے علم و عمل اور عظمت ملتی ہے نسبت سے۔۔۔ یہ نہیں جو افضل ہو عظیم بھی ہو۔۔۔ جو دستار فضیلت والا ہو عظیم بھی ہو۔۔۔ نسبت ہونی چاہیے۔۔۔ عظمت ملتی ہے نسبت سے۔۔۔ فضیلت ملتی ہے علم و عمل سے۔۔۔ شرافت ملتی ہے نسبت سے۔۔۔ اور کرامت ملتی ہے حکم الہی سے۔۔۔ ایسے موقع پر یہ آیت کریمہ بھی پیش کر دی جاتی ہے۔۔۔ ”ان اکرمکم عند الله اتقاکم“ تم میں سب سے زیادہ مکرم وہ ہے اللہ کے نزدیک جو متقی ہو۔۔۔ یہ ایک مشہور ترجمہ ہے مجھے اس ترجمہ سے انکار نہیں ہے کہ تم میں سب سے زیادہ مکرم وہ ہے جو متقی ہو۔۔۔ مگر جب ترجمہ یہ کریں تو یہ بھی وضاحت ضروری ہے کہ صاحب کرامت ہونے کے لیے متقی ہونا ضروری، تو متقی ہونے کے لیے کیا ضروری۔۔۔ مختصر سے لفظ میں نبی کا پیرو ہونا ضروری، نبی کی اتباع و اطاعت ضروری اور اتباع کے لیے ضروری نبی کی محبت اور نبی کی محبت کے لیے ضروری تمام آثار و منسوبات نبویہ سے محبت جو آثار و منسوبات ہیں ان سے محبت اہل بیت سے محبت صحابہ سے محبت جب ان سے

محبت ہوئی تو نبی کی محبت ہوئی جب نبی کی محبت ہوئی تو پیروی ہوئی جب پیروی ہوئی تو تقویٰ --- اور جو پہلے ہی بنیاد کاٹ چکا ہے وہ کس تقویٰ کی تلاش میں ہے ---

اللہم صل علی محمد

اور دوسری بات یہ ہے کہ اس آیت کریمہ میں جو بات عرب کے قانون اور ضابطہ کے لحاظ سے ہے وہ میں عرض کروں گا --- ذمہ دار علماء کرام یہاں بیٹھے ہیں --- اور ہمارے استاذ محترم حضرت ماموں جان صاحب قبلہ بھی رونق افروز ہیں جنہوں نے ہمیں پڑھایا ہی نہیں بلکہ پلایا بھی ہے --- پہلے ترجمہ کا حاصل یہ تھا پہلے تقویٰ پھر کرامت --- اور یہ مشہور ترجمہ کی روشنی میں ہے --- اب آگئی گرامر کی بات --- اس لیے میں علماء سے دستگیری چاہوں گا --- اور میں سمجھانے کی پوری کوشش کروں گا --- ان اکرمکم --- ان حرف مشبہ بالفعل اکرمکم اس کا اسم اتقام اس کی خبر --- اور یہ جو مدرسہ کے طلبہ ہیں ان

کو تو کچھ سمجھانے کی ضرورت نہیں ہے --- اس طرح سے --- ان زیدا قائم بے شک زید کھڑا ہے --- تو زید اسم ہے --- قیام اس کا فعل ہے جو ان کی خبر ہے تو قیام منسوب ہے زید کی طرف قیام کا حکم لگایا گیا --- زید کھڑا ہے --- کیا سمجھے! پہلے زید پھر قیام --- تو قیام زید سے ہے زید قیام سے نہیں ہے --- تو اب اس آیت کریمہ کا مطلب ہوا کہ خدا کے نزدیک تم میں جو مکرم ہے وہی متقی ہے --- تقویٰ سے کرامت نہیں ہے کرامت سے تقویٰ ہے --- خدا جسے مکرم بنائے وہ متقی عمل سے متقی نہیں --- علم سے متقی نہیں --- خدا جسے مکرم بنالے --- بے علم کو بنالے وہی متقی --- بے عمل کو بنالے وہی متقی --- جس کو بنالے --- پیدائشی ولی سیدنا غوث پاک پیدا ہوتے ہی متقی نہ کوئی عمل ہے نہ کوئی ریاضت ہے --- یہ خدا کے بنائے ہوئے متقی ہے --- تو خدا جسے مکرم بنائے گا وہ متقی ہوگا --- تو اپنی محنت سے متقی نہیں ہو سکتا --- کوئی اپنی محنت سے متقی نہیں ہو سکتا --- خدا جسے مکرم بنائے گا چاہے عمل کرا کے کے بنائے چاہے بغیر عمل کے مکرم کر دے --- جیسے بھی کر دے یہ اس کے کرم کی بات ہے --- یہ کرم کی شان ہے --- جیسے چاہے --- جو مکرم ہوگا وہی متقی ہوگا ---

## فضل الہی

ایک بات اور بتائیں --- یہ جو کرامت کے بعد تقوی ملتا ہے یہ فضل الہی ہے --- پہلے کرامت پھر تقوی یہ فضل ہے اس میں کوئی محنت نہیں --- تو کچھ اوصاف ہیں جن میں کسب کا دخل ہے یہ ٹھیک آپ محنت کرو --- محنت کرنے کے بعد ریاضت کرو --- مجاہدہ کرو --- تو اس کے کرنے سے آپ کو استحقاق ملے گا کہ خدا آپ پر فضل نازل فرمائے --- اور آپ کو بھی متقین میں رکھ لے --- مگر وہ تقوی جو فضل سے ملتا ہے وہ اور ہے --- اور وہ تقوی جو کسب سے ملتا ہے اوہ اور ہے --- دونوں کا حال الگ الگ ہے --- محنت سے کوئی چیز حاصل کرو وہ اور ہے اور فضل سے جو چیز حاصل ہوئی وہ اور ہے --- کیوں؟ محنت سے جو چیز حاصل ہوتی ہے اس کے جانے کا خطرہ ہے اور فضل سے جو چیز حاصل ہوتی ہے وہ نہیں جاتی ---

مثال میں بتاؤں گا ایسی کہ اسے آپ کبھی نہ بھولیں --- حکم دیا گیا "اسجدوا لادم" آدم کو سجدہ کرو --- گروہ ملائکہ میں ابلیس محنت کر کے شامل ہو گیا تھا --- اکڑ گیا محنت والا اپنے کو بچانہ سکا محنت سے متقی بننے والا اپنے کو بچانہ سکا --- بات کیا ہے؟ ابلیس جس مقام پر پہنچا تھا وہ اپنی محنت سے پہنچا تھا اور ملائکہ جس مقام پر تھے وہ خدا کے فضل سے تھے --- وہ بچے رہے یہ بہک گیا اسی لیے میں محنت سے کوشش کرنے والوں کو کہا کرتا ہوں --- سنبھل کے چلنا --- جب تک خاتمہ بالخیر نہ ہو جائے کسی خوش گمانی میں نہ رہنا ---

**اللهم صل علی محمد**

سادات برکفر نمیرند

یہ فضل کی بات ہے --- نسب کا بھی معاملہ کچھ ایسے ہوتا ہے --- محنت سے کوئی نسب نہیں حاصل کر لیتا --- ہاں یہ بھی فضل ہے --- ٹھیک ہے پہلے ضابطہ الہی کچھ بھی رہا ہو --- مرضی مولی ہے "فعال لما یرید" وہ اپنے جس بندے کے ساتھ جو چاہے قانون نافذ کرے --- مگر اپنے محبوب کے ساتھ جو خصوصیت اور فضل خاص فرمایا --- اور ہر جگہ

کسی نبی سے ایسی بات نہیں کہی کہ اس کا بیٹا کافر نہیں ہو سکتا۔۔۔۔ کسی نبی سے ایسا کوئی وعدہ نہیں ہے کہ نبیوں کے بیٹے کافر نہیں ہو سکتے۔۔۔۔ مسلمان بھی رہے کافر بھی ہوئے دین والے بھی ہوئے دین سے نکل بھی گئے۔ مگر نبی کی خصوصیت برتی کہ اے محبوب! تیری نسل میں کسی ایسے کو نہیں رکھوں گا جس کے لیے جنت ضروری نہ ہو۔۔۔۔

حسن خاتمہ کے بارے میں علماء کا اختلاف ہے اس لیے سب سے خراب رجس نجاست کفر ہے۔۔۔۔ اس کی توبہ کے بغیر صفائی نہیں ہو سکتی۔۔۔۔ اگر کوئی کفر میں مر گیا تو اس کا قصہ ختم۔۔۔۔ تو سب سے خراب رجس کی نہ وہاں سفارش چلے گی نہ کوئی شفیع شفاعت کرنے والا ہوگا۔۔۔۔ تو سب سے خراب رجس کفر ہے بقیہ دوسری گندگیاں صاف ہو سکتی ہیں۔۔۔۔

اب جب اس سلسلہ میں بحث ہوئی تو ہمارے علماء کا کچھ اختلاف ہو گیا کہ کیا سادات سے کفر ہو سکتا ہے؟ تو امام عبدالقادر صاحب بدایونی کا نقطہ نظر یہ تھا کہ کفر کا صدور تو ممکن ہے مگر رب تبارک و تعالیٰ انہیں توبہ کی توفیق عطا فرمائے گا۔۔۔۔ حسن خاتمہ یقیناً سادات بر کفر نمیرند یہاں امکان عقلی کی بات نہیں ہے فضل ربانی کا ذکر ہو رہا ہے۔۔۔۔ یہاں فضل ربانی کا ذکر ہے کہ سادات بر کفر نمیرند۔۔۔۔ یہ تو مولانا عبدالقادر صاحب بدایونی کی بات تھی مگر امام احمد رضا خان کا عشق کچھ اور آگے بات کر رہا ہے ان کا عشق یہ کہتا ہے کہ سادات سے کفر صادر ہی نہیں ہو سکتا۔۔۔۔ سید سے کفر کا صدور ہی نہیں ہو سکتا۔۔۔۔ ان کے قول کی دلیل بھی بہت مضبوط ہے۔۔۔۔ ”انما یرید اللہ لیذهب عنکم الرجس“ خدا ارادہ کرے دور رکھنے کی اور پھر رجس آجائے۔۔۔۔ ذرا الفاظ قرآن پر غور کریں۔۔۔۔ لیذهب عنکم الرجس یہ نہیں ہے لیذهب عنکم ارجاسکم۔۔۔۔ ارجاسکم کا مطلب یہ ہے کہ رجس لگا پھر دھویا گیا پہلے رجس ثابت پھر صاف کیا کہ تمہارا رجس کو بانی رکھنا یہ خدا کو منظور نہیں۔۔۔۔ رجس ثابت ہے باقی نہیں بلکہ یہاں کہا گیا ہم ثابت ہی نہیں ہونے دیں گے ہم دور ہی رکھیں گے۔۔۔۔ یہ فضل ہے یہ کسی عمل کی کوشش، محنت، ریاضت، علم کی وجہ سے حاصل نہیں ہوتیں یہ سب خدا کا فضل ہے۔۔۔۔ مگر ہم اس فضل پر شکر ادا کریں۔۔۔۔ اور سادات کے لیے یہ خیال ظاہر کریں کہ سادات بر کفر نمیرند۔۔۔۔

یہاں پر ایک اور بات کہی جاتی ہے کہ ”کل نسب و سبب منقطع یوم القیامۃ الا سببی و نسبی“ ہر سبب ہر نسب قیامت کے دن منقطع ہو جائے گا مگر میرا نسب و میرا سبب قیامت کے دن منقطع نہیں ہوگا۔۔۔۔۔ سبب رشتہ غلامی ہے۔۔۔۔۔ نسب اول اولاد ہیں۔۔۔۔۔ یعنی نہ میرا نسب جائے گا اور نہ میرا رشتہ غلامی ختم ہو سکتا ہے۔۔۔۔۔ اگر تم میرا رشتہ غلامی اختیار کر لو تو قیامت کے دن سارے رشتہ غلامی کٹ جائیں گے میرا رشتہ غلامی نہیں کٹے گا۔۔۔۔۔ ایسے سارے نسب قیامت میں بے فائدہ ہو جائیں گے میرا نسب بے سود نہیں ہو سکتا۔۔۔۔۔ مگر فرق یہ ہے کہ رشتہ غلامی کو دنیا میں بچاؤ اگر یہیں کٹ گیا تو وہاں کیا ہوگا۔۔۔۔۔

### اللہم صل علی محمد

رہ گیا نسب کا معاملہ وہ تو پہلے ہی سے بچائے ہوئے ہے اس میں ہمیں نہیں بچانا ہے جس نے لگایا ہے رشتہ وہی بچائے گا تو اسی لیے سادات کا خاتمہ بالخیر یقینی ہے۔۔۔۔۔ دوسروں کا شک ہے شک والوں کو ہمیشہ ڈرنا چاہیے یقین والوں سے نہیں ٹکرانا چاہیے۔ فضل کا معاملہ ہی کچھ اور ہے تو اگر کسی کو ولایت کا مقام محنت سے حاصل ہو تو خطرہ رہتا ہے۔۔۔۔۔ کہیں محنت کم ہوئی تو معاملہ غائب نہ ہو جائے اور جس کو رب تبارک و تعالیٰ اپنے فضل سے دے دے اس کی ولایت پر آنچ تک نہیں آئی۔۔۔۔۔

تو ہم جس کی یاد میں بیٹھے ہوئے ہیں اس نے ولایت کا درجہ اپنی محنت سے نہیں حاصل کیا ہے۔۔۔۔۔ کیونکہ حضرت اشرفی میاں نے ان کے بچپن ہی میں کہا تھا کہ یہ میرا پوتا ولی ہے۔۔۔۔۔ تو خدا نے ولی بنا کر ہی پیدا کیا اور ولی کی آغوش میں تربیت کے لیے دے دیا۔۔۔۔۔

### سرکار کلاں کی ولایت و وصیت کے آئینہ میں

تو یہ سمجھنا آسان نہیں ہے۔۔۔۔۔ ولی کا پہچاننا آسان نہیں بہت مشکل۔۔۔۔۔ ویسے تو لوگوں نے اپنے اپنے ذوق کے مطابق ولی کی معرفت کرائی ہے۔۔۔۔۔ مجھے تو ایسا لگتا ہے کہ جس کو جس صفت کا غلبہ ہوتا ہوگا وہ اپنی روشین میں ویسے ہی بات کہتا ہوگا۔۔۔۔۔ ورنہ ایک ولی کے اندر ساری باتیں ہوں گی۔۔۔۔۔ جو الگ الگ میں بیان کرنا چاہتا ہوں۔۔۔۔۔ ولی کی پہچان

کیا ہے؟ جس کو دیکھنے سے خدایا آئے۔۔۔۔ اس کا چہرہ دیکھو تو اس سے خدایا آئے۔۔۔۔ یہ ولی کی پہچان بتائی گئی ہے۔۔۔۔ ایسا اس کا تعلق ہوتا ہے کہ آپ اس کو جانتے نہیں ہیں کہ کس کو دیکھنے سے کیا یاد آتا ہے کچھ علامتیں ذریعہ معرفت ہیں۔۔۔۔ ان علامتوں پہ نظر ہو تو جس کی جو علامت ہو یاد آتا ہے۔۔۔۔ ولی کی شان ایسی ہوتی ہے کہ وہ خدا کے دین کی نشانی ہوتے ہیں۔۔۔۔ اور جب وہ خدا کے دین کی نشانی ہوتے ہیں تو ان کے دیکھنے سے خدایا آتا ہے۔۔۔۔ بحر الحقائق کے اندر یہ الفاظ استعمال کیے گئے ہیں کہ ولی وہ ہیں جو نفس کا دشمن ہو۔۔۔۔ کہنا آسان ہے اور نفس کا دشمن اپنے کو ثابت کرنا دشوار ہے۔۔۔۔ ویسے سبھی بولتے ہیں کہ ہم نفس کے دشمن ہیں۔۔۔۔ سارے نفس والے اپنے کو نفس کا دشمن ہی سمجھتے ہیں۔۔۔۔ مگر نفس کا چکر ایسا ہے کہ اچھے اچھوں کو غوطہ کھلا رہا ہے۔۔۔۔ ارے اس کی دشمنی کے اتنے پہلو ہیں کہ حضرت بایزید بسطامی کا ایک قول پیش کروں انہوں نے فرمایا غایت معرفت الہی نہ دانستم۔۔۔۔ معرفت الہی کی انتہا میں نہیں جان سکا۔۔۔۔ اور غایت کید نفس نہ دانستم نفس کے مکر کی بھی انتہا میں نہیں جان سکا۔۔۔۔ اتنا بڑا مکار۔۔۔۔ نفس پہلے کچھ کام کراتا ہے۔۔۔۔ پھر اپنی بڑائی کا سودا دماغ میں دیتا ہے۔۔۔۔ نماز پڑھا کے آپ کو سمجھا دیا کہ تو پکا نمازی ہے۔۔۔۔ کچھ اچھا کام کرا کے تجھے اونچا مقام دیکھا دیا۔۔۔۔ یہ بڑا زبردست دھوکہ۔۔۔۔ بے شمار لوگ اس میں پھنسے ہوئے ہیں اس سے بچ نہیں سکتے۔۔۔۔ اتنا بڑا دھوکہ۔۔۔۔ اتنا بڑا سودا۔۔۔۔ جو نفس کا دشمن ہوتا ہے وہ کبھی نفس کے فریب میں نہیں آتا۔۔۔۔ حضرت مخدوم المشائخ نے جو وصیت نامہ دیا اس وصیت نامہ کو سن کے پتہ چلا کہ سب سے بڑے نفس کے دشمن یہی تھے جس کی زندگی تقویٰ و طہارت میں گذری ہو۔۔۔۔ میں آپ کو بتاؤں کہ غیر کو تو سبھی مانتے ہیں۔۔۔۔ اپنا شہر چھوڑ کر باہر ہم سب سے بڑے متقی بھی بن سکتے ہیں۔۔۔۔ ہم عالم کا ڈھونگ بھی رچا سکتے ہیں۔۔۔۔ نہ جانے کیا کیا القاب ہم خود ہی ایجاد کر کے پھیلا سکتے ہیں۔۔۔۔ کچھ بھی کر سکتے ہیں۔۔۔۔ گھر والوں کو نہیں منوا سکتے۔۔۔۔ گھر والا ہمارا بچپنا بھی دیکھتا ہے۔۔۔۔ ہماری جوانی بھی دیکھ چکا ہے۔۔۔۔ ہمارے صبح و شام کو دیکھ چکا ہے۔۔۔۔ گھر والے کا جھکانا یہ بس کی بات نہیں ہے۔۔۔۔ اسی لیے نبی کریم ﷺ کی سچائی کی سب سے بڑی

دلیل یہ ہے کہ سب سے پہلے ایمان لانے والی ان کی بیوی۔۔۔۔۔ سب سے پہلے ایمان لانے والا ان کا بھائی ہے۔۔۔۔۔ سب سے پہلے ایمان لانے والا ان کا ساتھی ہے۔۔۔۔۔ جو زیادہ قریب تھا لپک گیا۔۔۔۔۔ تو حضرت مخدوم المشائخ کی سب سے بڑی دلیل یہ ہے کہ ان کے خاندان کا ہر بڑا بوڑھا مرید انہیں کا ہے۔۔۔۔۔ کہیں نہیں گیا اپنے گھر میں ہیرا ہو تو دوسری جگہ جانے کی ضرورت ہی کیا؟ بچہ بھی جھک رہا ہے۔۔۔۔۔ بیوی بھی جھک رہی ہے۔۔۔۔۔

شیخ الاسلام کے مرید ہونے کا واقعہ

اور میں کہوں کہ یہ میری ہی نظر نہیں ہے۔۔۔۔۔ میں اپنا واقعہ بتاؤں گا والد بزرگوار کی بارگاہ میں میں مرید ہونے کے خیال سے طالب علمی کے دور میں گیا تھا۔۔۔۔۔ حضرت نے پہلے اپنے انداز میں اس طرح کہا کہ میری سنت پر عمل کرنا چاہتے ہو تو میں اپنے ماموں سے مرید ہوا تم اپنے ماموں سے ہو جاؤ۔۔۔۔۔ یہ بات میں نے سنی اور پھر آئی گئی اور پھر اس کے بعد دوران تعلیم میں میرے دل میں والد بزرگوار ہی سے تھا کہ میں انہیں سے بیعت ہوں۔۔۔۔۔ جو بات میرے دل کی ہے وہ میں عرض کر رہا ہوں۔۔۔۔۔ مگر حضرت نے یہ کہا۔۔۔۔۔ اس کے بعد پھر کیا ہوا کہ میں نے مبارکپور میں خواب دیکھا کہ میں حضرت کی پرانی قیام گاہ پر وہاں جہاں پر حضرت بیٹھتے تھے۔۔۔۔۔ آ کر کے میں بیٹھا۔۔۔۔۔ دو بزرگوار بیٹھے تھے میں نے پوچھا۔۔۔۔۔ حضرت سے محبت عقیدت تو تھی ہی۔۔۔۔۔ لیکن یہ بات تھی کہ میں چاہتا تھا کہ میں والد گرامی سے مرید ہو جاؤں تو معلوم ہوا کہ حضرت سرکار کلاں ابھی آنے والے ہیں تو آپ آئے اور آنے کے بعد بیٹھ گئے ہاتھ پکڑا اور رات ہی کو مرید کر لیا۔۔۔۔۔ اس خواب کا بیان میں نے حضرت ماموں جان صاحب قبلہ سے بھی مبارکپور میں عرض کیا تھا۔۔۔۔۔ پتہ نہیں آپ کو یاد ہے یا نہیں۔۔۔۔۔ تو آپ نے بھی کہا تھا ایسا لگتا ہے کہ تمہارا حصہ وہیں ہے مگر پھر جب میں دوبارہ یہاں آیا اپنے والد بزرگوار سے میں نے کہا۔۔۔۔۔ والدہ کے ذریعہ ہمت تو تھی نہیں۔۔۔۔۔ بات کرنے کی۔۔۔۔۔ تو اس وقت حضرت نے پر جلال انداز میں فرمایا۔۔۔۔۔ تمہیں تو انہیں سے ہونا ہے۔۔۔۔۔ اس کے بعد بات ختم ہی ہو گئی۔۔۔۔۔ اس درمیان حضرت کا وصال ہی ہو گیا۔۔۔۔۔ اور جو بات حضرت نے فرمائی تھی وہ عالم وجود



میں آئی۔۔۔۔ حضرت کو اس گھر میں بلایا گیا۔۔۔۔ چھوٹے بڑے بچے اس وقت جوتھے۔۔۔۔ چادر حضرت نے پھیلا دیا۔۔۔۔ اور سبھوں نے پکڑ لیا۔۔۔۔ اور میں نے بھی چادر پکڑ لی۔۔۔۔ تو حضرت نے کھینچ کر میرا ہاتھ پکڑ لیا۔۔۔۔ تو میں نے سمجھ لیا کہ یہ خواب کی تعبیر ہو رہی ہے۔۔۔۔ تو پھر جب میں نے حضرت سے یہ خواب بیان کیا تو حضرت مسکرائے بہت۔۔۔۔ تو آپ کیا سمجھے والد بزرگوار نے جو راستہ مجھے دکھایا وہ کچھ سمجھ کر دکھایا۔۔۔۔ اس کے آگے بھیجا جس کا بچپن بھی دیکھا جس کی جوانی بھی دیکھی وہ اپنے بیٹے کو گمراہ نہیں کر سکتے تھے۔۔۔۔ اپنے بیٹے کو غلط راستے پر نہیں لگا سکتے تھے۔۔۔۔ انہوں نے ادھر کر دیا جو ان کے نزدیک افضل تھا۔۔۔۔

### اللہم صل علی محمد

دوستو! زندگی بھر تقویٰ و طہارت کی زندگی گزارنے والا جب جاتا ہے تو کہتا ہے۔۔۔۔ میں سب سے زیادہ گنہگار ہوں۔۔۔۔ میں سب سے زیادہ سیاہ کار ہوں۔۔۔۔ اپنے معتقدین سے وہ معرفت چاہتا ہے دعاء معرفت کرو تم۔۔۔۔ اپنے خاندان والوں سے وہ معافی مانگتا ہے۔۔۔۔ آپ خیال کرو۔۔۔۔ سوچو۔۔۔۔ کتنے بڑے نفس کے یہ دشمن تھے کہ نفس کا مکر یہاں نہیں چلا۔۔۔۔ بڑائی کا سودا نہیں پیدا ہوا۔۔۔۔ مقام کی عظمتوں سے دھوکا نہیں کھایا۔۔۔۔ ذرا سا آپ دیکھیں یہ کتنے بڑے عظمت کی بات ہے کہ اپنے نفس کا دھوکا نہیں ہوا۔۔۔۔ تو ولی وہی ہے۔۔۔۔ اتنی سی وصیت سن کر مجھے غوث اعظم یاد آگئے سیدنا غوث اعظم، اللہ اکبر! امام زمانہ، حسن عسکری کے بعد امام مہدی کے زمانہ تک یہ سارا زمانہ غوث اعظم کا زمانہ ہے وہ غوث اعظم جو مقام تحدیث نعمت ہیں۔۔۔۔ قصیدہ خمریہ میں اپنے فضائل و مناقب بیان کر رہے ہیں۔۔۔۔ جب ہم اس غوث کی زبان سے یہ سنتے ہیں کہ حصار کعبہ پر چہرہ مقدس کو رکھ کر کے ”خدا وندا! گر مستوجب عقوبت ہم مراد روز قیامت نابینا برانگیز تا بروئے نیکاں شرم سار نباشم“ اے خدا اگر میں سزا کا مستحق ہوں تو مجھے قیامت میں اندھا اٹھانا تاکہ نیکوں کے سامنے شرمندگی نہ ہو۔۔۔۔ اے غوث آپ کے پوتے نے آپ کی سنت ادا کر دی۔۔۔۔

### اللہم صل علی محمد

دیکھو مجھے بازید بسطامی علیہ الرحمۃ یاد آ گئے۔۔۔۔۔ جب ان سے کسی نے کہا تھا۔۔۔۔۔ حضور یہ بتائیے کہ آپ کی داڑھی افضل ہے یا میرے بیل کی دم۔۔۔۔۔ کیا خشیت الہی تھی۔۔۔۔۔ انہوں نے کہا اگر مجھے نجات مل جائے تو میری داڑھی افضل نہ نجات ملے تیرے بیل کی دم افضل ہے۔۔۔۔۔ وہی بہتر ہے۔۔۔۔۔ ان سے پوچھا گیا حضور بارش نہیں ہو رہی ہے۔۔۔۔۔ خلق خدا پریشان ہے۔۔۔۔۔ تو بازید بسطامی کہتے کیا ہیں۔۔۔۔۔ بازید بسطامی کہتے ہیں کہ جب کوئی گنہگار بندہ کسی بستی میں ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ کی رحمت نازل نہیں ہوتی اور تم میں سب سے زیادہ گنہگار میں ہوں۔۔۔۔۔ میں تمہاری بستی کو چھوڑ رہا ہوں۔۔۔۔۔ شہر بسطام سے نکلے۔۔۔۔۔ دھوم سے بارش ہوئی۔۔۔۔۔ اللہ کو ان کی یہ ادا پسند آ گئی۔۔۔۔۔ ان کا یہ خوف پسند آ گیا۔۔۔۔۔ ان کی یہ خشیت پسند آ گئی۔۔۔۔۔ یہ ہے ولی۔۔۔۔۔ جو ہر وقت ڈرتے ہیں۔۔۔۔۔ یہ بات صحیح ہے کہ وہ کسی سے نہیں صرف ایک سے ڈرتے ہیں۔۔۔۔۔ کسی سے نہیں ڈرتے۔۔۔۔۔ تو نفس کے فریب میں یہ آنے والے نہیں۔۔۔۔۔ بحر الحقائق کے اندر یہ بات کہی گئی اور کشف الاسرار کے اندر ولی کی پہچان بتائی گئی۔۔۔۔۔ ولی وہ ہے جو شریعت کا عنوان ہے۔۔۔۔۔ حقیقت کا برہان ہے۔۔۔۔۔ اس کی ظاہری حالت آداب شریعت سے مزین۔۔۔۔۔ ظاہری صورت آداب شریعت سے آراستہ اور باطنی حالت اسرار فقر سے آراستہ شریعت کا عنوان۔۔۔۔۔ حقیقت کا برہان۔۔۔۔۔ لفظ بہت مختصر ہے۔۔۔۔۔ مگر دو لفظوں میں بہت کچھ کہا جا چکا۔۔۔۔۔ آپ جانتے ہیں عنوان کی بڑی اہمیت ہوتی ہے۔۔۔۔۔ عنوان تو بہت مختصر ہی لوگ رکھتے ہیں مگر اس عنوان ہی سے لوگ سمجھ لیتے ہیں کہ اندر کیا ہے اسی عنوان کی تفصیل۔۔۔۔۔ اسی عنوان کے متعلقات۔۔۔۔۔ اسی عنوان کی تشریح۔۔۔۔۔ عنوان پھیلتا ہے تو کتاب بن جاتا ہے۔۔۔۔۔ کتاب سمٹی ہے تو عنوان بن جاتی ہے۔۔۔۔۔ شریعت کا عنوان کہہ کے بتایا کہ ولی وہ ہے پھیلا دو تو پوری شریعت سامنے آ جائے۔۔۔۔۔ سمیٹ دو تو ایک فرد واحد میں جمع ہو جائے۔۔۔۔۔ وہ شریعت کا عنوان ہے اور حقیقت کا برہان ہے۔۔۔۔۔ جو وہ کہے وہی حق ہے۔۔۔۔۔ حق کو پہچاننا سے تو ولی سے پہچانو۔۔۔۔۔ ولی جو کرے وہ حق ہے یہ حقیقت کا برہان ہے۔۔۔۔۔

اور ایک پہچان بتائی گئی ہے۔۔۔۔۔ ولی وہ ہے جو خدا کے واسطے آپس میں محبت کرے اور اس کی دلیل میں لوگ اس ارشاد کو پیش کرتے ہیں اور بجا ارشاد ہے ”وَجِبْتِیَ لِلْمُتَحَابِّیْنَ فِی“ یہ خدا نے اپنے ذمہ کرم میں رکھا کہ جو آپ میں ایک دوسرے سے خدا کے لیے، نفس کے لیے نہیں۔۔۔۔۔ دنیا کے لیے نہیں۔۔۔۔۔ خدا کے لیے آپس میں محبت کرتے ہیں۔۔۔۔۔ یہ ہر ولی کی شان ہے کہ ایک دوسرے سے محبت خدا کے لیے۔۔۔۔۔ خدا کی رضا کے لیے۔۔۔۔۔ اس حیثیت سے بھی آپ حضرت مخدوم المشائخ کی زندگی کا مطالعہ کریں۔۔۔۔۔ ہمیشہ بے غرض محبت خدا کے لیے۔۔۔۔۔ دیکھئے وصیت میں سارے مریدین کو وہ چاہتے تھے۔۔۔۔۔ سب سے انہیں پیار تھا۔۔۔۔۔ سب سے ہمدردی تھی۔۔۔۔۔ وصیت میں کیا اپنے مریدین کو یہ ہدایت کی؟ کہ میرے بال بچوں کا خیال رکھنا میرے گھر کی نگہداشت کرنا۔۔۔۔۔ میرے اعز واقارب کی نگہداشت کرنا۔۔۔۔۔ کچھ کہا؟ تو تم سے محبت اپنی غرض کے لیے نہیں تھی۔۔۔۔۔ تمہاری نجات کے لیے تھی۔۔۔۔۔ یہ خدا کے لیے چاہنے والے ہیں۔۔۔۔۔ اپنے لیے نہیں۔۔۔۔۔

ہاشمی میاں نے بڑی اچھا بات کہی کہ آپ نے جو ان سے محبت کی ہے اس میں انکا کوئی فائدہ نہیں۔۔۔۔۔ صاف کہہ دوں کہ اے خدا کے پوجنے والو۔۔۔۔۔ تمہاری عبادت کی خدا کو ضرورت نہیں۔۔۔۔۔ اور تمہاری عبادت سے خدا کا کچھ مقام اونچا نہیں ہوتا۔۔۔۔۔ اس کو کمال کے کچھ اور درجے نہیں ملتے یہ عبادت اس کے لیے نہیں تمہارے لیے۔۔۔۔۔ تمہاری نجات کامیابی کے لیے۔۔۔۔۔ تمہاری صلاح و فلاح کے لیے۔۔۔۔۔ ایسے ہی میں عرض کر دوں۔۔۔۔۔ اے رسول پر درود بھیجنے والو۔۔۔۔۔ تمہارے درود سے رسول کا مقام اونچا نہیں ہوتا۔۔۔۔۔ یہ درود کا فائدہ تمہیں کو ہے۔۔۔۔۔ تم ہی پر رحمتوں کی بارش ہوتی ہے۔۔۔۔۔ نبی تمہارے درود کے محتاج نہیں ہیں۔۔۔۔۔ تو اے سادات سے محبت کرنے والو۔۔۔۔۔ سادات تمہاری محبت کے محتاج نہیں ہیں۔۔۔۔۔ اور تمہاری محبت سے سادات کا کچھ مقام اونچا نہیں ہوگا۔۔۔۔۔ جو جہاں ہے وہ وہیں ہوگا۔۔۔۔۔ مجھے بتاؤ امام احمد رضا نے ایک غریب سید کو کاندھا دیا۔۔۔۔۔ وقت کے امام نے کاندھا دیا۔۔۔۔۔ وقت کے مجدد نے دیا۔۔۔۔۔ جامع علوم

دفنون نے دیا۔۔۔ ایک عظیم ہستی نے دیا تو کیا وہ مزدور آقا بن گیا؟ کیا تمہارے احترام سے کوئی غریب امیر ہو جائے گا؟ کوئی غلام آقا ہو جائے گا؟ کوئی مزدور سرمایہ دار ہو گیا؟ جس کو کا ندھا دیا تھا وہ جیا مزدور تھا مزدور ہی رہا تو امام احمد رضا سے پوچھو کہ کا ندھا دینے سے اسے ملا کیا؟ وہ مزدور کا مزدور ہی رہ گیا۔۔۔ میں نے اس کے لیے نہیں کیا اپنے لیے کیا۔۔۔

اللہم صل علی محمد

تو امام احمد رضا کا جواب یہی ہو گا ہم نے اس کے لیے کیا کیا؟ اس کو ہم کیا بلند کر سکیں گے؟ ان کو تو ان کے نانا جان بلند کریں گے ان کے اجداد بلند کریں گے؟ فضل الہی اس کو جتنا چاہے اٹھائے ہم سے پوچھو کہ اس اٹھانے سے ہمیں کیا ملا؟ یہ مت پوچھو ہم نے کیا دیا۔۔۔ ہم تو لینے والے ہیں۔۔۔ دینے کی بات کیوں پوچھتے ہو۔۔۔

اللہم صل علی محمد

رسول کے گھرانے سے لینے والا رسول کے گھرانے کو دینے کی بات نہیں کرے گا۔۔۔ ہمارے باپ دادا کی چیز لے کر ہمیں پہونچا دو پہونچانے کا ہم احسان مانیں گے۔۔۔ مگر ہم اس کو تیرا دینا نہیں سمجھیں گے۔۔۔

اللہم صل علی محمد

یا یہ کہہ دو کہ ہمارے باپ دادا سے آپ کو کچھ نہیں ملا۔۔۔ اعلان کر دو۔۔۔ پھر کہو جو دے رہے ہیں ہمارا ہے۔۔۔ اگر یہ غوث اعظم کا ہے تو تمہارا کیسا؟ اگر یہ مدینے والے کا ہے تو تمہارا کیا؟ ہماری چیز ہم تک پہنچا کر ہمیں آنکھ دکھاتے ہو۔۔۔

اللہم صل علی محمد

اچھی طرح سے بڑا یہ عجیب بات ہے۔۔۔ سوچنے کی بات ہے آپس میں محبت تھی سرکار کلاں کو اور واقعی وہ تھے ذرا سا آپ خیال کرتے چلے جاؤ۔۔۔ اور اس کے بعد ولی کی ایک پہچان یہ بھی بتائی گئی ہے۔۔۔ اور وہ بہت ہی عام سے بات ہے اور بات بھی صحیح ہے کہ ولی وہ ہے جس کی طرف رجحان خلق مومنین کا رجحان ہو۔۔۔ جانتے ہو کہ خدا جب

کسی کو ولی بناتا ہے۔۔۔۔۔ ولی کوئی بنتا نہیں۔۔۔۔۔ یاد رکھنا۔۔۔۔۔ کوئی ایسی فیکٹری نہیں۔۔۔۔۔  
 جہاں ولی ڈھالے جاتے ہوں۔۔۔۔۔ اور نہ کوئی ایسی سند ولایت دیتا ہے۔۔۔۔۔ یہ تو خدا کے  
 فضل ہی سے ہے۔۔۔۔۔ جس کو چاہے بنائے۔۔۔۔۔

ولی کے معنی قریب۔۔۔۔۔ خدا جسے قریب کرے وہی تو ہوگا۔۔۔۔۔ آ خود سے  
 ہو جائیں گے؟ خود سے آپ دنیاوی آزمی سے قریب نہیں جاتے جس کو وہ قریب کرنا  
 چاہے گا وہ قریب ہو جائے گا۔۔۔۔۔

رجحان خلق رب تبارک و تعالیٰ جب کسی کو ولی بنانا چاہتا ہے تو جبریل سے ارشاد  
 فرماتا ہے۔۔۔۔۔ اعلان کر دو میں اس سے محبت کرتا ہوں تم بھی اس سے محبت کرو۔۔۔۔۔ اور اس  
 کے بعد حضرت جبریل اعلان فرمادیتے ہیں۔۔۔۔۔ فرشتوں میں یہ خدا کا حکم ہے۔۔۔۔۔ خدا بھی  
 محبت کرتا ہے۔۔۔۔۔ جبریل تم بھی محبت کرو۔۔۔۔۔ یہ سلسلہ نیچے تک آیا پوری مخلوقات میں شہرہ  
 ہو جاتا ہے کہ یہ خدا کا محبوب ہے۔۔۔۔۔ اس سے محبت کرو۔۔۔۔۔ سب محبت کرتے ہیں۔۔۔۔۔  
 رجحان خلق کسی پروپنگنڈے سے نہیں ہوتا ہے۔۔۔۔۔ کسی اشتہار بازی سے حاصل  
 نہیں ہوتا۔۔۔۔۔ رجحان خلق تو خدا جدھر کرانا چاہے گا ہوگا۔۔۔۔۔ دوستو! سرکار کلاں کی یہی شان  
 ہے۔۔۔۔۔ جدھر گئے ایک سیلاب نظر آیا۔۔۔۔۔ قوم ہے کہ ٹوٹی جا رہی ہے۔۔۔۔۔ اور ایک بات  
 بتائیں۔۔۔۔۔ قوم کے ٹوٹنے کے بڑے اسباب ہوتے ہیں۔۔۔۔۔ مجمع لگانے کے بڑے  
 اسباب ہوتے ہیں۔۔۔۔۔ ایک تو یہ ہے کہ کوئی اچھا مقرر ہو خطیب ہو جس کے خطبے کو لوگ  
 پسند کرتے ہوں۔۔۔۔۔ نام سنا بھیڑ لگ گئی۔۔۔۔۔ بھیڑ لگانے کا طریقہ یہ بھی ہے۔۔۔۔۔ یا ایک  
 طریقہ اور بھی ہے کہ کوئی بہترین چھو چھا کرتا ہو۔۔۔۔۔ خوب تعویذ نویسی کرتا ہو اور بہت مشہور  
 ہو اس کی تعویذ سے بھی۔۔۔۔۔ تو بھیڑ لگ جاتی ہے۔۔۔۔۔ بھیڑ لگانے کے طریقہ یہ بھی  
 ہے۔۔۔۔۔ ایک زمانہ تو یہ تھا کہ اہل علم سے دینی مسائل پوچھنے کے لیے کوئی علم والا آ جاتا  
 ۔۔۔۔۔ اس کے در پہ دین سیکھنے کے لیے بھیڑ لگ جاتی۔۔۔۔۔ مگر اب ایسا ذوق ختم ہو گیا۔۔۔۔۔  
 اب تو کوئی دین سیکھنا ہی نہیں چاہتا۔۔۔۔۔ اتنا سفر کرتا ہوں مسئلہ تو کوئی پوچھتا ہی نہیں۔۔۔۔۔  
 اگر کوئی آیا تو یا تقریر کی بات کرتا ہے یا تو تعویذ کی بات۔۔۔۔۔ دو یہ چیز ہے۔۔۔۔۔ اب اگر کسی

کے پاس تقریر بھی ہو تو عویذ بھی ہو۔۔۔۔۔ دونوں چیز لے کر چلے۔۔۔۔۔ تو نہ دن کو اسے آرام نہ رات کو اسے آرام۔۔۔۔۔ وہ دن کا پیر بن جاتا ہے۔۔۔۔۔ اور رات کا مولوی بن جاتا ہے۔۔۔۔۔ تو مائل کرنے والی چیزیں یہ تھیں۔۔۔۔۔ مگر کسی میں یہ دونوں باتیں نہ ہوں۔۔۔۔۔ پھر بھی دنیا آئے تو اب سمجھ لو کہ یہ دنیا کسی اور وجہ سے نہیں آ رہی ہے۔۔۔۔۔ یہ اعلان جبریل ہے۔۔۔۔۔

### اللهم صل على محمد

آپ اچھی طرح دیکھیں کہ کیا پیاری شان ہے ”لهم البشرى فى الحياة الدنيا وفى الآخرة“ ان کے لیے دنیا کی زندگی میں بھی بشارت ہے اور آخرت کے زندگی میں بھی بشارت ہے۔۔۔۔۔ پہلی بشارت کثرت ثواب کا وعدہ زبان رسول پاک سے۔۔۔۔۔ یہ دنیا کی بشارت ہے۔۔۔۔۔ اور مبشرات صالح خواب ”الرؤيا الصالحة التى يراها المؤمن او تراه“ وہ اچھے خواب جو مومن خود دیکھے یا اس کے لیے کوئی دیکھے۔۔۔۔۔ یہ بھی مبشرات میں سے ہے۔۔۔۔۔ یہ دنیا کی بشارت ہے۔۔۔۔۔ اور موت سے پہلے ہی مرنے کے وقت فرشتوں کی خوش خبریاں جب یہ روتے ہیں تو وہ ہنستا ہے۔۔۔۔۔ اس کی ہنسی ہمیں محسوس نہیں ہوتی۔۔۔۔۔ فرشتوں کی خوش خبریاں ہوتی ہیں نگاہوں کے سامنے۔۔۔۔۔ جلوہ مصطفیٰ ہوتا ہے۔۔۔۔۔ سرکار کا دیدار ہوتا ہے۔۔۔۔۔ کس شان سے اٹھتا ہے۔۔۔۔۔ فرشتوں کی جلو میں یہ دنیا کی بشارت اور مومن کی یہ بھی پہچان کہ مرنے سے پہلے ہی جنت میں وہ اپنا مقام دیکھ لیتا ہے۔۔۔۔۔ دوستو! ہم نے جب وصیت نامہ پر غور کیا۔۔۔۔۔ وہ وصیت نامہ وہی لکھ سکتا ہے۔۔۔۔۔ جو اپنا مقام پہلے ہی دیکھ چکا ہو۔۔۔۔۔ کیوں کہ حضرت نے موت کے وقت کیا خوب فرمایا کہ اللہ کا کرم ہے یہ نبی کا احسان ہے کہ مجھے آج دائمی زندگی مل گئی تو تکلیف والی زندگی پر کوئی احسان نہیں مناتا۔۔۔۔۔ مصیبت والی زندگی پر کوئی احسان نہیں مناتا۔۔۔۔۔ جنت میں مقام دیکھ لیا ہے فضل کا کلمہ پڑھ رہے ہیں۔۔۔۔۔

ولی وہ ہے جو مرنے سے پہلے اپنا مقام بھی دیکھ لے۔۔۔۔۔ وصیت نامہ کا انداز تیار بتا رہا ہے کہ وہ اپنا مقام دیکھ چکے تھے اس لیے مطمئن ہو کے گئے۔۔۔۔۔ خوش ہو کر گئے۔۔۔۔۔ دعا دیتے ہوئے گئے۔۔۔۔۔ اور سب کو نصیحت کرتے ہوئے گئے۔۔۔۔۔ دوسری بات یہ ہے کہ

نصیحت کا طریقہ دوسرے ڈھنگ کا حضرت نے اختیار فرمایا۔۔۔ ایسا تو کسی نے نہیں کہا۔۔۔ لوگ کہتے ہیں بھائی دیکھو میں جا رہا ہوں۔۔۔ تم دین و سیت پر قائم رہو۔۔۔ صراط مستقیم پر چلو۔۔۔ بروں سے بھاگو۔۔۔ یہ سب نصیحت کے الفاظ ہوتے ہیں۔۔۔ یہ سب بھی صحیح ہوتے ہیں۔۔۔ انہوں نے کچھ نہیں کہا۔۔۔ یہ کرو وہ کرو۔۔۔ مگر جو کچھ کر دیا۔۔۔ جو کچھ کہہ کر چلے گئے۔۔۔ اسی میں سب کو وصیت مل گئی کہ اب نفس کا حساب لو۔۔۔ جانے والا چلا گیا۔۔۔ اب اپنے کو پہچانو۔۔۔ ایسی وصیت کر دی جو اپنے کے لیے بھی ہے۔۔۔ پرانے کے لیے بھی ہے۔۔۔ گھر والوں کے لیے بھی ہے۔۔۔ باہر والوں کے لیے بھی ہے۔۔۔ اور تقویٰ و علم کے نشے میں جو چور ہیں ان کے لیے بھی۔۔۔ سبھی کے لیے وصیت کر دی۔۔۔ وصیت کرتے وقت انہوں نے اپنے پرانے کی کوئی تخصیص نہیں کی۔۔۔

سب کو ہدایت کی روشنی دیکھا کر چلے گئے۔۔۔ تو دیکھا آپنے دنیا کی زندگی میں بھی بشارت ہے اور آخرت کی بشارت تو یہ کہ جائیں گے تو فرشتے سلام پیش کریں گے۔۔۔ اور اس سلسلہ میں کچھ اور ارشاد ہے کہ وعدہ دیدار الہی یہ دنیا کی بشارت۔۔۔ اور اس وعدہ کی تکمیل یہ آخرت کی بشارت۔۔۔ تو یہاں وعدہ وہاں دیدار۔۔۔ آخرت میں دیدار ہوگا۔۔۔ یہ آخرت کی بشارت۔۔۔ ایسے ہی یہاں معرفت وہاں مغفرت۔۔۔ معرفت دنیا کی بشارت ہے۔۔۔ معرفت آخرت کی بشارت ہے۔۔۔ یہاں مجاہدہ وہاں مشاہدہ۔۔۔ یہاں مجاہدہ یہ دنیا کی بشارت ہے وہاں کا مشاہدہ یہ آخرت کی بشارت ہے۔۔۔ یہاں وفا اور فنا وہاں رضا و بقا۔۔۔

لهم البشرى فى الحياة الدنيا وفى الآخرة

وما علينا الا البلاغ المبين



## الحاج محمد منظور احمد اشرفی رحمۃ اللہ تعالیٰ

محترم المقام الحاج محمد منظور احمد اشرفی بن میاں نبی بخش ایم، ڈی، ایچ، ایم، آئی، ایم، سی رجسٹرڈ ہومیوپیتھک ڈاکٹر اور طبیب درجہ اول۔ آپ یکم جون ۱۹۱۰ء موضع پنجگرائیں تحصیل اجنالا ضلع امرتسر (بھارت) میں پیدا ہوئے جبکہ آپ کے آباؤ اجداد موضع رانا نزد نارووال رہتے تھے۔ ملازمت کے باعث آپ کے والد ماجد میاں نبی بخش مرحوم نے مستقل طور پر ضلع امرتسر میں اقامت اختیار کر لی۔ الحاج محمد منظور اشرفی ابھی چھ برس کے تھے کہ والد صاحب کا قصبہ ترنتارن ضلع امرتسر میں انتقال ہو گیا۔ تو آپ نے عزیزوں کے ہاں مختلف مقامات پر وقت پاس کیا چھٹی جماعت سے بڑی ہمشیرہ کے ہاں امرتسر میں علم حاصل کیا اور امرتسر میونسپل کمیٹی میں بطور ٹیچر ملازمت مل گئی۔ ملازمت کے دو ماہ بعد ہی آپ کی والدہ ماجدہ کا ۷ اصفہ المظفر کو وصال ہو گیا یہ آپ کیلئے انتہائی صبر آزما مرحلہ تھا مگر بڑی استقامت سے برداشت کیا اور اپنے والدین مرحومین کی روح کو ایصال ثواب کیلئے ۱۹۲۹ء سے ۱۹۹۲ء اپنے وصال تک باقاعدگی سے ۷ اصفہ المظفر کو سالانہ ختم شریف جاری رکھا۔ پاکستان کے معرض وجود میں آنے کے ساتھ ہی اگست ۱۹۴۷ء میں لاہور کارپوریشن میں بطور ایس، وی ٹیچر بھرتی ہوئے۔ ملازمت کے ساتھ ساتھ خدمت دین کے جذبہ نے رنگ جمایا اور انجمن تبلیغ احناف میں اعزازی فنانس سیکرٹری کے فرائض سرانجام دیئے۔ اکابر علماء و مشائخ عظام کی سرپرستی میں مسلک حق اہلسنت و جماعت کی نشرو اشاعت میں بھرپور حصہ لیا خصوصاً حضرت صدرالفضل مولانا سید نعیم الدین مراد آبادی حضرت محدث اعظم کچھوچھوی، مفتی اعظم پاکستان حضرت سید ابوالبرکات قادری رحمہم اللہ تعالیٰ کا قرب نصیب رہا شیخ المشائخ حضرت سید ابوالاحمد محمد علی حسین اشرفی کچھوچھوی رحمہ اللہ تعالیٰ سے آپ کو بیعت کا شرف پایا یہی وجہ ہے کہ آپ کے صاحبزادے اور خاندان کے اکثر افراد سلسلہ اشرفیہ سے منسلک ہیں۔ دوران ملازمت آپ کو کاروبار تجارت سے بھی گہری دلچسپی رہی اس لئے



ریٹائرمنٹ سے پانچ ماہ قبل مرید کے ضلع شیخوپورہ میں آپ کو ایجنسیوں کا کام حاصل ہوا اور بفضلہ تعالیٰ و بجا حبیبہ الاعلیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا روبرو باعث برکت ثابت ہوا۔

دینی جذبہ کے ذوق نے رہنمائی کی تو اشرف المومنین اور ذکر الحبيب دو کتابیں اپنی گروہ سے چھپوا کر مفت تقسیم کیں اللہ تعالیٰ نے آپ کو اولاد کی نعمت سے بھی نوازا چنانچہ آپ کے چار صاحبزادے حسن منظور اشرفی، ناصر منظور اشرفی، امیر منظور اشرفی، غالب منظور اشرفی اور دو صاحبزادیاں ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے سب کو کاروبار اور اولاد دینے سے نوازا ہے تمام بہن بھائی نہایت محبت و مودت اتفاق و اتحاد سے زندگی بسر کر رہے ہیں یہ سب حاجی صاحب کی عمدہ تعلیم و تربیت کا ثمر ہے۔ آپ نے اپنی تمام جائیداد شریعت مصطفیٰ ﷺ کے مطابق اولاد میں تقسیم فرمادی اور خود ماہوار پنشن پر صبر و شاکر رہے

الحاج محمد منظور اشرفی علیہ الرحمۃ نے اپنی جیب خاص سے ایک قطعہ اراضی پر نہایت خوبصورت غوثیہ اشرفیہ کے نام سے مسجد تعمیر کرائی جہاں باقاعدگی سے پنجگانہ نمازیں اور جمعۃ المبارک پڑھا جاتا ہے امام و خطیب اور مسجد کے ضروری اخراجات از خود ادا فرماتے رہے۔ اہل محلہ یا دیگر لوگوں سے چندہ نہیں لیا جاتا اہل محلہ کے بچوں کی دینی تعلیم کا سلسلہ مسجد میں قائم ہے۔ ہر ماہ گیارہویں شریف کا اہتمام ہوتا ہے نیز تمام متبرک ایام منائے جاتے ہیں ذکر و اذکار اور درود و سلام کی محافل منعقد ہوتی ہیں گویا کہ یہ مسجد اپنے ایریا میں مرکزی حیثیت رکھتی ہے۔ آپ پاک و ہند کے بیشتر اولیاء اکرام کے مزارات کی زیارت کر چکے ہیں اور ان کے عرسوں میں شمولیت کی سعادت رکھتے ہیں۔ آپ کی اور خصوصاً تمام صاحبزادے سرکار کلاں حضرت سید ابوالسعود سید شاہ محمد مختار اشرف الاشرفی البیلانی علیہ الرحمۃ سے بیعت کی نعمت عظمیٰ سے سرفراز ہیں۔

حضرت حاجی مرحوم دوبار حج و زیارت کی نعمت عظمیٰ سے باریاب ہوئے پہلا حج ۱۹۵۳ء میں بحری جہاز سے کیا۔ جبکہ دوسرا حج اپنی اہلیہ محترمہ کے ساتھ ۱۹۸۴ء میں بذریعہ ہوائی

جہاز کرنے کا موقع ملا۔

محترم جناب الحاج منظور احمد اشرفی رحمۃ اللہ نہایت پاکیزہ زندگی گزار کر ۲۶ ربیع الثانی ۱۴۱۳ھ بروز پیر وصال حق فرمایا اور اپنی تعمیر کردہ مسجد کے ایک کونے میں جو اپنی قبر کیلئے قبل از تعمیر مسجد جگہ وقف کر چکے تھے مدفون ہیں۔ یہاں ہر وقت ذکر و فکر تسبیح و تحلیل اور پنجگانہ اذان کی آواز اور نمازیوں کی دعاؤں سے بہرہ مند ہیں رحمۃً واسعۃً۔

آج ان کے فرزند انہیں کے نقش، قدم پر چلتے ہوئے اپنے پیر و مرشد سرکار کلاں کے احوال و آثار پر مشتمل پیش نظر رسالہ شائع کرنے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں

محمد منشاء تابلش قصوری (خطیب جامع مسجد ظفریہ پیر ہاؤس مرید کے ضلع شیخوپورہ

۲۳ ماہ رمضان المبارک 29 نومبر 2002 بروز جمعہ المبارک

تاجدار اہلسنت، مرکز روحانیت و اشرفیت مخدوم المشائخ  
حضرت مولانا الحاج سید محمد مختار اشرف الاشرافی البھیلانی قدس سرہ  
سرکار کلاں رحمہ اللہ تعالیٰ



از قلم: حضرت الحاج سید علی الاشرافی البھیلانی مدظلہ

### اجمالی تعارف صاحب مضمون

حضرت الحاج سید علی الاشرافی البھیلانی مدظلہ مخدوم المشائخ حضرت سرکار کلاں  
کے چھوٹے فرزند عالی مرتبت ہیں۔ آپ کی حیات کا ہر گوشہ عارفانہ ہے۔ آپ کی شرافت،  
وضع داری، تہذیب، علم و عرفان، اخلاق و عمل و جملہ اوصاف حمیدہ ورثے میں ملے ہیں۔  
آپ نے خلوص و ایثار جذبہ خدمت خلق سے کچھوچھ شریف اور اتر پردیش انڈیا  
کے وسیع علاقوں میں منفرد مقام اور ذی وقار منزلت حاصل فرمائی ہے آپ اپنے حلقہ انتخاب  
سے ایم ایل اے اور ایم ایل سی منتخب ہو چکے ہیں آپ کی تجاویز و تقاریر کو مقبولیت عامہ  
حاصل ہے۔ آپ الاشراف فاؤنڈیشن کچھوچھ شریف کے چیئرمین بھی ہیں۔ (ادارہ:  
ماہنامہ آستانہ کراچی)

الاشراف فاؤنڈیشن کے بانی سرپرست اعلیٰ حضور مخدوم المشائخ سرکار کلاں رضی  
اللہ عنہ کو ہماری نگاہیں نہیں دیکھ رہی ہیں، لیکن ان کی روحانی سرپرستی اور ان کی دعائیں ضرور  
ساتھ ہیں۔ ہمیں یقین کامل ہے کہ حضور مخدوم المشائخ کی زبان اور تحریر سے نکلا ایک ایک  
لفظ کا مشاہدہ عالم اسلام اور مخلوق خدا ضرور کرے گی انشاء اللہ تعالیٰ نیز فاؤنڈیشن مخدومی  
فیوض و برکات و تصرف روحانی سے ترقی کرتے ہوئے اپنی روشنی اور خوشبو سے مخلوق خدا کو  
ہمیشہ سیراب کرتا رہے گا۔

۹ رجب المرجب ۱۴۱۷ھ مطابقتاً ۲۱ نومبر ۱۹۹۶ء بروز جمعرات ۸۴ اور ۸۵  
سال کی عمر شریف کے درمیان آفتاب اشرفیت تاجدار اہلسنت مرکز روحانیت مخدوم المشائخ  
سرکار کلاں رضی اللہ عنہ نے وصال فرمایا۔ عالم اسلام دنیائے اہلسنت چمنستان اشرفیت میں

زلزلہ آ گیا۔ آنسوؤں کے سیلاب غموں سے ٹوٹے دل بے قابو ہوش و حواس، بکھرے ہوئے دل و دماغ کی کیفیات کا بوجھ ناتواں انسانی جسم برداشت نہ کر سکا۔ قوت مدافعت جو اب دے گئی وہی منظر وہی صورت وہی تصور وہی خیال ہر وقت اس طرح چھایا رہا کہ ساری دنیا، تمام مصروفیات اور زندگی کے دیگر تقاضوں سے دور ہوتے چلے گئے اور سامنے تھی ہماری تنہائی اور گوشہ نشینی۔۔۔۔۔

حضرت والد ماجد مخدوم المشائخ رضی اللہ عنہ کے وصال کے بعد مختلف احساسات کی شدت جو دل کے سردخانہ میں بھی کہیں پوشیدہ تھے بے قرار ہو گئے۔

وہ رات جب گھر کا دروازہ زنجیروں کے کھٹکھٹانے کی آواز پر کھولا جاتا ہے۔ اور حضور مخدوم المشائخ والد ماجد رضی اللہ عنہ تشریف لاتے ہیں ۶ سال کی عمر کا ان کا یہ فرزند سید علی ان کی والدہ ماجدہ رضی اللہ عنہا اپنی مخدومہ دادی صاحبہ رضی اللہ عنہا کی آغوش میں سو رہا ہے۔ رقت آمیز آوازوں اور پریشان ماحول میں آنکھ کھلتی ہے تو ہمارے سرکار کلاں، ہمارے پیر و مرشد مخدوم المشائخ روتے بلکتے اپنے اس بیٹے کو اپنی آغوش میں لیتے ہوئے فرماتے ہیں ”کہ میں تمہارا والد ہی نہیں ہوں، بلکہ ماں بھی ہوں“ یہ وہی رات تھی جب ہماری مخدومہ والدہ علیہا نے وصال فرمایا تھا اور اس وقت مخدومہ دادی صاحبہ رضی اللہ عنہا اور حضرت والد ماجد رضی اللہ عنہ کی بے پناہ شفقتوں نے سہارا دیا، سکون دیا۔

حضور مخدوم المشائخ نے جو الفاظ ادا فرمائے وہ صرف وقتی تسلی اور تشفی کے الفاظ ہی نہیں تھے بلکہ ان کی حقیقت کو ہم نے ہمیشہ محسوس کیا، اور جس کا مشاہدہ تمام اہل خاندان اور اہل کچھوچھ نے بھی کیا۔ اور اس طرح اس فقیرانہ اور درویشانہ ماحول میں سید علی کے بچپن کا شاہانہ انداز سمنان کے شاہی درویشانہ ماحول کے تعلق کو نمایاں کرنے لگے۔ اور اس طرح مخدوم المشائخ کی آغوش میں پرورش پانے والا بچپن سے آگے بڑھتا گیا۔

حالات کے اتار چڑھاؤ، آندھیوں، طوفان، خزاں اور بہار کے مختلف دور گزارتے ہوئے زندگی کے ایام آگے بڑھتے گئے۔ اور زندگی کے اس سفر میں حضور مخدوم المشائخ رضی اللہ عنہ کے بہت تاثرات جسم کی رگوں میں خون بن کر دوڑنے لگے۔ ان کے احساسات دل و دماغ کی گہرائیوں میں پیوست ہو گئے۔ ان کی بہت سی باتیں حافظ کے محافظ خانہ میں محفوظ

ہو گئیں۔ اور ان کے بہت سارے انداز دل میں نقش بن گئے۔

ان کی مسکراہٹیں پر مسرت چہرہ ان کا غم رنج و ملام اور اس پر ان کا صبر و ضبط و تحمل، ان کا توکل، انداز فکر، انداز مشفقانہ، ان کی دل جوئی، اپنوں، بیگانوں، قریب، نزدیک، دور سبھی کے ساتھ ان کا انداز مروت، سب کا خیال، سب کی فکر، سبھی کے دکھ درد کا احساس، سبھی کی مسرتوں میں شریک، سبھی کے غموں، مشکلوں اور پریشانیوں میں اس سے نزدیک اور قریب تر، ان کا چلنا، بیٹھنا، گفتگو کا انداز، ان کا سونا ان کا جاگنا، ان کے شب و روز، سفر و قیام، ہر انداز، ہر طریقہ ایسے نقوش ہیں، جن کی ایک طویل تفصیل ہے۔ اور پھر یہ اس عظیم المرتبت شخصیت کے صرف چند پہلو ہیں۔ اور اس عظیم المرتبت شخصیت کے مختلف پہلوؤں کو ایک دائرہ میں سمیٹنا ایک مستقل تحقیقی کام ہے جسے پورا کرنے کے لیے الا شرف فاؤنڈیشن نے پورے عزم و حوصلہ کے ساتھ قدم بڑھایا ہے۔ اللہ رب العزت مخدوم المشائخ کے وسیلہ سے اسے تکمیل تک پہنچائے۔ آمین۔

مخدوم المشائخ رضی اللہ عنہ کی عظیم المرتبت شخصیت جہاں ایک طرف علمائے اہل سنت اور مشائخ کرام کے درمیان منفرد ہے تو اسی کے ساتھ اولیائے کرام و صوفیائے ذوالاحترام کے روحانی مشن اور خانقاہی روایات میں مسند سجادگی پہ بھی منفرد نظر آتی ہے۔  
مخدوم المشائخ رضی اللہ عنہ جن کا قول دینی و دنیاوی معاملات امور خانہ داری ہو یا مقامی حالات و معاملات ہوں یا بیرونی حالات اور معاملات کا سامنا ہو۔

اپنوں، عزیزوں، متعلقین، غیر متعلقین اور اغیار سب کے درمیان سبھی کے معاملات، سبھی کے ساتھ سلوک، سبھی کے دکھ درد کا احساس رکھنے کے منفرد انداز دل کی گہرائیوں کو چھوتے ہیں۔

علماء و مشائخ کے درمیان علمی گفتگو کے نکات کی حسین، دل نشین خانقاہی انداز فکر سے تشریح، مخدوم المشائخ کا ایک مخصوص عالمانہ عارفانہ انداز تھا۔ جو یقیناً اس عہد کے علماء و مشائخ کے درمیان ایک منفرد پرکشش انداز تھا۔

زندگی کا ہر پہلو درخشاں، بچپن، جوانی، اور پھر عمر کے آخری دور تک ایک انداز، ایک طریقہ، ایک جیسا رہن سہن، لباس، عبادت، ریاضت اور اوراد و وظائف ایک جیسا معمول،

سچ تو یہ ہے کہ جس طرح خانوادہ اشرفیہ میں اعلیٰ حضرت عظیم البرکت سیدی حضرت شاہ علی حسین اشرفی سجادہ نشین رضی اللہ عنہ مجدد سلسلہ اشرفیہ ہم شبیہ غوث الاعظم ایک منفرد شخصیت تھی۔ اس طرح حضور مخدوم المشائخ حضرت اشرفی علیہ الرحمۃ کے بعد بزرگ ترین اور منفرد شخصیت ہیں ہماری یہ التجا ہے بارگاہ رب العزل میں کہ اس عظیم المرتبت شخصیت کی شفقتوں، سینہ پر پتھر رکھ کر دل جوئی کرتے رہنے کی عظیم مثالوں، ہر ایک کے منصب اور اپنے منصب اعلیٰ کے مطابق کرتے رہنے کے مسلسل سلوک کے سمندر کے چند قطروں کی ہی وراثت اور جانشین ہمیں حاصل ہو سکے۔ اور ہم اس اعلیٰ مرتبت کے طور طریقوں کے حسن اخلاق کے گھر سے لیکر باہر تک کے طرز عمل کے روحانیت کے اس علمبردار کے بے لوث، بلا کسی معاوضہ کی امید، خاندان، مقام و بیرونی افراد کے ساتھ شفقت تعاون اور ہمدردی کا رہا ہے، وراثت کے عملی حقدار بن سکیں۔

مخدوم المشائخ نے وراثت میں دولت ثروت جائداد مکان نہیں چھوڑا ہے، بلکہ جو کچھ بھی انہیں مکان، کھیت، باغ وغیرہ کی جائدادیں وراثت میں ملی تھیں۔ ان کی ملکیت سے مخدوم المشائخ اپنی زندگی میں ہی بہت پہلے دست بردار ہو گئے تھے۔ اور ملکیت کو منتقل فرما چکے تھے۔ اور اس طرح مخدوم المشائخ رضی اللہ عنہ نے وصال کے وقت وراثت میں جو چھوڑا ہے وہ ہے ان کا اخلاق حسنہ عملی کردار دینی و دنیاوی زندگی کے مختلف پہلو۔ اور روحانی مخدومی مشن۔

اور اس طرح نازاں ہمیں اس بات پر ہیں ہونا ہے کہ ہمارے پیرو مرشد ہمارے رہنما ہمارے والد ماجد مخدوم المشائخ سے مکان، لباس، جائیداد و دولت کی شکل میں، بحیثیت وارث ہمیں کیا کچھ ملا۔ بلکہ ہم نازاں ہیں تو اپنی اس قسمت پر کہ ہمیں ولی کامل، روحانیت کا تاجدار ایک شفیق باپ ملا۔ جو ہمارا پیرو مرشد بھی ہے اور دینی و دنیاوی رہنما بھی۔

اور اب ہم تمام فرزند ان اولاد نیز خانوادہ مخدوم المشائخ، خلفاء مریدین، متوسلین و متعلقین کا یہ فرض ہے کہ مخدوم المشائخ حضور سرکار کلاں رضی اللہ عنہ کی وراثت کی اس امانت کا تحفظ کرتے ہوئے اسے فروغ دیں۔

اور مکرو فریب، حرص و ہوس، اقتدار، جاہ و جلال کی بھوک، نیز سکھ رائج الوقت کی محبت میں گرفتار اس سماجی ماحول کو مخدوم المشائخ کے کردار عمل کے آئینہ میں سنوارنے، سجانے، بنانے میں پر خلوص انداز میں جدوجہد کا آغاز کریں۔

مخدوم المشائخ حضور سرکار کلاں رضی اللہ عنہ تقسیم ہند کے وقت مصائب پریشانیوں کی صبر آزما منزلوں سے صبر و شکر کے ساتھ گزر کر جب کچھوچھ شریف جہاں ایک کہرام مچا تھا، تشریف لائے تو گھر کے افراد اہل خاندان نیز مقامی اور قرب و جوار کے عوام نے محبت، عقیدت اور مسرت سے پلکیں بچھا کر ان کا استقبال کیا۔

اور پھر وہاں سے شروع ہوتا ہے عزم و حوصلہ کا ایک نیا باب ایک نیا دور حضور مخدوم المشائخ کے ذریعہ تعمیرات جدید تعمیرات نو کا آغاز اور یہ آغاز اپنی رہائشی سہولیات سے نہیں بلکہ شروع ہوتا ہے خانہ خدا کی تعمیر جدید سے کچھوچھ شریف میں عظیم الشان مختار

المساجد صرف مخدوم المشائخ کے ذاتی سرمایہ سے بلکہ مخدوم المشائخ کی کوششوں کاوشوں اور عملی محنت کے پینہ کے گارے سے اس مقدس تعمیر کی تکمیل ہوتی ہے۔

اور پھر آگے بڑھتا ہے۔ یہ تعمیری دور جس کا آغاز مختار المساجد سے ہوا تھا۔ اعلیٰ حضرت اشرفی میاں رضی اللہ عنہ کی روحانی وراثت خانقاہ حسینہ سرکار کلاں جسے حالات نے بظاہر ایک شکستہ عمارت میں تبدیل کر دیا تھا۔ ایک عالی شان عمارت کی شکل میں آپ کے سامنے ہے۔ جامع اشرف کی تعمیر مسجد اعلیٰ حضرت نے اشرفی میاں علیہ الرحمۃ کی عظیم تعمیر۔ اور پھر تاجدار علماء اہل سنت شہنشاہ خطابت سیدی حضرت مولانا سید احمد اشرف رضی اللہ عنہ کے نام سے منسوب عظیم الشان ہال کی تعمیر، جن کا نظارہ آپ کر رہے ہیں۔ حضور مخدوم المشائخ کی ذاتی توجہ اور دلچسپی کے شاہکار ہیں۔ ایسے تمام تعمیری کاموں میں حضور مخدوم المشائخ برابر ایک بڑے حوصلہ سے عطا فرماتے تھے اور اس طرح حضور مخدوم المشائخ کا عہد سجادگی خانوادہ اشرفیہ سرکار کلاں کے ایک عظیم الشان تعمیری دور کی حیثیت سے ہمیشہ یاد کیا جاتا رہے گا۔



## مفتی اعظم کی بارگاہ میں خراج عقیدت

محی مخلصی مدیر استقامت سلام مسنون!

یہ جان کر حد درجہ مسرت ہوئی کہ آپ استقامت کا مفتی اعظم نمبر جسے آپ ایک مثالی انداز سے نکالنے کا منصوبہ بنا چکے تھے اب آپ کی مساعی جمیلہ نے اسے آخری مرحلے تک پہنچا دیا ہے۔ میں نے تو آپ کے آغاز سفر ہی کے وقت کہہ دیا تھا کہ ملی بیداری کا ایک روشن پہلو یہ بھی ہے کہ اکابرین کی یادوں کو تازہ رکھا جائے انکی فکر و نظر اور کردار و عمل کو محفوظ کر کے نور و حرارت کا دائرہ سامان فراہم کیا جائے جو زندگی کی تاریکیوں کو دور کرے اور ہر دور میں فلاح و صلاح اور امن و سکون کی راہ دکھائے۔ حضرت مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ بلاشبہ ان ہی اکابرین میں سے تھے جو دین و سنت کو فروغ دینے کے لئے پیدا ہوئے ہیں۔ حضرت کی پوری زندگی پر ایک طائرانہ نگاہ ہی ڈالیے تو یہ حقیقت نکھر کر سامنے آجاتی ہے کہ خلوص و للہیت ان کی شخصیت کا ٹریڈ مارک تھا ان کا کوئی قول یا عمل میری نگاہ میں ایسا نہیں ہے جو خلوص و للہیت سے عاری ہو۔ وہ اگر ایک طرف مہتر عالم مستند اور معتبر فقیہ مختلف علوم و فنون کے ماہر اور شعر و ادب کے مزاج آشنا تھے تو دوسری جانب عبادت مکاشفہ و مجاہدہ اور اسرار باطنی کے بھی محرم تھے اور ہر میدان میں ان کے خلوص و للہیت کی جلوہ گری نمایاں طور پر دکھائی دیتی تھی۔ وہ ایک ایسی شمع تھے جس کے گرد لاکھوں پروانے اکتساب نور کی خاطر زند گیوں کو داؤ پر چڑھائے رہتے تھے۔ میرے گھرانے کے بزرگوں سے انکے دیرینہ اور گہرے تعلقات تھے۔ اس پس منظر میں مجھے ان کا قرب خاص حاصل تھا۔ ایسے کئی مواقع آئے جب حضرت نے تنہائی کی فضا پا کر انشراح صدر کے ساتھ مجھ سے باتیں فرمائیں اور ایک موقع پر فتنوں کی نشان دہی کرتے ہوئے یہاں تک کہ دیا کہا اگر دین و سنیت کے ماحول میں انتشار کا



خوف و اندیشہ نہ ہوتا تھا تو بعض لوگوں کے چہروں پر پڑی ہوئی نقابوں کو الٹ کر ان سے اپنی  
بیزاری کا اعلان کر دیتا۔ حضرت نے مدہم لے میں مگر کسی قدر جوش کے ساتھ کچھ اور باتیں بھی  
ارشاد فرمائیں

جنہیں میں سمجھ نہ سکا اس لئے میں پہلے ہی سے اس فکر میں ڈوب گیا تھا کہ دین و سنیت سے خلوص و  
لتہیت رکھنے والے اس معیار کے کہاں ملیں گے جن میں صبر و تحمل بھی ہو فکر و تدبر بھی اور علم و مروت  
بھی۔ ادارہ استقامت لائق مبارکباد ہے کہ منقہ اعظم ہند نمبر کی اشاعت کے ذریعے ایک اہم ملی  
اور دینی خدمت کو انجام دے رہا ہے۔ فقیر کی دعائیں اور نیک خواہشات نمبر کی کامیابی کے لئے  
ہیں۔

فقط والسلام۔ سید محمد مختار اشرف سجادہ نشین۔



## توجہ فرمائیے!

حضرت سرکار کلاں علیہ الرحمہ کا یہ مختصر تذکرہ حیات ”علامہ محمد ایوب اشرفی  
شمسی سنجھلی مدظلہ“ کی اشاعت کا شرف ہمیں حاصل ہوا، بعض مضامین  
رسائل و جرائد سے بلا اجازت مصنف ہم نے شامل کئے، اگر کسی صاحب کو کوئی بات  
خلاف واقعہ محسوس ہو تو آگاہ فرمائے تاکہ تصحیح کر دی جائے۔ (ناشر)



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

مخدّہ در نصی علی رسولہ المختار

تمام اہلسنت جماعت کیلئے عموماً اور غیر نیران سلسلہ اشرفیہ کیلئے خصوصاً

باعث مرتب ہے کہ مطالعہ اشرفی جس کے ترجمہ کامد توں سہل ذوق

انتظار کر رہے تھے ہذا کا شکر ہے کہ میں منہلہ بیخ ہا ستم رسالہ اشرفی

جس کو آستانہ اشرفیہ سے انتہائی عقیدت سے زر کیٹر کے پورا کتاب کا ترجمہ

کرایا ہے اور اب آپ لوگوں کی آرزو کے مطابق منتظر عام پر آگئی ہے

جو سب کیلئے نادر قلعہ ہے میرا دعا ہے کہ مولیٰ تعالیٰ آنحضرت کی خدمات کو

قبول فرمائے اور ذریعہ نجات بنائے اور مقبول عام فرمائے جو لوگ

استفادہ کریں آنحضرت کے حق میں دعائے خیر کریں (آمین)

سید محمد مختار اشرفی سجادہ نشین  
کچھوچھو پورہ ضلع فیض آباد



پاکستان کے تمام اشرفیوں کے لئے حضرت سرکارِ کلاں کا

جاری کردہ فرمان اور جسٹیشن سرکار کلاں

حضرت شیخ ملت مفتی سید اظہار اشرف مدظلہ کی جانب سے توثیق۔



Abul Masud Syed Mohd. Mukhtar Ashraf Ashrafi-ul-Uani  
SAJJADA NASHEEN KICHHAUCHHA SHARIF, DIST. PAIZABAD. (U.P.)

بہام عزیزی سید مظہر اشرف صاحب مدظلہ ۷۸۶ کراچی پاکستان  
عزیزی سید مظہر اشرف صاحب مدظلہ ۷۸۶ کراچی پاکستان  
آپ کے خط سے یہ معلوم ہو کر کہ آپ نے میری اجازت پا کر بہام علیقاہ اشرفیہ پاکستان  
درجہ شرف کراچی میں نہیں بٹری سرت ہوں۔ اب میں تمام مالبتگیاں سلسلہ اشرفیہ کو ہدایت  
نمائوں کہ وہ آپ کا ساتھ دیں اور یکجہتی پیدا کر کے آستانہ اشرفیہ کی یاد سنائیں۔  
مغربی نوپے ہی سرپرستی کو منظور کر لیا ہے۔ آپ بحیثیت صدر کے تمام خدمات مفوضہ کو انجام  
دیں۔ ایسے ہوں میں اس جماعت اشرفیہ کی تنظیم سلسلہ میں روکا دے پیدا کر کے نوادریں  
فعلی عرفانوں متصور ہوگا۔ اور عند العداوت نامعلوم ہوگا۔ بچے امید ہے کہ آپ نے رجسٹر  
کرا لیا ہوگا۔ میں آپ کی کامیابی اور اتفاق و اتحاد کے حق میں آستانہ اشرفیہ پر دعا گو ہوں  
۱۰ انتظامی کمیٹی کا لقاہ آستانہ اشرفیہ حنیفہ سرکار کلاں کی شاخ رضیگی لہذا تمام امور  
صدر کے کو ہدایت کیجاتی۔ یعنی کہ مرکزی دفتر سے رابطہ رکھیں اور ہر کارروائی سے مرکز کو  
مطلع کرتے رہیں۔ اور مرکز کی ہر ہدایت واجب العمل ہوگی جس سے فلاح آواز بلند کریں۔  
موجم ہوگا۔ تمام عزیزان سلسلہ دہریاں حال کو معلوم و دعا ہے درالسلام

سید محمد مختار اشرفی  
کچھوچھو مقدسہ ضلع فیض آباد  
۹ مئی ۱۹۶۷ء





## استقبالیہ

بخدمت اقدس شیخ المملت تاجدار معرفت

حضرت علامہ الحاج پیر سید محمد اظہار اشرف الاشرافی البجیلانی دامت برکاتہم

اہلاً و سہلاً مرحباً

خیر مقدم

حضرت شیخ المملت تاجدار معرفت حضرت علامہ مفتی الحاج پیر سید محمد اظہار اشرف الاشرافی البجیلانی برکاتہم سجادہ نشین آستانہ اشرفیہ کچھوچھو شریف کی لاہور میں تشریف آوری کے موقع پر استقبالیہ اجتماع میں درج ذیل سپاس نامہ حضرت ممدوح مدظلہ کی خدمت اقدس میں حلقہ اشرفیہ پاکستان کی جانب سے حضرت علامہ محمد منشا تابش قصوری اشرفی سمنانی مدظلہ العالی پیش فرمایا۔ رجب المرجب ۱۴۱۸ھ / ۱۹۹۷ء۔

گرامی قدر علمائے کرام، مشائخ عظام، اصفیائے اشرفی اور وسیع الظرف، میزبان عالی ہم پیر طریقت رہبر شریعت حضرت الحاج الحافظ علامہ سید ڈاکٹر پیر سید محمد مظاہر اشرف الاشرافی البجیلانی امیر حلقہ اشرفیہ پاکستان دامت فیوضہم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

معروض کہ: یہ ہماری خوش نصیبی اور فیروز بختی ہے کہ آج ہم ملت اسلامیہ کے نامور اور شہرہ آفاق مرکز آستانہ عالیہ اشرفیہ کچھوچھو شریف کی عظیم المرتبت روحانی شخصیت کی زیارت سے شاد کام ہیں، جن کی جھلک دیکھنے کے لیے عشاق دعائیں مانگتے رہتے ہیں۔

○ حضرات گرامی! میرے پاس ایسے الفاظ نہیں جنہیں وسیلہ بنا کر حضرت کی ذات ستودہ صفات کا تعارف کرا سکوں، تاہم سکون قلب کے لیے آپ ہی کے نام نامی اسم گرامی کا سہارا لینا چاہتا ہوں، سنیے! آپ بین الاقوامی سطح پر کچھ اس طرح متعارف ہیں، شیخ المملت، تاجدار معرفت کاشف رموز حقیقت، ناشر اسرار طریقت، حضرت العلام، رفیع الشام، محترم المقام علامہ الحاج پیر سید محمد اظہار اشرف صاحب الاشرافی البجیلانی دامت برکاتہم، شہزادہ مخدوم المشائخ سراج الدین، الامام الصالحین، رئیس الاتقیاء والاصفیاء، نقیب العرفاء، حضرت الشیخ مولانا علامہ الحاج سید محمد مختار اشرف الاشرافی البجیلانی المعروف سرکار کلاں علیہ الرحمۃ والرضوان، زینت سجادہ آستانہ عالیہ اشرفیہ سمنانیہ کچھوچھو شریف ضلع فیض آباد (بھارت)

ہند سے حضرت اظہار اشرف دیکھنے پیر معظم آئے  
کیوں نہ ہماری زباں یہ تابش نغمہ خیر مقدم آئے

## عاشقان اولیاء اشرفیہ

حضرت شیخ المملت عصر حاضر میں بھارت کی سب سے بڑی روحانی مسند کی زینت ہونے کے ساتھ جملہ علوم و فنون عقلیہ و نقلیہ، جدیدیہ و قدیمیہ کے حسین امتزاج ہیں، آپ بیک وقت شہرہ آفاق خطیب و مقرر بھی ہیں بلند پایہ مدرس اور نامور مصنف و ادیب بھی ہیں۔ نیز بڑا عظیم ایشیاء کے معروف نعت گو صاحب دیوان شاعر ہیں۔

ناچیز اس وقت شیخ المملت حضرت پیر سید اظہار اشرف الاشرافی البیلانی دامت برکاتہم کے نثری شہ پاروں سے صرف نظر کرتے ہوئے سامعین کرام کی خدمت میں آپ کے الہامی کلام سے بطور نمونہ چند نعتیہ اشعار پیش کرتا ہے جو ایک سچے عاشق رسالت مآب ﷺ کا منہ بولتا ثبوت ہیں، جن میں عشق رسالت مآب ﷺ کا درس بھی ہے اور اصلاح و تعمیر ملت کا جذبہ بھی کار فرما ہے۔ آپ فرماتے ہیں۔

عشق سرکارِ دو عالم میں جو جینا سیکھو  
پھر تو حالاتِ زمانہ سے نپٹنا سیکھو  
غیر کو غیر، اور اپنوں کا سمجھنا سیکھو  
سب غلاموں پہ سدا ان کا کرم رہتا ہے  
ہے یہ لازم کہ غلاموں میں ہی رہنا سیکھو

نیز فرماتے ہیں

عشق سرکارِ مدینہ سے سجا رکھا ہے  
دل کو پھر کعبہ دل اپنا بنا رکھا ہے  
سارے اعمال کی جان رسولِ عربی  
یادِ سرکار کو سینے سے لگا رکھا ہے

OOO

آتشِ عشق کا اظہار عقیدت کے خلاف  
جو دبائے نہ دے اس کو دبا رکھا ہے

جشن میلاد النبی ﷺ کی پر بہار آمد پر یوں رطب اللسان ہیں۔

جشن میلاد ہے عاشقانِ نبی تیرے گھر اب سجانے کے دن آگئے  
سارے عالم پہ انکا کرم چھا گیا، اب تو خوشیاں منانے کے دن آگئے  
منظر سارا عالم تھا جن کے لیے وہ امام الہدیٰ آگئے  
نکبت و نور کی ایسی برسات میں نعت سننے سنانے کے دن آگئے

اور پھر اپنی روحانی نسبتوں جس والہانہ انداز میں اظہار فرماتے ہیں یہ آپ ہی کا خاصہ ہے ہمیں بھی ان نسبتوں کا لحاظ و پاس ہی نہیں کرنا چاہیے بلکہ اپنے قلب میں نقش کر لینا از بس ضروری ہے ملاحظہ فرمائیے آپ ایک نعت کے مقطع میں یوں گنگناتے نظر آتے ہیں۔

غوث اعظم زماں خواجہ خواجگاں اشرف جان جاں  
بس کرم سے ہے اظہار کا بھی بھرم ان کے زیر قدم

مخدوم المعظم!

آستانہ عالیہ اشرفیہ کچھوچھو شریف کی مسند کو اپنی سجادگی سے آراستہ کرنے کے بعد آپ کی مدینہ اولیاء مدینہ العلوم قطب الارشاد عروس البلاد لاہور میں پہلی بار تشریف آوری ہے۔ اس پر ہم فرحت و انبساط کا جتنا بھی اظہار کریں کم ہے یہ تو آپ ہی کی چشم عنایت ہے کہ آج ہمیں آپ نے اپنے قرب کی دولت سرمدی سے نوازا ہے مگر یہ سعادت ہمیں از خود نصیب نہیں ہو رہی بلکہ پیر طریقت رہبر شریعت محسن اہل سنت عالمی مبلغ اسلام حضرت الحاج الحافظ ڈاکٹر پیر سید محمد مظاہر اشرف الاشرفی البھیلانی دامت برکاتہم العالیہ کا احسان و کرم ہے جنہوں نے سادات اشرفیہ اور اشرفیہ کا زکی ترویج و ترقی کے لیے ۱۹۸۱ء میں لاہور کو مرکز بنایا اور سرکار کلاں علیہ الرحمۃ والرضوان کے ارشاد عالیہ پر حلقہ اشرفیہ قائم کر کے مشن کی اشاعت کا بیڑا اٹھایا۔ اس بناء پر کہ پاکستان میں اشرفیہ نسبت رکھنے والی شخصیات نے حضرت محدث اعظم ہند علیہ الرحمۃ کے نام نامی کے سوا خاندان اشرفیہ کی علمی، عملی، تاریخی، مسلکی، مذہبی، اسلامی اور روحانی خدمات کے تعارف سے چشم پوشی فرمائی ہاں کبھی کبھار بنارس سنی کانفرنس کے حوالے سے صرف محدث اعظم ہند علیہ الرحمۃ کے الخطبۃ الاشرفیہ کا تذکرہ ضرور سنایا جاتا اور بس۔

حضور! حضرت قبلہ ڈاکٹر صاحب مدظلہ نے نہ صرف محدث اعظم ہند علیہ الرحمۃ کی غیر معمولی مذہبی، تحریکی خدمات کو اجاگر کرنے کی طرح ڈالی بلکہ اولیائے اشرفیہ کا اس نہج پر تعارف شروع کیا کہ آج پاکستان بھر میں حلقہ اشرفیہ کی ناقابل فراموش خدمات کا اعتراف اپنے پرانے یگانے بیگانے کرنے لگے ہیں۔

امیر حلقہ اشرفیہ حضرت ڈاکٹر صاحب قبلہ نے لاہور، کراچی، پشاور میں بڑے بڑے ہونٹلوں اور قابل ذکر مقامات پر محدث اعظم ہند کانفرنسوں کو انعقاد فرمایا اور یہ سلسلہ روز بروز ترقی پذیر ہے۔ ساتھ ہی ساتھ ماہنامہ آستانہ کراچی سے اجراء اشرفیہ مشن کی کامیابی کا ذریعہ ثابت ہو رہا ہے خصوصاً اس موقر جریدہ کے ضخیم و عظیم محدث اعظم ہند نمبروں نے تاریخی اہمیت کا کردار انجام دیا ہے بلاشبہ آج ماہنامہ آستانہ اشرفیہ کا زکار روحانی و نشریاتی ادارہ بن چکا ہے۔

قبلہ من، حضرت ڈاکٹر صاحب نے قلم کے محاذ کو بڑی استقامت اور خوبصورتی سے  
 سنبھال رکھا ہے، چنانچہ اس دور کی احسان و تصوف پر سب سے بڑی اور عمدہ کتاب "صراط الطالبین فی  
 طریق الحق والدین" شاہد و عادل ہے، اس کے انقدر تصنیف کے علاوہ لطائف اشرف، حیات محدث  
 اعظم ہند، قطب ربانی اور حجۃ الذاکرین، جو حضرت سلطان التارکین سید اشرف جہانگیر سمنانی قدس  
 سرہ النورانی کی ذکر بالجہر پر نہایت محققانہ تصنیف ہے، شائع کر کے حضرت قبلہ ڈاکٹر صاحب نے  
 خانوادہ اشرفیہ کو پاکستان میں طاق نسیاں کی زینت بننے سے بچا کر آفاقی حیثیت سے متعارف  
 کرادیا ہے۔ کیونکہ آپ دنیا بھر کی سیاحتی میں شب و روز بسر کر رہے ہیں جہاں جہاں اور جدھر  
 جدھر آپ دورہ فرماتے ہیں اشرفی مشن کو عروج بخشتے جاتے ہیں، حقیقت ہے بقول شاعر

ان کا سایہ اک تجلی ان کا نقش پا چراغ

یہ جدھر گزرے ادھر ہی روشنی ہوتی گئی

آخر میں یہ ناچیز ایک بار پھر عرض کرتا ہے، حضور یہ غلام حاضر ہیں۔ ان پر نگاہ کرم فرمائیے۔

اک نظر کی آرزو میں ہے جہاں آرزو

شاہاں چہ عجب گر بنوازند گدارا

طالب دعا

محمد منشا تابش قصوری چشتی سیالوی اشرفی

جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور



رحمت اللہ وبرکاتہ علیکم اہل البیت

جامع شریعت و طریقت، مرکز عقیدت و محبت شیخ المشائخ  
حضرت علامہ و مولانا سید محمد مختار اشرف اشرفی جیلانی

سرکارِ اکیلاں کی حضورِ چھتر قدر سے  
کا محضر  
تذکرہ حیات

مبلغ اسلام و مولانا  
حضرت الحاج علامہ  
محمد ایوب اشرفی سنہجلی  
خطیب، نور الاسلام - بولٹن - یو۔ کے

ناشر

اشرفی ہلالان ماشرنی جامع مسجداشرنی چوک مرید کے شیخوپورہ پاکستان

مشکران اسلام و انشوراء اہل قوم و ملت اور درمیان عصر کا انخارج تحسین

امام نحو  
حضرت صدر العلماء

مولانا علامہ سید غلام جیلانی میری  
رحمۃ اللہ تعالیٰ

۱۳۱۷ھ — ۱۳۹۸ھ

حقائق و معارف کی روشنی میں

ترتیب

مولانا علامہ محمد منشا تابش قصوری  
مدرس جامعہ نظامیہ رضویہ، لاہور، پاکستان

اہتمام

حضرت مولانا علامہ محمد الیوب اشرفی سہیل دامت برکاتہم

سابق نائب شیخ الحدیث دارالعلوم اہلسنت جبل پور۔

خطیب نور الاسلام۔ بولٹن۔ یو۔ کے

مشکران اسلام و انشورائے قوم و ملت اور درمیان عصر کا انخارج تحسین

امام نحو  
حضرت صدر العلماء

مولانا علامہ سید غلام جیلانی میری  
رحمۃ اللہ تعالیٰ

۱۳۱۷ھ — ۱۳۹۸ھ

حقائق و معارف کی روشنی میں

ترتیب

مولانا علامہ محمد منشا تابش قصوری  
مدرس جامعہ نظامیہ رضویہ، لاہور، پاکستان

اہتمام

حضرت مولانا علامہ محمد الیوب اشرفی سہیل دامت برکاتہم

سابق نائب شیخ الحدیث دارالعلوم اہلسنت جبل پور۔

خطیب نور الاسلام۔ بولٹن۔ یو۔ کے